

# فتاویٰ نوریہ

فیہام اہل بیت محمد و آلہ السلام علیہم و آلہم و سلم

مکتبہ المصطفیٰ علیہ السلام

دارالعلوم خلیفۃ المسیح  
ابو سعید عثمانی

ضلع اوکاڑا

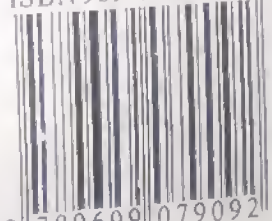
فقاویٰ نوریہ	-----	کتاب
چہارم	-----	جلد
فقیر اعظم مولانا ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی رحمہ اللہ	-----	تصنیف
(صاحبزادہ) محمد محبت اللہ نوری	-----	ترتیب
جمادی الاخریٰ ۱۴۱۰ھ / جنوری ۱۹۹۰ء	-----	اشاعت اول
محرم الحرام ۱۴۰۹ھ / مئی ۱۹۹۸ء	-----	اشاعت دوم
جمادی الاخریٰ ۱۴۲۶ھ / جولائی ۲۰۰۵ء	---	اشاعت سوم
جمادی الاخریٰ ۱۴۳۰ھ / جون ۲۰۰۹ء	---	اشاعت چہارم
۶۱۶	-----	صفحات
	-----	مطبع
شعبہ تصنیف و تالیف	-----	ناشر
دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور (اوکاڑا)		

۲۵۰ روپے

قیمت

۱۹۵۰/-

ISBN 969-9079-09-2



9 789699 079092

نویسنہ = بشیر بزرگزی  
 ۲۵۰ / ۵۵ / ۵۴ منگل  
 جمادی الاول ۱۴۳۱ھ







بسم الله الرحمن الرحيم

كشف اللجبى بحمد الله

حسنه محمد خضال الله

عليه السلام

نور السمع والابصار  
والله اعلم

يَسْتَفِيقُونَكَ ط

قُلِ اللَّهُمَّ

يُفَتِّحْكُمْ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
وَلَا تَكْفُرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ

# فتاویٰ نور

جلد چہارم

تصنیف

شیخ الحدیث فقیر غفر مولانا الحاج ابوالخیر محمد نور اللہ صاحب النعمی اداوی علیہ الرحمۃ  
بانی دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور

ترتیب و تدوین

استاذ الفقہ و الحدیث حضرت مولانا علامہ الحاج محمد محب اللہ صاحب نوری مدظلہ  
مستمر دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور

ناشر

شعبہ تصنیف و تالیف دارالعلوم حنفیہ فریدیہ

بصیر پور، ضلع اوکاڑہ

## نقش آغاز

حجۃ الاسلام سیدی حضرت فقیہ اعظم قدس سرہ العزیز کی شہرہ آفاق تصنیف ”فتاویٰ نوریہ“ کی چوتھی جلد عرصہ سے نایاب تھی، اب اللہ رب العزت (جل جلالہ و عم نوالہ) کے لطف و کرم اور اس کی توفیق و عنایت سے جدید ایڈیشن پیش خدمت ہے۔

پہلی تین جلدیں طہارت، نماز، مساجد، زکوٰۃ، عشر، رویت ہلال، روزہ، اعتکاف، حج، رضاءت، نکاح، طلاق، ظہار، زنج، حلال و حرام جانور، قربانی، عقیقہ، تعزیر اور خط و اباحت وغیرہ ابواب پر مشتمل ہیں۔۔۔۔۔ جب کہ پانچویں اور چھٹی جلد میں عقائد، تفسیر، حدیث اور متفرق ابواب سے متعلق فتوے ہیں۔

زیر نظر جلد سرقہ (چوری)، دیت و قصاص، بیوع (خرید و فروخت)، ربو (سود)، رہن (گروی)، دعویٰ، ثبوت نسب، حق پرورش، وصیت اور فرائض (احکام میراث) وغیرہ مسائل سے متعلق انھارہ ابواب و کتب پر مشتمل ہے۔۔۔۔۔ مجموعی طور پر اس جلد میں 190 استفتاءات شامل کیے گئے ہیں۔

بلاشبہ فتاویٰ نوریہ میں ہزاروں احکامات و جزئیات کی تفصیل موجود ہے۔ اس ایڈیشن میں سائز کی تبدیلی کے علاوہ ہر کتاب کے آغاز میں مختصر تعارف پیش



کیا گیا ہے، جس سے موضوع کے بارے میں ایک اجمالی خاکہ قاری کے ذہن نشین ہو جاتا ہے۔

کتاب الفرائض میں چند ابواب کا اضافہ کر کے اس کی داخلی ترتیب کو بہتر بنایا گیا ہے، نیز آخر میں فرست اخذ و مراجع کے ساتھ آیات و احادیث کی فہرستوں کا بھی اضافہ کر دیا گیا ہے۔ جنہیں عزیزم مفتی محمد لطف اللہ نوری نے بڑی جانفشانی سے مرتب کیا ہے، پروفیسر ظلیل احمد نوری (لاہور) نے صاحب فتاویٰ پر مضمون قلمبند کیا، مولانا حافظ محمد اسد اللہ نوری نے پروف ریڈنگ میں حصہ لیا، مولانا شاہ محمد ہشتی نے کتابت کی، مولانا عزیز احمد نوری نے انیس اس کام کے لئے مستعد رکھا، جب کہ عزیزم صاحبزادہ محمد فیض المصطفیٰ نوری نے کمپوزنگ، بیسننگ اور جملہ طباعتی امور بڑی خوش اسلوبی سے انجام دیے، مولانا محمد یوسف نوری (بہاولپور) نے ان کا ہاتھ بنایا۔

اللہ تعالیٰ جل و علا جملہ معاونین کو اجر عظیم سے نوازے اور فتاویٰ نوریہ کے علمی و فنی نور سے اہل ایمان کے قلوب و انہام کو مستنیر فرمائے۔

امین محمد طاہر و بیس صلی اللہ علیہ و آلہ و صحبہ اجمعین

(صاحبزادہ) محمد محب اللہ نوری

20 محرم الحرام 1419ھ

17 مئی 1998ء



فہرست

14 تا 13

بهرست کتب و احوال

50 تا 15

بهرست مسائل

71 تا 51

سیدی فقیه اعظم

72

قطعه از حوض محمد الطاهر فقیر

596 تا 73

فوائد نوریه

602 تا 599

بهرست آیات کریمه

606 تا 603

بهرست حدیث مبارکه

615 تا 607

بهرست مآخذ و مراجع



# فهرست کتاب و ابواب

75	کتاب السرقة
93	کتاب الدية و القصاص
115	کتاب البيوع
155	کتاب الربو
179	کتاب الرهن
201	کتاب الدعوى
225	باب ثبوت النسب
237	باب حصانة الولد
245	کتاب الوصايا



261

كتاب الفرائض

273

باب ذوى الفروض

347

باب العصابات

393

باب ذوى الارحام

407

باب العول

419

باب الرد

427

باب التصحيح

505

باب المناسخة

587

باب مسائل الشتى

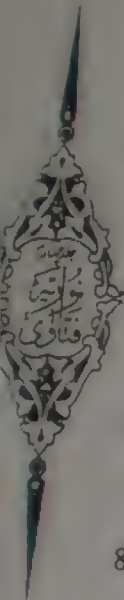


# فہرست

## مسائل فتاویٰ نوریہ

### کتاب السرقۃ

- 1 تعارف کتاب السرقۃ 79 تا 84
- 2 عملیات کے ذریعے چوری کا ثبوت شرعاً معتبر نہیں ہے۔ 86
- 3 عیار لوگ اپنی جیبیں پر کرنے کے لئے مختلف ہتھکنڈوں سے فساد برپا کرتے ہیں۔ 86
- 4 بعض عقاقیر و حیوانات میں ایسے خواص ہیں کہ ان کے استعمال سے آگ اثر نہیں کرتی۔ 86
- 5 ایسے عاملوں سے چوری دریافت کرنے والوں کی چالیس دن کی نمازیں قابل قبولیت نہیں رہتیں۔ 86
- 6 مالیت سرقۃ میں مدعی و مدعی علیہ کے اختلاف کی صورت میں ایک استفتاء کا جواب۔ 88
- 7 چور پر لازم ہے کہ چوری کردہ تمام مال اور نقدی واپس لوٹائے۔ 88
- 8 جو شخص کسی کا نقصان کرے، اس پر ضمان پڑتی ہے۔ 89



اگر سی وجہ سے چور کے ہاتھ نہ کاٹے جائیں تو مال  
مسروقہ ضائع ہو جانے کے باوجود بھی اس پر ضمان لازم

9

89 - 91

ہے۔

89

مانع ضمان صرف قطع ید ہے۔

10

چور، چوری کے اقرار کے بعد پھر جائے تو قطع ید نہیں مگر

11

89

ضمان لازم ہے۔

قطع ید کی صورت میں ضائع شدہ مال از روئے قضاء

12

89

معاف ہے۔

مستہم بالسرقة کو تیس (30) درے لگا کر بری سمجھنے کا قانون

13

91

کسی فقہی کتاب میں نہیں ہے۔

91

حکومت کو مالٹ و حکم کننا عجیب ہے۔

14

91

مالٹ کے لئے فریقین کی رضامندی ضروری ہے۔

15

91

پولیس کو ”حکومت“ کننا خوش فہمی ہے۔

16

خرد برد کیا ہوا مال قطع ید کے بعد بھی دیا نہ دینا پڑتا ہے

17

91

مفتی ہی فتویٰ دے۔

## کتاب الدیہ والقصاص

99 تا 107

تعارف کتاب الدیہ والقصاص

18

110

دماغ تک پہنچنے والے زخم کو آمہ کہتے ہیں۔

19

110

ایسے زخم میں ایک تہائی دیت ہے۔

20





21 دیت کے طور پر دی جانے والی اونٹنیوں کی تفصیل۔ 110

22 نقدی کی صورت میں دیت ایک ہزار دینار سونا یا دس ہزار

درہم چاندی ہے۔ 110

23 یہودی سے بد فعلی کرنے والے کو قتل کرنے سے خاوند قاتل

پر دیت یا قصاص لازم ہے یا نہیں؟ 111

24 بد کاری میں مشغولیت کے عین موقع پر قتل کی اجازت

ہے۔ 113

## کتاب الیہوع

25 تعارف کتاب الیہوع 119 تا 125

26 قرض گندم جائز ہے۔ 127

27 گندم شرعاً مکین ہے لہذا قرض یا گندم سے مبادلہ کی

28 صورت میں تول سے جائز نہیں ہے۔ 128

28 یدابید کی قید سے قرض کی ممانعت سمجھنی نہایت ہی بے جا

ہے۔ 128

29 یدابید کی قید بیع میں ہے تو خواہ مخواہ اس وجہ سے قرض کو

ممنوع قرار کیوں دیا جائے۔ 129

30 اگر یدابید کی قید سے قرض گندم کو ناجائز کیا جائے تو

روپیہ اشرفی وغیرہ کا قرض بھی حرام ہو جائے گا۔ 129

31 بیع کی تعریف۔ 129

32 قرض کی تعریف۔ 129



129	قرض در حقیقت ایک خاص قسم کی عاریت کا نام ہے۔	34
130	نقذ عاریت سے بھی قرض ثابت ہو جاتا ہے۔	35
130	واجبی قرض در حقیقت مبادلہ نہیں ہے۔	36
130	استقراض الحطہ کے فتوے پر حضرت شیخ الحدیث مولانا غلام رسول رضوی کی تصدیق۔	37
132	موزونات ذوات الامثال ہیں۔	38
132	زیور مثل ہے۔	39
132	مضر تبغض موزونات کا ذوات الامثال نہ ہونا عام استثناء نہیں ہے۔	40
132	صنعت عباد سے ہونا مثلی ہونے کے منافی نہیں ہے۔	41
133	دراہم و دنانیر کی تبغض مضر یونہی صنعت عباد سے بھی ہیں مگر اجماعاً مثلی ہیں۔	42
133	ذوات القیم اور مثلیات کے بارے میں شامی کے الفاظ۔	43
133	اختلاف زمانہ کی وجہ سے نرخ کا مختلف ہونا مثلیت کو مضر نہیں ہے۔	44
135	وکیل امین ہوتا ہے۔	45
135	وعدہ کی وفا بھی ضروری ہے۔	46
135	لامانہم و عہم رمعد میں امانت و عہد کے عموم کا بیان۔	47
135	منافق کی تین نشانیاں۔	48
135	صد ہا آیات و احادیث سے ثابت ہے کہ رعایت امانات و عہد نہایت ضروری ہے۔	



136	امانت میں خیانت موجب ضمان ہے۔	49
136	شرط موکل کا اعتبار ضروری ہے۔	50
136	عند القدرة جس، ولیل غصب اور موجب ضمان ہے۔	51
138	شریک شرعا امین ہے۔	52
138	امین پر بلا تعدی ضمان نہیں ہے۔	53
140	مسائل عامہ کی بناء عرف و عادت تجارت پر ہے۔	54
	اگر سلطان جابر کے طمع کی وجہ سے مضارب مال مضاربت	55
	سے کوئی چیز دے کر نجات حاصل کرے تو بوج عرف	
141	ضمان نہیں ہے۔	
	عرف میں چونکہ رب المال اور مضارب دونوں نفع و	56
142	نقصان میں شریک ہوتے ہیں، لہذا اسی پر بناء ہے۔	
	حضرت قبلہ سید ابو البرکات و سید ابو الحسنات علیہما	57
147	الرحمہ کی تصدیق۔	
	فصل کے موقع پر گندم اکٹھی کرنا اور وقتاً فوقتاً جو موجود	58
148	نرخ ہو اس کے مطابق فروخت کرتے رہنا جائز ہے۔	
149	احتکار ناجائز ہے۔	59
149	احتکار ممنوع کی تعریف۔	60
149	اہل اسلام کا میل ہوں شرعا محمود ہے۔	61
	اگر لاؤڈ سپیکر مسجد کے لئے نہیں، مدرسہ کے لئے خرید گیا	62
50	تو وہ مدرسہ ہی کا ہے۔	

کسی کو اختیار نہیں کہ ایسا سپیکر مسجد کا سمجھ کر قبضہ کروا

63

150

دے۔

اپنے محسن، بلا معاوضہ پرورش کرنے والے سے تین ہزار

64

152

کا مقابلہ بالکل بے جا ہے۔

جب ان کے عقائد و اعمال و اقوال خلاف شرع ہیں تو

65

152

لازم ہے کہ زید ان کو ایک پیسہ بھی نہ دے۔

## کتاب الربو

159 تا 169

تعارف کتاب الربو

66

غیر مسلم ممالک میں مکان کے لئے قرض، انشورنس اور

67

بنکوں سے سودی کاروبار وغیرہ مسائل پر مشتمل لندن سے

171

آمدہ استفتاء۔

173

مال حبلی غیر معصوم مباح ہے۔

68

مسلمان، حبلی کی رضا سے بلا عذر و خیانت اس کے مال پر

69

173

قابض ہونے سے مالک بن جاتا ہے۔

173

مال حبلی میں ربو نہیں ہے۔

70

طرفین کے نزدیک دار الحرب میں مسلمان تاجر کے لئے

71

ایک کے بدلے دو درہموں کی بیع جائز ہے، مسلم کو نفع ہو

173

یا حبلی کو۔

174

حدیث پاک سے طرفین کا استدلال۔

72



173 مجتہد کا کسی حدیث سے استدلال، تصحیح حدیث ہے۔ 73

بنکوں کا موجودہ طریق منافع مضاربت فاسد و کی صورت 74

174 ہے جس میں قبضہ سے ملک ثابت ہو جاتا ہے۔ 75

پاکستانی بنکوں کی بجائے غیر مسلم بنکوں کی طرف میلان 75

174 قومی و ملکی وقار کے منافی ہے۔ 76

175 بدگمانی سے بچنا ضروری ہے۔ 77

176 اشیاء میں اصل اباحت ہے۔ 78

جن اشیاء کی ممانعت دلائل شرعیہ سے ثابت نہ ہو وہ 78

176 حلال و جائز الاستعمال رہتی ہیں۔ 79

176 دو کائنات پر پگڑی کا حکم۔ 80

176 اہل اسلام کا عرف و رواج معتبر ہے۔ 81

177 قرعہ اندازی کے ذریعے انعام کے بہانے۔ 82

178 حیلے بہانوں سے حرام کھانے کی کوشش۔ 83

## کتاب الرحمن

185 تا 183 تعارف کتاب الرحمن 83

188 قرض کے عوض رہن رکھی گئی زمین کا منافع سود ہے۔ 84

ایسا قرض جس میں دینے والے کی منفعت ضرور ہو، رو 85

188 ہے۔ 86

مستقرض کو اس کے گھوڑے پر سواری کی شرط سے قرض 86

185 دینا سود ہے۔ 87

حضرت عبد اللہ بن مسعود اور حضرت فضالہ بن عبید ایسے

87

جلیل القدر صحابہ کے آثار۔

صحابہ و تابعین رہن سے ذرہ بھر بھی نفع اٹھانے کو برا

88

جانتے ہیں۔

عبد اللہ بن مسعود، معاذ بن جبل، شعی، شریح وغیرہ

89

حضرات نے رہن سے نفع کو سود کہا ہے۔

متعدد آیات، احادیث، اجماع امت اور قیاس شرعی سے

90

خباثت سود اور شقاوت سود خواران ثابت ہے۔

قرض کے عوض رکھے گئے مکان سے نفع حاصل کرنا رہن

91

نہیں بلکہ اجارہ فاسدہ ہے، منفعت کے مطابق اجر مثل

دینا پڑے گا۔

روپے کے عوض مرہون زیور چوری ہوا تو قرض اور

92

مرہون کا حکم۔

رہن کی حیثیت امانت کی سی ہے۔

93

جن صورتوں میں ودیعت ضائع ہونے پر تاوان نہیں، وہاں

94

رہن کے ضیاع میں بھی تاوان نہیں ہے۔

(امین) جس کے پاس امانت رکھی گئی وہ کہے ودیعت ہلاک

95

ہو گئی، جب کہ مودع تکذیب کر دے تو امین سے حلف لیا

جائے، بصورت انکار ودیعت کا ذمہ دار ہو گا۔

قرض کے عوض گروی رکھا گیا مال چوری ہو گیا، اگر یہ مال

96

قرض سے زیادہ قیمت کا ہے تو زائد بلا معاوضہ ضائع ہو





صورت مذکورہ میں اگر قرض زیادہ ہے تو مستقرض پر زائد

97

کا لوٹانا لازم ہے۔

## کتاب الدعویٰ

205 تا 207

تعارف کتاب الدعویٰ

98

کارخانہ کی اسٹنٹ کے سلسلہ میں روپے لے کر مقدمہ

99

210

سے دستبرداری کا حکم۔

210

دعوائے مال میں صلح جائز اور بیع کے حکم میں ہے۔

100

نکاح کے موقع پر لڑکی کو دی گئی بھینس کے بارت میں

101

211

ایک مسئلہ۔

خاوند کی رضا سے عورت کے زیر استغناء زیورات میں

102

وفات زوج کے بعد زوجہ کا دعویٰ حیات بلا دلیل معتبر

213

نہیں ہے۔

213

عورت کے استعمال کو ملکیت سمجھنا غلط ہے۔

103

زوج کی خریداری کا اقرار یا زوج سے خرید لینے کا دعویٰ

104

214

زوج کی ملکیت کی دلیل ہے۔

214

ایسے دعویٰ پر ثبوت ملکیت کے لئے دلیل ضروری ہے۔

105

زید کی اجازت کے بغیر اس کی بیوی کا کتابیں فروخت

106

216

کرنے کی صورت میں حکم۔

- 220-217 یہ ہے کہ اس سے ایک مہمان نے لے  
یا نقد پوری ہو جانے پر ضمن کس کے ذمہ ہے؟  
222 مسجد بیڑی چارج کرانے کے لئے دی، تبدیل ہو جانے  
کی صورت میں حکم۔  
222 بچہ مشعل سے بلا تعدی ضائع ہو جانے والی چیز پر ضمانت  
نہیں پتی۔

### باب ثبوت النسب

- 228 نکاح سے چھ ماہ یا زائد عرصہ گزرنے کے بعد بچہ پیدا  
ہونے پر خاوند انکار نسب نہ کرے بلکہ خاموش رہے تو  
نسب ثابت ہو جائے گی۔  
228 مراستیا والیا اقرار نسب کے بعد انکار معتبر نہیں ہے۔  
کسی کو اپنا بیٹا قرار دینے کے دعویٰ پر ثبوت نسب کے لئے  
شرائط۔  
230 مقررہ، مقررہ وارث بن جائے گا اگرچہ باقی ورثاء نسب  
سے انکار کریں۔  
230 خاوند بچہ ہو و نسب ثابت نہ ہو گی۔  
232 ماہ منیہ کے بغیر حمل مقصور نہیں۔  
232 انتقام نکاح سے چھ ماہ بعد بچہ پیدا ہو تو نسب ثابت ہو سکتا  
ہے۔  
233 یہ ہے کہ بچہ پیدا ہونے پر اس سے نفی نہ کی بلکہ اپنا لڑکا



منکوحہ کے بچے کا نسب صرف خاوند کی نفی سے مستفی نہیں ہو سکتا جب تک لعان و تفریق اور قاضی کی طرف سے انقطاع نسب کا اعلان نہ ہو۔

## باب حضانہ الولد (حق پرورش) ----- 237

ماں کے بعد نانی پرورش کی زیادہ حق دار ہے۔

حق حضانت میں سب سے اول و احق ماں ہے۔

کنزور داوی و نانی وغیرہ جو بچے کی حفاظت و پرورش نہ کر

سکے، حق دار نہیں۔

سوتیلی ہمشیرہ کے خاوند کا نابالغ کی پرورش کرنا تمبر عا تھا، لہذا

معاوضہ نہیں لے سکتا۔

قاضی کے حکم یا والدین کی رضا کے بغیر پرورش کرنے والا

خرچہ کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔

اگر ماں کے ناجائز تعلقات کی وجہ سے یتیموں کے مال

ضائع ہونے کا خطرہ ہو تو ان یتیموں کی جائیداد کو الگ رکھا

جائے۔

یتیم بچوں کی ماں اگر غیر مرد سے تعلقات قائم کرے جس

سے بچوں کے ضائع ہونے کا خطرہ ہو تو اس ماں کے لئے

پرورش کا حق نہیں رہتا۔

والدہ کی وفات کے بعد لڑکی کی پرورش کا حق بہ ان ہونے

غیر محرم لڑکی کی پرورش کا حق نہیں رکھتا۔  
 نانا پرورش کا حق رکھتا ہے۔

127

128

## کتاب الوصایا

249 تا 251

254

277

296

256

308

259

259

259

257

111

### تعارف کتاب الوصایا

129

130

131

132

133

134

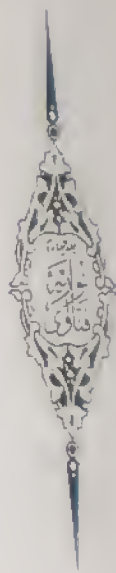
135

136

137

138

139



140 وراثت کے حق میں وصیت کے جواز کی صورت۔ 143

141 تیسرے حصے تک وصیت جائز ہے۔ 446

142 دو لڑکیوں، پانچ بھائیوں اور تین پوتیوں میں تقسیم جب کہ

پوتیوں کے لئے وصیت کی گئی۔ 446

## کتاب الفرائض

143 تعارف کتاب الفرائض 265 تا 271

## باب ذوی الفروض

144 اغوا کردہ عورت کو وراثت سے کوئی حق نہیں۔ 276

145 حقیقی بہن کے ہوتے ہوئے سوتیلی بہن کا حق نہیں۔ 276

146 دین اسلام سے الگ ہونے والی محروم ہے۔ 276

147 منکوحہ عورت، لڑکی اور سگی بہن میں ترکہ کی تقسیم۔ 276

148 حق مرد داخل دیون ہے۔ 277

149 تقدیم دین بروسیت بحکم حدیث شریف ہے اور عطف

مقتضی ترتیب نہیں۔ 278

150 بیوی ایک ہو یا زیادہ، صرف تینھویں حصہ ہی کی حقدار

ہے۔ 280

151 ایک لڑی کے ہوتے ہوئے پوتی کو محروم کرنے کے بارے

میں ایک فتوے کا رد۔ 283

152 یہ فتویٰ، فتویٰ نہیں بلکہ فتہ ہے۔ 283



ایک دن کے لئے نصف اور اس کے ساتھ چوٹی ہو تو چوٹی  
کے لئے سوس، تئیس تئیس ہے۔

مقررہ حصوں سے جو بچے وہ سب سے قریبی مرد کے لئے

ہے۔

موت سے ملک وارث کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔

مرفوعہ اہل بیت مبارکہ میں رعایت جمیع درجہ کی ہدایت

فرمائی۔

مگر ہمیں مفتیان و اس فتویٰ

دخت و مادر حلال خواہ شد

متوفی کی بیوی، بھائی اور والدہ میں تقسیم ترکہ۔

متوفی کے بھائی کی بیوی کا کچھ حصہ نہیں۔

ثلث و ربع جمع ہوں، مسئلہ بارہ سے آئے گا۔

اولاد نہ ہو تو دین وغیرہ دینے کے بعد بیوی کا چوتھا حصہ

ہے۔

بیوی، دو بہنوں اور بیچا زاد میں تقسیم۔

اختصاص ربع و ثلثان سے مسئلہ بارہ سے آئے گا۔

بہتجی محروم محض ہے۔

بیوی حاسب نہ ہو تو پوتے پوتیاں، لڑکوں اور لڑکیوں کے

حکم میں ہیں۔

متوفی کی اولاد نہ ہو تو بیوی کا آٹھواں حصہ ہے۔





فریضہ شمن ہو تو مسکد آٹھ سے آئے گا۔

167

لڑکیوں کی دو تہائی بیوی کا انصواں اور باقی بھائی بہن کا

168

205

ہے۔

اگر بھائی بہن وارث ہوں تو بھائی کا بہن سے دو گنا حصہ

169

203

ہے۔

203

بھائی نہ ہو تو بہن لڑکی کے ساتھ عصبہ بن جاتی ہے۔

170

ایک لڑکی اور ایک بہن ہو تو لڑکی کا حق نصف اور باقی

171

203 206 330

نصف بہن کا ہے۔

208

بیوی اور بھتیجے میں تقسیم۔

172

311-208

بھتیجے کے ہوتے ہوئے بھتیجے کے لڑکے محروم۔

173

300

ایک لڑکی ایک پوتا اور دو پوتیلوں میں تقسیم۔

174

302

بھائی نہ ہوتے ہوئے بھتیجے کا حق نہیں۔

175

بیوی بعد از تقسیم نصف اپنا حصہ بیسہ یا پندہ پر اسے ملتی

176

302

ہے۔

302

اگر مال میں فرق ہو تو وہ اب بدل جائے گا۔

177

305

ایک لڑکی اور دو بھائیوں میں تقسیم۔

178

305

لڑکی کے لڑکے اور خاوند کے بھتیجے محروم ہیں۔

179

302 306

اولاد نہ ہو تو خاوند نصف کا مستحق ہے۔

180

طلاق کی عدت پوری ہونے کے بعد خاوند فوت ہو تو وہ

181

325 300

وارث نہ ہوگی۔



309	ایک بیوی اور ایک مطلقہ سے متوفی کے بیٹے میں تقسیم۔	182
311	ایک لڑکی کے لئے کل ترکہ سے نصف ہے۔	183
	بیوی کا ثمن نکال کر لڑکی کو باقی سے نہیں بلکہ <del>کے</del> ترکہ سے نصف دیا جائے۔	184
312	بہن اپنے بھائی کی وجہ سے محروم نہیں۔	185
312	بہن کا حصہ بھائی سے آدھا ہے۔	186
314 - 313	خاوند، والدہ اور برادر حقیقی میں ترکہ کی تقسیم۔	187
316	لڑکی، بیوی اور بھائی میں ترکہ کی تقسیم۔	188
319	خاوند، باپ اور ماں میں تقسیم۔	189
	متوفی کی صرف بیوی اور ایک عینی یا علاقائی بھائی زندہ ہو تو رابع بیوی کا باقی تمام بھائی کا حق ہے۔	190
320	لڑکوں، لڑکیوں کی موجودگی میں پوتی وارث نہیں بن سکتی۔	191
213	جو مال اسباب والدین اپنی لڑکی کو شادی کے وقت دیں وہ اس لڑکی کا ہی ہے۔	192
343 - 324	عورت کو اپنے سلمان کے ساتھ زوج متوفی کے ترکہ سے بھی حصہ ملتا ہے۔	193
324	مرض الموت میں اگرچہ طلاق مغلطہ دی جائے، عدت پوری ہونے سے پہلے اگر خاوند فوت ہو، عورت وارث ہو گی۔	194
325	طلاق رجعی سے رجوع کے بعد فوت ہوا تو عورت باقاعدہ بیوی اور وارثہ شمار ہو گی۔	195
326		



207 خاوند نے تدرستی یا بیماری کی حالت میں طلاق دی اور مدت گزرنے سے پہلے فوت ہو گیا، تو بیوی کو اس کی وراثت ملے گی۔

341

404

404

208 بیوی لڑکی اور عصبات میں تقسیم۔

209 بیوی کا حق آٹھواں اور لڑکی کا نصف ہے۔

### باب العصبات-----347

210 لڑکی کی وجہ سے بمن عصبہ بن گئی تو بچوں کو کچھ نہ دیا جائے۔

278

211 عصبہ، مفسا، بغیرا اور مع غیرا جمع ہوں تو اقرب کو ترجیح ہے۔

278

212 اصحاب الفرائض کے بعد نسبی عصبہ حق دار ہیں۔

306

213 میت کا لڑکا نہ ہو تو پوتا لڑکے کے حکم میں ہے۔

350

214 اس مسئلہ میں کوئی اختلاف معتمد نہیں ہے۔

350

215 پانچ لڑکیوں اور ایک لڑکے میں تقسیم وراثت۔

351

216 بمن نادار ہو تو مالدار بھائی پر اس کی کفالت لازم ہے۔

352

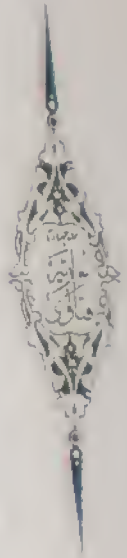
217 بھائی نادار ہو اور بوجہ مرض کسب پر قادر نہ ہو تو مالدار

بہنوں پر لازم ہے کہ حسب دستور شرع اس کے لئے خرچ کریں۔

352

218 متوفی کا کوئی لڑکا نہ ہو تو لا محالہ پوتا وارث ہو گا۔

353



دو لڑکوں اور تین لڑکیوں میں تقسیم وراثت۔

219

قریب ترین مرد کے ہوتے ہوئے دور والے عصب وراثت

220

۳۶

نہیں ہو سکتے۔

۳۵۸

چار لڑکوں اور تین لڑکیوں میں تقسیم۔

221

۳۵۲

ایک لڑکے اور چھ لڑکیوں میں تقسیم۔

222

چچا زاد کے ہوتے ہوئے تایا زاد بھائیوں کی اولاد محروم

223

۳۶۳

ہے۔

۳۶۴

برابر درجے کے عصب برابر حق دار ہیں۔

224

۳۶۴

سرکار کی شجر ذنب میں نام ورن ہونا شرط وراثت نہیں۔

225

۳۶۴

وارث نے نام پہلے سے زمین ہونا شرط نہیں۔

226

۳۶۵

اکثر بیویوں نے کافرانہ قانون سے دھوکہ۔

227

دو رشتہوں والا عصب ایک رشتہ والے عصب سے زیادہ

228

۳۶۶

مستحق ہوتا ہے۔

۳۶۶

سے بھائی کے ہوتے ہوئے سوتیلے بھائی وراثت نہیں۔

229

۳۶۶

ملائی بھائی سے بیٹی بھائی مقدم ہے۔

230

گج بھائی مسلمان ہو کر مرنے والے کا قاتل ہوتا سوتیلے

231

۳۶۶

بھائی وراثت بنے گا۔

۳۶۹

حقیقی بھائی ہر گز ہوتے، الگ ماں والا بھائی وراثت نہیں۔

232

متوفی کا لڑکا پہلے فوت ہو چکا ہو تو پوتے عصب اور وراثت

233

۳۷۰

ہوتے ہیں۔



موتی کی امانت بطور ترکہ حق داروں میں تقسیم ہوگی

334

372 اگرچہ بعد میں معلوم ہو۔

ہم درجہ نسبى غصبات متعدد ہوں تو وہ تمام برابر وارث

375

374 ہوں گے۔

قریبى غصبات کی وجہ سے دور والے محروم و محبوب ہوں

236

374 گے۔

378 بچا کے پڑپوتے غصب ہیں اور بہن کی اولاد محروم ہے۔

237

جب کوئی اور رشتہ یا نسبى و سببى قرابت نہ ہو تو بہو اپنے

238

381 سر کی وارث نہیں بن سکتی۔

384 کوئی حاجب نہ ہو تو بھتیجے وارث ہو سکتے ہیں۔

239

386 حرام زادی اولاد باپ کی وارث نہیں۔

240

اگر کوئی اور وارث نہیں، صرف ایک بھائی اور بہن یعنی یا

241

387 علاقائی ہوں تو دو حصے بھائی کے اور ایک حصہ بہن کا ہے۔

اگر باپ سے پہلے لڑکا فوت ہوا تو وہ لڑکا وارث نہیں، لہذا

242

اس لڑکے کی بیوی یا اولاد کو بھی اس وراثت سے حصہ

389 نہیں مل سکتا۔

340 چار لڑکوں اور چار لڑکیوں میں تقسیم۔

243

413 ذوی القروض سے بچے ہوئے مال پر غصب کا حق ہے۔

244

لڑکیوں کے ساتھ حقیقی بہن غصب بن جائے گی اور علاقائی

245

بھائی بہن محروم۔

465

246 پچازاد بھائیوں کی موجودگی میں چچوں کے پوتے غصبات  
بعیدہ ہیں، وارث نہیں۔

565

### باب ذوی الارحام-----393

247 خالہ کی اولاد ذوی الارحام سے ہے۔

248 ذوی الارحام کا حق غصبات سے بہت پیچھے ہے۔

249 بھانجا ذوی الارحام سے ہے۔

250 ذوی الارحام میں بھی ترتیب شرعی کے ساتھ وراثت

جاری ہوتی ہے۔

251 ماں کے ہوتے ہوئے وادی کا کوئی حق نہیں۔

252 پھوپھی ذوی الارحام سے ہے۔

253 ماں اور غصبات کے ہوتے ہوئے ذوی الارحام کا قطعاً حق

نہیں ہے۔

254 والدہ، بیوی اور والدہ کے چچا زاد بھائی میں بطور ذوی

الارحام تقسیم۔

255 والدہ، بیوی اور والدہ کے پچازاد بھائی میں تقسیم کا ایک

مسئلہ۔

### باب العول-----407

256 والدہ، بیوی اور حقیقی ہمشیرگان ہوں تو بیوی کے لئے چوتھا

والدہ کے لئے چھٹا اور بہنوں کے لئے دو تہائی ہے۔

409



حقیقی بہنیں حقدار ہیں اور غیر حقیقی بھائی محروم۔

257

اگر والدین نے زور بہہ کر کے قبضہ میں دے دیا تو

258

موہوب لہ یا موہوب لہا ہی مالک ہو گا۔

مسئلہ نمبر ۲۵۹۔

259

دو بیویوں، ایک بہن اور ماں کے ساتھ چچا زاد محروم۔

260

زوی الفرائض سے چونکہ کچھ نہیں بچتا، لہذا چچا زاد بھائی جو

261

کہ عصبہ ہے، محروم ہے۔

میت کی اولاد نہ ہو تو اس کی بیوی کے لئے چوتھا حصہ

262

ہے۔

بیوی ایک ہو یا زیادہ، اولاد نہ ہو تو ان کے لئے چوتھا حصہ

263

ہے۔

ایک بہن کا حق نصف ہے۔

264

بہنیں، ماں باپ سے ہوں تو اعمیانی کہلاتی ہیں۔

265

بیوی، ماں اور دو یعنی بہنیں ہوں تو مسئلہ ۱۲ سے اور عول

266

۱۳ سے آئے گا۔

بیوی، ماں، ایک یعنی اور ایک علاقہ بنی ہو تو مسئلہ بارہ

267

سے اور عول تیرہ سے ہو گا۔

بیوی، ماں، دو اخیانی بہنیں اور چچا ہو تو بیوی کو  $3/12$ ،

268

کو  $2/12$ ، اخیانی بہنوں کا اکٹھا حق  $4/12$  اور باقی  $3/12$

بچا کا ہے۔



بیوی، ماں، ایک اخیانی اور ایک بیٹی یا ساتھی بہن ہو تو

269

415

مسئلہ از 12 اور غول 13 سے ہو گا۔

416

غول کی صورت میں غضب محروم ہے۔

270

والدہ، خاوند اور تین لڑکیوں کے ساتھ تمام بھائی بہن

271

417

محروم۔

417

حقیقی بہن ہو تو سوتیلے بھائی بہن محروم۔

272

## باب الرد-----419

422

صلبی لڑکیاں نہ ہوں تو پوتیاں لڑکیوں کی طرح ہیں۔

273

ایک بہن ماں سے، ایک بیوی اور ماں ہوں تو بیوی کا

274

423

چوتھا، ماں کا تیسرا اور بہن کا چھٹا حصہ ہے۔

چونکہ کوئی عصب نہیں اور ماں، بیوی اور اخیانی بہن سے

275

بچتا ہے تو باقی ماں اور بہن پر حصوں کی نسبت سے رو کیا

423

جائے گا۔

یہی کو بطور رد زائد سے کچھ نہیں ملتا، بیوی ایک ہو یا

276

423

زیادہ۔

426

بیوی کا 8 اور باقی 11 نوں لڑکیوں کا۔

277

انگریزی 11 کے انتقال سے لڑکیوں کے شرعی حقوق قطعاً

278

426

زائل نہیں ہو سکتے۔

## باب تصحیح-----427

ایک لڑکی، ایک بیوی، ایک بھائی اور تین بہنوں میں

279





نئی بصورت بنائی۔

280

ایک بھائی، دو بہنوں، ایک بیوی اور دو لڑکیوں میں تقسیم،

281

جن میں سے ایک لڑکی حمل کی صورت میں تھی۔

دو بیویوں، ایک لڑکی اور ایک بھائی میں تقسیم۔

282

حصہ وراثت، رواج وغیرہ کی وجہ سے ساقط نہیں ہو سکتا۔

283

بیوی، ماں، دو بھائی اور دو بہنوں میں تقسیم۔

284

دو بیویوں، دو لڑکیوں اور ایک بھائی میں تقسیم۔

285

بیوی، چار لڑکیوں اور تین چچا زاد بھائیوں میں تقسیم۔

286

بیوی، بیٹی، پوتی اور قریبی عصباء میں تقسیم۔

287

انگریزی قانون کے مطابق بیوی کے نام انتقال سے بیوی کا

288

مستقل ملک نہیں بنتا۔

289

لڑکی، بیوی اور دو بھائیوں میں تقسیم۔

خاوند کی تمام اولاد وراثت کی مستحق ہے، اگرچہ بعض اولاد

290

کی ماں پہلے فوت ہو چکی ہو۔

291

انگریزی دور کے اکثر انتخابات غاصبانہ تھے۔

292

لڑکی اور دو چچا زادوں میں تقسیم۔

293

لڑکیوں کا حق شرعاً ثلثین (دو تہائی) ہے۔

294

تین لڑکیوں اور چار بھتیجیوں میں تقسیم۔



404	بیوی، لڑکی اور عصبیات میں تقسیم۔	295
404	بیوی کا حق آٹھواں اور لڑکی کا نصف ہے۔	296
447	دو بیویوں، دو بہنوں اور عم زاد بھائی میں تقسیم۔	297
450	ماں، بیوی، دو بھائیوں اور ایک بہن میں تقسیم۔	298
	اگر بھائی پہلے فوت ہو تو وہ بہن کا وارث نہیں بن سکے گا۔	299
452		
452	لڑکیوں یا پوتیوں کے ساتھ بہن عصبہ بن جاتی ہے۔	300
456	والدہ، بیوی، لڑکی اور دو بہنوں میں تقسیم۔	301
458	بہن کا حق نصف ہے۔	302
458	ایک بہن اور چھ عصبیات میں تقسیم۔	303
460	دو بیویوں، تین لڑکوں اور چار لڑکیوں میں تقسیم۔	304
462	بیوی، چار لڑکیوں اور ایک پوتے دو پوتیوں میں تقسیم۔	305
463	والدہ، دو بیویوں اور لڑکے میں تقسیم۔	306
467	حقیقی بہن اور تایا زاد بھائیوں میں تقسیم۔	307
469	والدہ، ہمشیرگان اور چچا زادگان میں تقسیم۔	308
471	بیوی، لڑکی اور دو بھائیوں میں تقسیم۔	309
473	والدہ، تین لڑکوں اور چھ لڑکیوں میں تقسیم۔	310
	ایک بیوی، دو بہنیں اور دس چچا زاد ہوں تو بیوی کا حق	311
475	چوتھا، بہنوں کا دو تہائی اور باقی چچا زادگان کا ہے۔	
477	ایک بہن، دو بیویوں اور دو بھتیجیوں میں تقسیم۔	312



دامہ کی اولاد سے بہن بھائی ہوں اور باقی عصبیات، تو بہن  
بھائیوں کا 1/3 میں مساوی حصہ ہے جب کہ باقی عصبیات

کا حق ہے۔

ایک بیوی، تین لڑکیوں اور تین بھتیجیوں میں تقسیم۔

حقیقی بھتیجیوں کے ہوتے ہوئے سوتیلے بھائی کے لڑکے

محروم اور بھتیجیاں بھی محروم۔

بیوی، لڑکی اور دو حقیقی ہمیشہ ہوں تو بیوی کا آٹھواں حصہ،

لڑکی کا نصف اور باقی بہنوں کا حق ہے۔

دو بیویوں، دو لڑکیوں اور دو بہنوں میں تقسیم وراثت۔

پہلے سے فوت شدہ کا کوئی حق نہیں۔

نسل، کفن، دفن، قرض اور وصیت سے بچا ہوا سارا مال

وارثوں میں تقسیم ہو گا۔

تین لڑکیوں اور ایک بھتیجے میں تقسیم۔

بیوی، دو لڑکیوں، ایک ہمیشہ اور ایک بھائی میں تقسیم۔

مستوفی کی ایک بیوی پہلے اور دوسری، خاوند سے بعد فوت

ہو، اور اولاد دونوں سے ہوئی تو تمام اولاد اور دوسری بیوی

کو حصہ ملے گا۔

بہن، بھتیجا اور دو بیویوں میں تقسیم۔

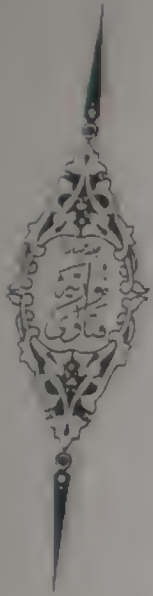
بیوی، دو لڑکیوں اور دو بہنوں میں تقسیم۔

بیوی، تین لڑکیوں اور چھ لڑکیوں میں تقسیم۔

494	بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے برابر ہے۔	326
496	بیوی، والدہ، اخیانی بہنوں اور حقیقی بھائیوں میں تقسیم۔	327
496	والدہ کے دوسرے خاوند سے لڑکے محروم۔	328
497	بیوی، لڑکیوں اور بہنوں میں تقسیم۔	329
497	لڑکیاں اور بہنیں ہوں تو بیٹے وغیرہ محروم۔	330
499	والدہ، دو بہنوں اور تین چچوں میں تقسیم۔	331
501	ایک ہمشیرہ، ایک برادر زادہ اور دو برادر زادیوں میں تقسیم۔	332
503	زوجہ، لڑکیوں اور بہنوں میں تقسیم ترکہ۔	333

## باب المناسخہ ----- 505

508	ایسا پیچیدہ مسئلہ جس میں تقسیم سے پہلے کیے بعد دیگرے ورثاء مرتے جائیں، اس کو مناسخہ کہتے ہیں۔	334
509	انگریزی قانون وراثت میں مستورات کے لئے مالکانہ حقوق نہیں تھے، بلکہ انتقال بصورت امانت برائے گزر اوقات تھا۔	335
511	پہلے لڑکا پھر اس کی والدہ فوت ہوئی تو تقسیم بطور مناسخہ۔	336
511	چار لڑکیوں اور حقیقی بھائی میں تقسیم۔	337
511	عاقل بالغ اپنا حصہ رضا و رغبت سے ہیہ کر سکتے ہیں۔	338
513	پہلے بھائی پھر بہن کے فوت ہونے کی صورت میں تقسیم بطور مناسخہ۔	339
	انگریزی دور میں عموماً مستورات کے نام انتقال، محض	340



مرضی، من سے نکاح یا وفات تک کے لئے ہوا کرتے تھے۔

پہلے باپ پھر بیوی کی وفات کی صورت میں تقسیم مناسخہ۔

پہلے خاوند پھر بیوی کے فوت ہونے کی صورت میں تقسیم۔

انگریزی دور کے انتقالات کے باوجود بیوگان کے نکاح یا

وفات کے بعد عنایت بازگشت ہی مالک قرار پاتے تھے۔

پہلے خاوند فوت ہوا پھر بیوی، تو تقسیم بطور مناسخہ۔

انگریزی دور میں جو مستقل انتقال لڑکوں کے نام ہو گئے وہ

قانون مال کی رو سے منسوخ نہیں کئے جاتے، ورنہ حق وہی جو

اوپر تحریر ہوا۔

جب مارضی انتقال کی وجہ سے کسی کو حصہ نہ دیا گیا تو اس

کی اولاد کا اس میں برابر حق ثابت رہتا ہے۔

چونکہ انگریزی انتقالات میں بیوگان کی فوتیدگی کے بعد

بازگشتوں کو بھی وراثت ملنی تھی، لہذا وہ متوفی گویا کہ اب

فوت ہوا۔

مارضی انتقال سے مستقل ملک ثابت نہیں ہوتا۔

خاوند اولد فوت ہوا جس کا ایک بھائی اور ایک بیوی تھی

پھر بیوی دو بہنوں اور ایک تایازاد بھائی چھوڑ کر لا اولد فوت

ہوئی تو تقسیم ترک۔

تایازاد کے ہوتے تایا کا پوتا وراثت نہیں۔



352 خیر حسد وارے دم اٹھیں نہایت ہوا لہذا جمع کیا جائے۔

353 جو پہلے فوت ہو چکے وہ وارث نہیں بن سکتے۔

ایک آدمی بیوی، چار بیٹیاں اور ایک بھائی چھوڑ کر فوت

ہوا پھر اس کی بیٹی، خاندانہ والدہ اور چھ بھائی فوت

354 ہوئی تو صحیح بھوڑ منڈ۔

جب لڑکیاں اپنے بھائی کے حق میں اتنا وارث ہوں تو بھائی

مالک ہو جاتا ہے۔

355 بنوں کے اتنا وارث ہونے کے بعد بھائی آزاد ہو کر آئیں

یعنی اور چچا بھوڑ منڈ فوت ہو تو وہ آئیں اپنے حق

356 بھائی کے حق سے اور بھائی کی حق وارث ہوں تو

357 سوا میں اٹھیں اور ان کے وارث فوت ہو جائیں تو

358 محمود کا چچا اور بیویوں صرف محمود کے وارث ہیں اس کی

359 ماں کے وارث ہیں۔

360 متوفی کا ایک بیٹا فوت ہو گیا ہو اس کے چوتھے بیٹے

361 اور ان کی اولاد نہ ہو۔

362 جسے نہ تو یہ حق ہو اس کی اولاد نہ ہو۔

363 ایک آدمی بیوی اور چھ بھائی فوت ہو جائیں تو ایک بیٹا

364 اور بیوی اور بھائی چھوڑ کر فوت ہو جائیں تو بھوڑ منڈ۔

ایک آدمی بیوی اور لڑکیاں اور بھائی چھوڑ کر فوت ہو جائیں

365 ایک لڑکی اپنی ماں اور چھ بھائی فوت ہوئی پھر یہ ماں



541 ایک لڑکی اور بھائی چھوڑ کر فوت ہوئی تو تصحیح بطور مناسخہ۔

362 دو تہائی تین لڑکیوں کا، آٹھواں حصہ بیوی کا اور باقی کا  
حقدار عصبات میں سے جو قریبی ہو، خواہ آٹھویں پشت  
میں ملے اور اگر کوئی جدی عصبہ نہ ہو تو باقی تینوں لڑکیوں  
کا ہے۔

543 جب قرض ہے تو کل مال سے پہلے قرضہ پورا کیا جائے۔  
544 تجیز و تنقیض اور وصیت حسب دستور شرع پہلے پورے  
545 کئے جائیں بعد میں وارث اپنے حق لیں۔  
546 لڑکا لڑکیاں ہوں تو بھائی کا حق نہیں۔

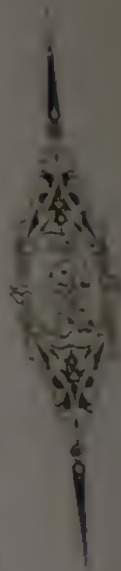
363 ایک شخص لڑکا، دو لڑکیاں وارث چھوڑ گیا، پھر یہ لڑکا اپنی  
364 دو بہنیں اور چچا چھوڑ کر فوت ہوا تو اس کی تصحیح بطور  
مناسخہ۔

546 انگریزی دستور سے تمام زمین کا بالترتیب انتقال محض ظلم  
اور غصب تھا۔

547 ایسے مسائل میں مسائل ہیر پھیر سے مفاد کی کوشش کرتے  
ہیں، افسران مجاز خوب غور سے کام لیں۔

365 ایک لڑکی، والدہ، بیوی، ایک بھائی اور دو بہنیں چھوڑ کر  
366 فوت ہوا پھر وہ لڑکی، چچا چھوڑ کر فوت ہوئی، تصحیح بطور  
مناسخہ۔

548 ایک والدہ، بیوی، لڑکی اور تین بہنیں چھوڑ کر فوت ہوا پھر



وہ والدہ اپنی تین لڑکیاں اور بھتیجے چھوڑ کر فوت ہوئی تھی  
بطور مناسخہ۔

551

تقسیم سے پہلے متعدد ورثاء یکے بعد دیگرے فوت ہوتے

371

554

رہے، ان کی تصحیح بطور مناسخہ۔

کوئی وارث مورث کی وفات کے وقت مرتد ہو چکا تو حصہ

372

555

سے محروم رہتا ہے۔

پہلے خاوند، ایک بھائی، دو لڑکیاں اور بیوی چھوڑ کر فوت

373

ہوا، پھر وہ بیوی، دو لڑکیاں، باپ اور دوسرا خاوند چھوڑ کر

559

فوت ہوئی۔

جب لڑکیوں کے ساتھ بہنیں حصہ لیتی ہیں اس وقت

374

561

پچازاد بھائیوں کا حق نہیں۔

ایک آدمی پھر اس کی لڑکی پھر دوسری لڑکی اپنے وارثوں کو

375

562

چھوڑ کر فوت ہوئے۔

562

وفات میت کے وقت جو فوت ہو چکا، وہ وارث نہیں۔

376

کفن، دفن اور قرض ادا کرنے کے بعد وارثوں کا حق بنتا

377

ہے، یونہی تہائی تک وصیت پوری کرنے کے بعد جو مال

562

بچے اس میں وارثوں کے حصے ہوتے ہیں۔

پہلے خاوند، پھر بیوی اور اس کے بعد ان کی ایک لڑکی اپنے

378

565

وارثوں سے بالترتیب فوت ہوئی تو تصحیح مسئلہ بطور مناسخہ۔

مسئلہ مناسخہ یعنی تقسیم سے پہلے ہی ورثہ یکے بعد دیگرے

379



فوت ہوئے۔

نی بار دریافت کے باوجود سائل نے بعد میں جا کر بتایا۔  
یہ بعد میرے آٹھ اموات کی ایک صورت جس میں  
اس ہزار تین سو اڑسٹھ (10368) حصے بنا کر تقسیم ہوئے۔

تو ہی فوت ہوا پھر اس کی ایک لڑکی پھر دوسری لڑکی اپنے  
اپنے وارثوں کو چھوڑ کر فوت ہوئی۔

پہلے عبد الشکور خاں پھر اس کا لڑکا عمر خاں پھر عمر خاں کی  
ماں سہندھی بالترتیب فوت ہوئے، اس کی تقسیم بطور  
مناسخت۔

پہلے عورت اپنا خاوند، ماں، باپ اور بچہ چھوڑ کر فوت ہوئی  
پھر وہ بچہ اپنا باپ چھوڑ کر فوت ہوا۔

ایک آدمی دو لڑکے اور ایک لڑکی چھوڑ کر فوت ہوا، پھر  
ایک لڑکا اپنے بھائی بہن میں سے فوت ہوا پھر دوسرا بہن  
اور لڑکا، لڑکی چھوڑ کر فوت ہوا تصحیح بطور مناسخت۔

لڑکے کے دو حصے، لڑکی کا ایک حصہ اور بیوی کا آٹھواں  
حصہ۔

غیر وارث کی اولاد وارث نہیں ہو سکتی۔

## باب مسائل شتی (متفرقات) 587

ارثوں میں تقسیم سے پہلے کفن، دفن، دین اور وصیت  
شرعیہ کی تحفہ کی جائے۔

فوت ہونے کے بعد وراثت جاری ہوتی ہے۔

389

مرنے والے کی ملک میں جو چیز ہو اس میں وراثت جاری

390

191

ہوتی ہے۔

402

جب کوئی وارث نہیں تو بیت المال کا حق ہے۔

391

وضع اخراجات تجیز و تکفین و ادائیگی دیون و تسفید وصایا

392

430

من الثلث کے بعد وارثوں میں تقسیم ترکہ ہوگی۔

بھائی نے بہن کو جیز کا مالک بنا دیا تو اس جیز پر کسی

393

430

دوسرے کا حق نہیں۔

454

علاقہ بھائی بہنوں کے ہوتے ہوئے حقیقی بھتیجا محروم ہوگا۔

394

بیوہ کے نکاح کر لینے سے اس کے حصہ میں فرق نہیں

395

456

آتا۔

اولاد کا فرار ہو کر والد سے والدہ کے پاس چلا جانا حق

396

473

وراثت زائل نہیں کرتا۔

ترکہ اس مال کو کہتے ہیں جو مرنے والا چھوڑ کر مرے اور

397

590

کسی دوسرے کا حق اس پر نہ ہو۔

590

حق چراغی مال نہیں لہذا ترکہ بھی نہیں۔

398

مجاور کو بطور خود جو کچھ لوگ دیں وہ پہلے ترکہ میں شامل

399

590

نہیں۔

صحت و تندرستی میں مالک و قابض بنانے سے ہبہ مکمل ہو

400

592

جاتا ہے جس سے بعد میں بے دخل نہیں کر سکتے۔

متوفی اپنی زندگی میں کسی کو اپنی جائیداد کا مالک و قابض بنا  
دے تو اسے بحال رکھا جائے گا۔

254

594

ترکہ کی ہر چیز میں تمام وارثوں کا حق ہے۔  
قرض اور وصیت کی ادائیگی کے بعد باقی ترکہ میں سب  
وارث حق دار ہیں۔

594

595

ترکہ کا فیصلہ مفقود الخیر کی ثبوت وفات کے بعد ہو گا۔  
اگر مفقود الخیر کی وفات کی شہادت نہ مل سکے تو اس کی  
پیدائش سے نوے سال کا عرصہ گزرنے پر موت کا حکم  
لگایا جائے گا۔

596

391

وراثت فوت ہونے کے بعد جاری ہوتی ہے۔  
مرنے والے کی ملک میں جو چیز بھی ہو اس میں وراثت  
جاری ہوتی ہے۔

391

391

خیرات کے نام پر ترکہ کو خرچ کرنا جائز نہیں۔  
متوفی کے مال سے ورثاء کی اجازت کے بغیر خیرات کرنے  
والا ضامن ہو گا اور جتنا مال خیرات کیا ہے اس کا پورا  
معاوضہ ورثاء کو ادا کرے۔

451

503

طوطا عمال ہے۔  
طلاق رجعی میں عدت پوری ہونے تک حکماً نکاح حابث  
رہتا ہے۔

341

مسجد کے اہلکار پر مسجد والے ناجائز قابض ہو جائیں تو

413 ناجائز طریقے سے حاصل کردہ چیز مسجد کے لئے اور زیادہ

151

غیر مناسب ہے۔

151

414 اللہ تعالیٰ کے پاک گھر میں پاک چیز ہی استعمال کی جائے۔

## فوائد و اصول افتاء

129

415 صرف ایک حدیث دیکھ کر حکم لگا دینا، حدیث دانی نہیں۔

416 احادیث کے طرق مختلفہ پر نظر کر کے نتیجہ نکالنا ضروری

129

ہے۔

137

417 خصوص سبب سے عموم حکم منع نہیں ہوتا۔

141

418 اطلاق، قوی حجت ہے۔

142

419 لیس للمفتی الجمود علی المنقول فی کتب ظاہر الروایہ

420 اعتبار المعروف الخاص و ان خالف منصوص کتب المذائب ما لم

142

بخالف النص الشرعی

421 حقوق میں مفتی و قاضی کے لئے یہ جائز نہیں کہ عرف

145

کے خلاف فتویٰ یا فیصلہ کریں۔

422 جسے اہل زمان کے عادات و اطوار معلوم نہ ہوں وہ فتویٰ

145

نہیں دے سکتا۔

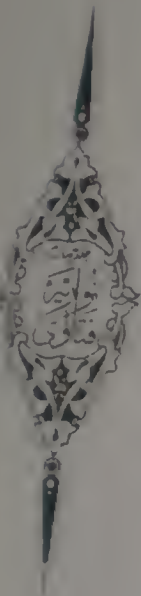
423 کئی احکام اہل زمان کی عادات و احوال کی وجہ سے بدل

145

جاتے ہیں۔

146

424 تعامل کے مقابل قیاس کو ترک کیا جائے۔



بیت : حرف : بیت : ہمسور : مانند ہے۔

مجموعه کتب و اسناد خطی

بجائے کہ کسی حدیث سے استدلال، تصحیح حدیث ہے۔

مسلمان کے نام کو ایسے معنی پر محمول کرنا چاہئے۔

### اسکور میں معروض بیان بیان

منفق' صاحب بصیرت ہونا چاہئے۔

مسائل فرائض میں قیاس کو دخل نہیں۔

جواب 'سوں کی واقعیت پر مبنی ہے۔

شرعی فتویٰ حاصل کرتے وقت غلط بیانی کرنا نہایت برا کام

4

اباحت املیہ آفتاب سے بھی زیادہ نمایاں ہے۔

فتویٰ صورت سوال کے مطابق ہوتا ہے جب کہ فیصلہ

کے لئے فریقین کا حاضر ہونا ضروری ہوتا ہے۔



سیدی فقیہ اعظم

عُمَرُ بَادِ كَعْبِ وَ تَجَانِ مِ نَالِ حِیَاتِ  
تَا زَبَرِ مِ عَشَقِ کِیْسِ دَانَا مِ رَا زَا یِدِ بَرِنِ

# سیدی فقیہ اعظمؒ

پروفیسر ضعیل احمد نوری

فقہ اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی ابوالخیر محمد نور اللہ صاحب نعیمی قدس سرہ العزیز، ان اہل اللہ میں سے تھے جنہیں وراثت نبوت کے مرتبہ کمال پر فائز کر کے قیام حق اور ہدایت امت کا منصب عطا کیا جاتا ہے۔ جن کے وجود و باجود سے اساطین علم و فن اور اکابر فضل و کمال کا ظہور ہوتا ہے۔ جو بدعات و سیئات کا قلع قمع کرتے ہیں اور اپنے تحدیدی کارناموں سے قائم نام اللہ کا مقام حاصل کرتے

ہیں۔

شیخ العرب، العجم حضرت فقیہ اعظم علیہ الرحمہ علوم و فنون کی متعدد شاخوں اور حقیقت، معرفت کے تمام شعبوں میں اپنا نظریہ و عدیل نہیں رکھتے تھے۔ تفسیر دین متین، اعلیٰ اخلاق، معاملہ فہمی اور حسن اہتمام و انتظام میں ان کا کوئی سہیم و شریک نہ تھا۔ ان کا تن بدن اور روح و جاں سرور کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید محبت اور بے پناہ وارفتگی میں تحلیل ہو چکا تھا۔ عشق مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے





آپ کے بارے میں یہ کہیں کہیں سنت کی محجاش اور نہ اہل دھرم کی محبت دم مار سکتی

تھی۔ آپ کو فرماتے ہیں :  
ذات الخلق، الی، الی، ابتائی، احبابی  
وہابی و دی مرغوبی افشانی یا رسول اللہ (۱)

فرمایا ہے

از ہمہ اذکار ذکر شاہ دیں ما را الذ

از ہمہ افکار فکر مہ جیں ما را الذ (۲)

عظم اہل سنت کی زبانوں پر آپ کا نام نامی نہایت عزت و احترام سے لیا جاتا  
قائم آپ کے اساتذہ مولانا سید دیدار علی شاہ الوری، مولانا سید ابوالبرکات کے  
طاہرہ معاصرین میں سے غازی کشمیر علامہ ابو الحسنات سید محمد احمد قادری، غزالی  
زمان حضرت سید احمد سعید شاہ کاظمی، حضرت مولانا عبد الغفور ہزاردی، حضرت  
عاجزہ سید فیض الحسن شاہ، مولانا عارف اللہ شاہ قادری، مولانا محمد بخش مسلم،  
مولانا عبد المصطفیٰ ازہری نور اللہ مرقدہم اور استاذ العلماء مولانا عطاء محمد بندیا لوی  
کوٹلی، مفتی محمد حسین نعیمی، شیخ الحدیث مولانا غلام رسول سعیدی، جنس پیر محمد  
کریم شاہ ازہری، مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا عبد الستار خاں نیازی، پروفیسر ڈاکٹر محمد  
طاہر نقاری اور پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد دامت برکاتہم جیسے اہل علم و فضل نے  
نہ صرف ان کے گوناگوں اوصاف جمیلہ کی نشاندہی کی بلکہ بعض نے ان کے مجددانہ  
اور مجتہدانہ مقام کا برملا اعتراف بھی فرمایا ہے۔ استاذ الاساتذہ حضرت بندیا لوی  
صاحب نے لکھا کہ ہر سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس امت کو مجدد عطا فرمایا  
جنہوں نے بدعات کا خاتمہ کر کے دین کی تجدید فرمائی اور

”علامہ نے ان مجددین کی ایک ملامت یہ بیان فرمائی ہے کہ گزشتہ

صدی کے آخر اور آئندہ صدی کے اول میں ان کے علم در شد بہایت  
کا شرہ ہوتا ہے۔ حضرت علامہ ابو الخیر شیخ الحدیث فقیہ اعظم محمد نور اللہ  
صاحب قدس سرہ میں یہ علامت بدرجہ اتم پائی جاتی ہے۔" (۳)

حضرت سیدی فقیہ اعظم علیہ الرحمہ سے استفتاء کی صورت میں علمی استفادہ  
کرنے والوں میں ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والوں کا ہجوم رہا۔ ان سائلین  
میں ایسے عوام الناس بھی تھے جو کسی علمی شخصیت سے مخاطب کا درست ذہن  
بھی نہیں جانتے تھے اور ایسے علم دوست خواص بھی جو صاحب قادی نور یہ کی  
خدمت میں استفتاء لکھتے وقت "محافظ شریعت"، "مجموعہ طریقت"، "مجمع معرفت"،  
زوالعزت والاحقشام، سراپا قدس واحترام۔۔۔ فاضل اجل، مولانا الاکمل۔۔۔  
علامہ زماں، بیہقی دوراں۔۔۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت۔۔۔ راس المفسرین،  
قطب عصر۔۔۔ اور۔۔۔ قبلہ وکعبہ، استاذ العلماء، محدث عرب و عجم" (۴)  
جیسے القاب لکھ کر بھی بچھے چلے جاتے تھے۔

آپ سے فتویٰ طلب کرنے والوں کی فہرست میں جہاں حکومتی عہدوں پر فائز  
بڑے بڑے آفیسروں اور جاگیرداروں اور وڈیروں کے نام شامل ہیں وہاں وکلاء،  
طلباء اور سکالروں کے علاوہ اجلہ علماء وفضلاء کے نام بھی موجود ہیں۔ مثلاً مولانا  
غلام مرعلی صاحب (چشتیاں شریف) صاحبزادہ فیض الحسن شاہ صاحب (آلو مار)  
مفتی غلام محمود صاحب (جہلم) مولانا غلام علی اوکاڑوی صاحب، مولانا عبدالغفور  
ہزاروی صاحب، مولانا محمد شفیع اوکاڑوی صاحب (کراچی) مولانا غلام معین الدین  
صاحب (لاہور) مولانا عبدالکریم صاحب (بگلہ دیش) مولانا محمد کمال الدین صاحب  
(بگلہ دیش) مولانا غلام رسول اشرفی صاحب، مولانا ابوالوفاء منظور احمد صاحب،  
مولانا سید مراتب علی شاہ صاحب، جنس مفتی سید شجاعت علی قادری سابق جج



وفاتی شرعی عدالت، سید اختر حسین جماعتی علی پور سیدان اور مولانا سعید احمد اسعد صاحب (فیصل آباد) وغیرہم۔

علم و ادب کے شاور اور نباض عصر حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب مدظلہ نے لندن سے آمدہ دو استفاء حضرت فقیہ اعظم کی خدمت میں ار سال فرمائے تاکہ آپ ان پر اپنی رائے کا اظہار فرمائیں۔ (۵) حضرت پیر صاحب مدظلہ نے ایک سے زائد مرتبہ حضرت عاجزادہ محمد محب اللہ نوری صاحب کو فرمایا کہ میں خود فتاویٰ نوریہ سے استفادہ کرتا ہوں۔ اور اس بات کے بہت سے شواہد موجود ہیں کہ دور حاضر کے مفتیان اہل سنت (زید مجدہم) فتویٰ نویسی کے مراحل میں فتاویٰ نوریہ کو پیش نظر رکھنا ناگزیر سمجھتے ہیں۔ یہ امر جہاں ان کی وسعت قلبی، کشادہ طرئی اور علم دوستی کا بین ثبوت ہے وہاں صاحب فتاویٰ نوریہ کی علمی عظمت اور فقہی و اجتہادی بصیرت کا اعتراف بھی ہے۔

حضرت فقیہ اعظم قدس سرہ سے استفاء کے ضمن میں فیض یافتگان کا دائرہ پاکستان تک ہی محدود نہ تھا بلکہ اٹاوہ، لندن، سعودی عرب، ناروے، بنگلہ دیش جیسے اسلامی و غیر اسلامی ممالک میں بسنے والے مسلمان بھی اس چشمہ علم و معرفت سے مستفیض ہوتے رہے۔ اس طرح اندرون ملک سے مختلف انجمنوں، سوسائٹیوں، تنظیموں اور مدارس کی معرفت بھی استفاء آتے رہے۔ مثلاً جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی (۶)، انجمن حزب الاحناف لاہور (۷)، جامعہ نعمیہ کراچی (۸)، مدرسہ امینیہ رضویہ لائل پور (۹)، رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ (۱۰)، ماہنامہ سالک راولپنڈی (۱۱)، ماہنامہ نور و ظہور قصور (۱۲)، جمعیت علماء پاکستان (۱۳)، ماہنامہ نوری کرن بریلی (۱۴)، نور المدارس منڈی یزمان (۱۵) وغیرہ۔

فتاویٰ نوریہ کا ہر جلد تقریباً چھ سو مسائل کا احاطہ کرتا ہے۔ اس طرح چھ



جلدوں میں تقریباً چھتیس سو مسائل پر آپ کی بصیرت افروز اور مجتہدانہ رائے موجود ہے اور وہ فتاویٰ جو دارالافتاء کے کاتب کی عدم فرمت اور عدم توجہی کے باعث ریکارڈ میں محفوظ نہ رکھے جاسکے ان کی تعداد بھی ہزاروں سے کم نہیں۔ آج بھی اگر ملک کی مختلف عدالتوں کے سابقہ ریکارڈ اور متعدد اہم مقدمات کی فائلوں کو کھٹکالا اور مطالعہ کیا جائے تو صاحب فتاویٰ نوریہ کے متعدد فتویٰ جات تلاش کئے جاسکتے ہیں۔

ماضی قریب کے علماء نے مسائل نو کو سمجھنے اور ان کے حل کی سہیل پیدا کرنے کی طرف کوئی توجہ نہ دی جس کے نتیجے میں نئی نسل دین اسلام سے برشتہ اور متفرد کھائی دینے لگی۔ عصر حاضر میں اس جانب پیش رفت ہوئی۔ علماء اہل سنت میں پیر محمد کرم شاہ، علامہ غلام رسول سعیدی اور علامہ ڈاکٹر پرویز محمد طاہر القادری جیسے مقتدر فضلاء اور اہل بصیرت نے وقت کی نبض پر ہاتھ رکھ کر اس چیلنج کو قبول کیا ہے۔۔۔۔ حضرت فقیہ اعظم علیہ الرحمۃ نے آج سے تقریباً چالیس برس پہلے ہی اس نزاع کا احساس کر لیا تھا چنانچہ فتاویٰ نوریہ میں جہاں عبادات، اخلاقیات اور معاملات پر قابل مطالعہ فتاویٰ موجود ہیں وہاں سائنس اور ٹیکنالوجی کے پیدا کردہ مسائل پر بھی آپ کی مجتہدانہ رائے موجود ہے۔۔۔ نماز میں لاؤڈ سپیکر کا استعمال، رویت بلال، تعلیم کتابت نسواں، روزے میں انجکشن لگوانا، ریل یا طیارے میں ادائیگی نماز، زخمیوں کو خون کی منتقلی، انگریزی و ہومیو پیتھی ادویات کا استعمال اور نو نوگرانی جیسے اہم مسائل پر آج کے علماء نے طوعاً و کرہاً خاموشی اختیار کر لی ہے اور علماء جواز کا فتویٰ دے دیا ہے مگر حضرت فقیہ اعظم نے اس وقت ان پر کھل کر بحث کی اور دلائل و براہین سے ان کے جواز پر فتویٰ دیا جب علماء انگشت بندگان تھے اور ان مفید عام اشیاء کے جواز پر منفی رد عمل ظاہر کر رہے تھے۔



مقام راجہ رشید محمود نے یہ مافی فردزاں (پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ)

میں تیار کرتے ہوئے لکھا ہے۔

”آج کل ہوائی جہاز اور ریل میں نماز، رویت ہلال، انتقال خون، بیٹری، انشورنس، انعامی بانڈ اور دوسرے بہت سے ایسے مسائل سامنے ہیں اور ان میں عوام کی رہنمائی کا فریضہ ایسا جید عالم دین ہی ادا کر سکتا ہے جسے صلاحیت اجتہاد عطا کی گئی ہو۔ اس قسم کے جدید مسائل کا گہرا مطالعہ کرنے کے بعد مولانا نور اللہ نعیمی نے اپنی مجتہدانہ رائے کا اظہار کیا جن سے ہر چند بعض حلقوں اور علماء کی طرف سے اختلاف بھی کیا گیا لیکن اختلاف کرنے والے علماء بھی مولانا نور اللہ کی جلالت علمی، جودت طبع، وقت نظر اور نقاہت کے قائل ہیں۔“ (۱۶)

اور روزنامہ ”وفاق“ نے رقم کیا ہے:

”ان فتاویٰ کی خصوصیت یہ ہے کہ ان کے مصنف مقتدر عالم ہیں اور دور حاضر کے معاملات پر گہری نظر رکھتے ہیں۔ انہوں نے تمام مسائل کو شرع متین کی رہنمائی کے ساتھ ساتھ عقلی دلائل و براہین سے بھی حل کیا ہے۔“ (۱۷)

مسائل اقتصادی اور معاشی ہوں یا معاشرتی، سیاسی ہوں یا مذہبی اور ملکی، صاحب فتاویٰ نور یہ قلم اشب اپنے ازال نقوش چھوڑتا چلا جاتا ہے۔

روزنامہ ”نوائے وقت“ کے صفحات کہتے ہیں:

”دور جدید میں بڑھتے ہوئے مسائل اور پھیلتی ہوئی الجھنوں کے اثرات میں یہ کتاب معلماتی ہے اور کئی عقلمندوں کو دا کرنے کا باعث ہو

سکتی ہے۔“ (۱۸)

شیخ الحدیث حضرت فقیہ اعظم ملیہ الحرمہ کی فتویٰ نویسی سے پہلے میں ایک ایسا واقعہ اور منفرد واقعہ ہے۔ امام اہل سنت سے اتنا احترام رکھنا جس کی وجہ سے یہ تحقیق و تحقیق، عمیق مشاہدہ اور حوالہ جات کی بہتات کی بناء پر علم و فن کی دنیا میں نمایاں ہی کوئی شخصیت دکھائی دے۔ اس حقیقت کا انکار میں کوہرات کھٹنے سے مترادف ہو گا کہ پوری تاریخ فتاویٰ میں فتاویٰ رضویہ کے بعد اس فتاویٰ کی نظیر، مثال قریب نہیں کی جاسکتی۔۔۔ فتاویٰ نوریہ میں قدرت بیاں اور ارادہ الہی کی اوصاف اور متعدد مثالیں بھی موجود ہیں۔ انداز بیاں عمومی طور پر علمی وجاہت سے مزین ہے مگر کئی صفحات سسل بیانی کی مثالیں بھی پیش کرتے ہیں۔ ایک یہ کہ انداء سے آگے تک برقرار رہی ہے وہ اس میں دیئے گئے الامثل و الامین کا دل و دماغ کو اپیل کرتا ہے۔ تفکر و تدبر کی جا بجا راہیں دکھائی گئی ہیں اور عقل و خرد کو کام میں لانے کے لئے قاری کو بار بار متوجہ کیا گیا ہے۔

روزنامہ "مشرق" نے فتاویٰ نوریہ کی اسی خوبی کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے  
 "اس دور میں فقہی مسائل کے اس حل کی شدید ضرورت تھی جو  
 شریعت مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ ساتھ عقلیات کو بھی  
 اپیل کرتا ہو۔ اس فتاویٰ نے نہایت دلکش انداز میں اس اہم ضرورت کو  
 پورا کر دیا ہے۔" (۱۹)

اس صدی کے عظیم مجدد اور فقیہ اعظم پاکستان نے فتاویٰ نوریہ کی صراحت  
 میں جو علمی و تحقیقی خدمت سرانجام دی ہے اس پر نہ کوئی دوسری رائے نہیں  
 ہو سکتی مگر ان کا یہ احسان بھی کچھ کم نہیں کہ انہوں نے ان فتاویٰ کے ذریعے ایک  
 بہت بڑی اور خالص معاشرتی خدمت بھی انجام دی ہے۔ فتاویٰ کا ہر ہر ذوق  
 معاشرتی الجھنوں اور خانہ دانی پیچیدگیوں کا حل بتاتا ہے۔ مرد اور عورت کا انداز و اتنا



تعلق اسلامی معاشرے کا سنگ میل ہے۔ اس ادارے کی بربادی سے معاشرتی زندگی کی دیواروں میں دراڑیں پڑتی ہیں، خاندانوں میں غلیچیں پیدا ہوتی ہیں جس سے ایک نہیں سینکڑوں برائیاں جنم لیتی ہیں۔ صاحبِ فتاویٰ نور یہ نے اپنے علم و فن اور قلم کی پوری قوت کو اس ادارے کو آباد کرنے اور معاشرے کے اس اہم پونٹ کو بحال کرنے میں صرف کی اور اس ضمن میں پائی جانے والی بدعنوانیوں اور بے ضابطگیوں کے خلاف جہاد کیا۔

فتاویٰ کے صفحہ 434 جلد 2 پر ایک ایسے شخص کے بارے میں استفتاء ہے جس نے لوگوں کے سمجھانے کے باوجود جلب زر اور جھوٹی اثاکی خاطر اپنی تاباں لڑکی کا نکاح گوئگے، بہرے اور ناکارہ شخص کے ساتھ کر دیا ہے، لڑکی بھی راضی نہیں ہے۔ حضرت فقیہ اعظم علیہ الرحمہ نے اس استفتاء کا جواب دیتے ہوئے معاشرے کے اندر اس بڑھتے ہوئے ناسور پر کرب و دکھ کے ساتھ تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

”ایسے غلط فہم اور بے جوڑ رشتے سراسر باعثِ تکلیف و نقصان اور محض وبالِ جان، عمر بھر کے لئے لاعلاج مرض اور سوبانِ مزاج ہوا کرتے ہیں۔۔۔۔۔“

مذکورہ شخص کے گھناؤنے کردار پر اظہارِ ناراضگی کرتے ہوئے فرمایا:

”خوش و اقارب و دیگر بھی خواہ مشورہ دیتے رہے، سمجھاتے رہے مگر اس نے نہ مانتے ہوئے سراسر سفاہت و طمع زر اور پھر حییتِ جاہلیت و نامِ نسا و زبانِ پروری کے لحاظ سے نکاح کر دیا۔“

اسلام نے عورت کو یہ حق دیا ہے کہ جب وہ عاقلہ، بالغہ اور آزاد ہو تو اپنا نکاح جہاں چاہے کر سکتی ہے اس لئے بوقتِ نکاح ان کی رضامندی ضروری ہے اگر تکی ہے مگر ظالم سماج نے ان سے یہ حق چھین لیا ہے۔ اس سلسلے میں کئی استفتائات



صاحب فتاویٰ نوریہ کی خدمت میں پیش ہوئے۔ ایک ایسا ہی استفتاء ۲۰۱ پیش کیا گیا کہ ایک شخص کی بیٹی نے باپ کے رویے سے تنگ آ رہی ہے اس کی عمر میں فرار ہو کر نکاح کر لیا۔ باپ نے اس نکاح کو تسلیم نہ کیا اور بعض علماء نے بھی اس نکاح کو باطل قرار دیا۔۔۔ اس کا جواب دیتے ہوئے یوں ابتداء کی

”اسلام نے جہاں جہان والوں کو مجرد استبداد کے آہنی پنجوں سے

نجات دلائی وہاں مظلوم عورت کو بھی مظالم سے آزادی عطا فرمائی۔“

اس کے بعد قرآن و حدیث کے متعدد حوالہ جات سے عورت کے اس حق میں دلائل دیئے اور معاشرے کی اس برائی پر برہمی کا اظہار فرمایا اور آخر میں نام نہاد علماء اور مفتیان کرام جنہوں نے مذکورہ نکاح کو باطل قرار دیا تھا، کے رویے پر افسوس کا اظہار فرماتے ہوئے لکھا:

”کاش! ہمارے مہربان نزاکت زمانہ کو ملحوظ فرماتے ہوئے ایسی

حرکت سے باز آتے حالانکہ صورت مذکورہ میں تو سلی کا باپ بکریوں کے ہونے کے قابل ہی نہیں کہ اس نے فرمان خداوندی اور موالعقود کی خلاف ورزی کی اور انکحوا الایامی صک کی پرواہ نہ کرتے ہوئے چپیس برس تک لڑکی کو مقید رکھا اور مشکوٰۃ شریف کی حدیث مرفوعہ میں قرات شریف سے منقول ہے کہ جس شخص کی لڑکی بارہ سال کو پہنچے تو اس کی دست و گناہ ہو وہ باپ پر ہے اور اس ظالم نے بارہ اور بارہ بارہ سال سے ابھی ایک سال زائد مقید رکھا، آخر لڑکی نے ناراض ہو کر راہ فرار اختیار کیا۔“

اس سلسلے میں دوسرا پہلو بھی آپ کے ذہن رسا سے او جھل نہیں رہ سکتا تھا

چنانچہ بالغ لڑکی کے لئے اچھی تجویز دی اور فرمایا:





عزت کی بات کہ اپنے والد اور والدہ کی وساطت  
 سے ایک منسوب نہ ہو۔" (۳۱)

ف منسوب نہ ہو۔ (۲۱)

[illegible]

وہاں جس بات کی پہچان کرنے اور جاننے کے لئے اس نے اپنی اوت و بھائی چارے پر کاری ضرب لگائی۔  
اسی طرح وہاں بتاتے رہتوں کے احترام اور محبتوں کو ذبح کر کے رکھ دیا۔  
اسی طرح وہاں بتاتے ہو چکی ہے، ساری قدروں کو پامال کیا جا رہا ہے۔ ایسی ایسی  
ادب و رعایتیں یاد دلائے اور سننے کو ملتی ہیں جس سے قلب و دماغ جل اٹھتے  
ہیں۔ جہاں مگر با اثر و مبوس کے ہاتھوں سرزد ہونے والے ایسے دلخراش اور  
جان لیوا واقعات پہ فتویٰ پوچھا جاتا تو حضرت فقیہ اعظم علیہ الرحمۃ تسلما اٹھتے۔  
حادثے کے ستم رسیدہ اور مظلوم آدمیوں کے پڑ مردہ چہرے ان کی نظموں میں  
محسوس ہاتے، نظم میں سختی آجاتی اور پھر کبھی اسلامی شعائر کی پامالی کے مرتکب افراد  
کو کہتے اور بھی قرآن و سنت کے قوانین اور احکام کو نفسانی خواہشات کی بھیجٹ  
پر جان و مال قرب کرتے۔

حق کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے آخر میں قرآن و سنت کے حکم کی نصیحت فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

یہ قرآن کریم کا، راہِ احادیث شریفہ کا متفقہ فیصلہ اور فتویٰ ہے۔

۱۔ زمین کی تمام شیطانی طاقتیں اپنے پورے پورے انتظام سے مقابلہ

ہیں اور چاہیں کہ اس فیصلہ کو انہماک بدلا دیں تو قطعاً یقیناً یہ نہ بدل سکتا

جہ نہ اٹھ سکتا ہے۔۔۔ حضرت رب العالمین کا فرمان مبین ہے وما

كَلَامُ الْعَرَبِ وَلَا مَوْصِلَهُ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا فَإِنَّهُ لَفَعْلٌ

الحرم من امره ومن يعص الله ورسوله فقد ضلّ خلافاً مبيناً

قرآن و سنت کے مقرر کردہ حدود و تعزیرات کو اس قسم سے سمجھا دیا جاتا ہے اور جس حد تک اسلامی قوانین کی منتقلی یا اس کے عناصر کا اصل و اصل ہے وہ سب کے سامنے عیاں ہے اور یہ بھی واضح ہے کہ اس افلاک نشین حکمران نے طاقوتوں کو ایسا خواہر بنا دیا ہے کہ وہ حاکم بن کر جو کے جس کی عزت و مہموز رہی ہیں۔ شرف و فساد نے پرامن شہریوں اور شریف انفس کو کون کا کون دو بھر کر دیا ہے۔۔۔۔۔ ظاہر ہے حضرت فقیہ اعظم جیسی صاحبِ دین اور رحم جواز شخصیت اس پر کیسے خاموش رہ سکتی تھی۔ نجی محفلوں، دعوے و تقاضے کی مجلسوں اور جمعہ کے خطبات میں بھی انہوں نے حکمرانوں کی اس کوتاہی کا رونا اٹھایا اور ہر اسمبلی میں پہنچ کر باقاعدہ قانونی جنگ لڑنے کی جہی کہش کی۔۔۔۔۔ تاہم یہ بھی ایسے سوالات آتے جن میں قوانین الہیہ اور احکام رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بالادستی کو تار تار کرتے ہوئے ہوائے نفس کی پیروی کرنے والوں کی عقلی تذکرہ ہوتا اور ایسے بدکردار لوگوں کے خلاف تعزیر اور سزا یو بھی جاتی تو یہ ردِ عمل اس طرح کا ہوتا:

”باقی رہی تعزیر تو وہ بہت بہی سخت ہے مگر جب کوئی لگانے والا ہی نہیں تو لکھنے کا کیا معنی۔ اس دور آزادی و بے باکی میں کیا کیا جائے؟۔۔۔۔۔ والی اللہ المشتکی وهو المستعان وعلیہ استکلان۔۔۔۔۔ (۲۳)

ایک مرتبہ حرام گوشت بیچنے والے دو مردوں اور ایک عورت کے ہارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے سائل کو لکھا:

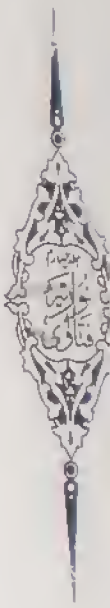
”اب تک چونکہ پاکستان میں اسلامی قوانین جاری نہیں ہوئے لہذا ہم پوری سزا نہیں دے سکتے۔ بناء علیہ آپ اپنے اقتیارات کی رو سے

جتنی سخت سے سخت سزا دے سکتے ہیں، دیں اور اخلاقی دباؤ سے اسے مجبور کیا جائے کہ صحیح معنوں میں توبہ کرے اور اہل اسلام سے عزم و اصرار کر معافی طلب کرے اور اس عورت اور تیسرے مرد کو بھی توبہ کرائی جائے اور سخت تنبیہ کی جائے کہ آئندہ ایسی بری حرکت نہ کرے۔" (۲۴)

ایک موقع پر گستاخ رسول کی سزا دریافت کی گئی تو متعدد کتب کے حوالہ جات اور دلائل لکھنے کے بعد فرمایا:

"ان سب عبارات کا حاصل یہ ہے کہ شہنشاہ کون و مکان، حبیب رب رحمن، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان پاک میں تازیبا الفاظ اور گالی بکنے والا انسان تمام مسلمانوں کے نزدیک کافر ہے اور کافر بھی ایسا سخت کہ جو اس کے کفر اور عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہو جاتا ہے اور اس کی سزا یہ ہے کہ حاکم اسلام اسے قتل کر دے۔ یہ سزا اسلامی حکومت کا فرض ہے، عوام الناس کا کام نہیں۔ البتہ اپنا پورا پورا اثر و رسوخ اور آئینی ذرائع سے ایسے شخص کو مجبور کر کے تائب بنانا اور اصلاح کرنا ہر ایک مسلمان کا حق ہے اور ایمان کا تقاضا ہے نیز یہ بھی حق ہے کہ حکومت کو متوجہ کیا جائے کہ ایسے بدخواہان ملک و ملت کے لئے شرعی سزائیں لگائے اور پاکستان کے پاک وجود کو ایسے گندے اور ناپسند عناصر سے پاک فرمائے۔" (۲۵)

غرضیکہ فتاویٰ نوریہ میں معاشرتی مسائل کا انبار ہے اور لائیکل، مقدوس کی بھرمار ہے۔ حضرت فقیہ اعظم قدس سرہ العزیز ان عقیدوں کو اپنے ناخن تدبیر، تبحر علمی، سلیقہ شعاری، دردمندی اور خیر خواہی کے جذبے کے ساتھ کھولتے چلے جاتے



ہیں۔ روزنامہ امروز نے اس جانب اشارہ کیا ہے:

(اس فتاویٰ میں) ”فقہ حنفی کے مطابق جدید معاشرہ کے ضروری

سوالات کا جواب اور مسائل کا حل پیش کیا گیا ہے۔“ (۲۶)

تحقیق و تدقیق اور تجسس و تعمق حضرت فقیہ اعظم علیہ الرحمہ کی عادت ثابت بن چکی تھی۔ راتوں کو بیدار رہ کر کتب جنی ان کا محبوب مشغلہ تھا۔ بعض اوقات ایک نشست میں پوری کتاب ختم کر ڈالتے۔ ایک مرتبہ علی اصبح درس بخاری شریف سے قبل حضرت مخدوم سید اشرف جاناگیر سمنانی علیہ الرحمہ کے حالات زندگی پر مشتمل کتاب (اشرف المومنین) پیش کی گئی۔ غالباً یونہی ورق گردانی کے ارادے سے کھولی تو پڑھتے ہی چلے گئے۔ ایسے میں رقت کی وجہ سے آنسوؤں کی بارش کا جو سیلاب تھا وہ ایک الگ بحث ہے مگر یہاں جو بات قابل غور ہے وہ یہ کہ جب تک کتاب کو ختم نہیں کر ڈالا، سرانٹھا بھی گوارا نہیں کیا۔۔۔ اچھی کتاب کی طلب میں بڑی بے تابی اور اضطراب کا مظاہرہ فرماتے۔ ایک بار پروفیسر محمد طاہر القدوری کی تسمیۃ القرآن پر پیر محمد کرم شاہ مدظلہ کا تعارفی مقالہ نور الحیب میں چھپا۔ آپ کی نظر سے گزرا تو راقم کو بلا کر تسمیۃ القرآن طلب کی۔ عدم دستیابی پر مال ہوا اور فرمایا کہ جب لاہور جاؤ تو پسلی فرصت میں یہ کتاب خرید لینا۔“

آپ عالی ظرفی اور کشادہ دلی کی بناء پر کھلے دس و دماغ کے ساتھ مکتب فکر اور گروہ بندیوں کی یا بندی سے آزاد ہو کر مطالعہ فرماتے۔ یہی وجہ ہے کہ اپنے مسلک پر عمل پیرا ہونے اور سختی سے موید ہونے کے باوجود منفی طرز فکر نہیں اپناتے تھے۔ مثبت اور ٹھوس بنیادوں پر دین متین کے اصولوں اور فردعات کی محافظت فرماتے۔ تقریر و تحریر کے ذریعے انتشار، بد امنی اور فساد فی الارض کے رویوں سے نفرت تھی۔ افراط و تفریط سے ہٹ کر مسلک کا دفاع فرماتے اور دین حق کی



سربلندی کے لئے کوشش رہے۔ احقاقِ حق اور ابطالِ باطل میں کبھی کسی مصلحت و  
 رواداری کو آزمے نہ آنے دیا۔

حضرت فقیہ اعظم علیہ الرحمہ نے پوری زندگی درس و تدریس میں گزار دی۔  
 گفتگو میں کبھی مزاح کا پہلو ہوتا تو خود بھی حظ اٹھاتے اور دوسروں کو بھی محفوظ  
 ہونے کا موقعہ فراہم کرتے اس کے علاوہ جسمانی و ذہنی تفریح جس پر اسلام میں نہ  
 صرف کوئی تدغبن نہیں ہے بلکہ ولینفسک علیک حق کی بنا پر راحت و سکون  
 جسم و جان کے لئے ضروری بھی ہے مگر اہل اللہ اور خواص امت کی پیروی میں  
 حضرت فقیہ اعظم نے اپنے آپ کو اس حق سے بھی دستبردار کر لیا تھا۔ انہوں نے  
 اپنے ہملہ معمولات کو ایک نظامِ الاوقات کے تحت ترتیب دے رکھا تھا جس میں  
 فراغت کی کوئی گنجائش موجود نہیں تھی۔ آپ بہت مختصر گفتگو فرماتے جو جامعیت  
 کے تقاضوں پر بھی پوری اترتی اور وقت کا ضیاع بھی نہ ہوتا۔

اس کے باوجود آپ کے مریدین و متوسلین کا بے کراں ہجوم طلب فیض کے  
 لئے بے قرار رہتا مگر نہ تو خود طویل و ظیفوں اور چلوں میں الجھتے اور نہ معتقدین اور  
 ارادت مندوں کو اس طرف ترغیب دیتے۔۔۔۔۔ وہ اپنے قول و کردار کے سچے بھی  
 تھے اور نوالہ کی طرح کچے بھی۔۔۔ منافقت اور دور کرنے پن نے ان کی طبیعت کو  
 کبھی چھوا بھی نہ تھا۔ قول و فعل کی ہم آہنگی میں وہ بلاشبہ وریب اپنا کوئی ثانی نہیں  
 رکھتے تھے۔۔۔۔۔ بے پناہ عظمتوں اور علمی رفعتوں کے باوجود انکساری اور فرائض کو  
 طرہ امتیاز بنائے رکھا اور کبھی غرور و تکبر سے مغلوب نہ ہوئے۔۔۔۔۔ برابر مکرّم  
 راجا رشید محمود ایڈیٹر ماہنامہ ”نعت“ لاہور کا یہ تبصرہ کتنا ایمان افروز اور حقیقت  
 کے قریب ہے۔

”انہیں اپنے مقام و مرتبے کا ہوا کا نہیں تھا۔ انہیں خداوند کریم



نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل عزت و تکریم کی  
 رفعتوں سے تناسل رکھا لیکن انہوں نے اپنی عظمتوں کو بھی غور اور تلبہ  
 کی عینک سے نہیں دیکھا۔" (۲۷)

حضرت شیخ العرب و ائمہ قدس سرہ کو سادہ طرز زندگی سے شغف تھا۔ عام بات  
 چیت سے لے کر عمل و کردار کے ہر پہلو تک، وعظ و تقریر سے لے کر درس و  
 تدریس تک اور مہمان نوازی سے لے کر معاملات زندگی تک انہوں نے بھی  
 کھوکھلے پن یا تصنع اور بناوٹ کا مظاہرہ نہ فرمایا۔ ان کی کتاب زندگی ان سب  
 و اہیات اور مذاہل سے بالکل صاف و شفاف اور اجلی اجلی تھی۔ سادہ لباس میں  
 ملبوس دکھائی دیتے اور اس میں پروقار نظر آتے۔ کسی بڑے کی آمد پر بن سنور کہ  
 بیٹھنے کا تکلف کبھی گوارا نہ لیا۔ لائق احترام شخصیات سے پروقار انداز میں پیش  
 آتے مگر کسی کی فراوانی دولت، ظاہری شان و شوکت یا عہدہ و منصب ان کی  
 خودداری اور عزت نفس کو نیچا نہیں دکھا سکتا تھا۔۔۔ اس کے باوجود کہ آپ ایسے  
 علاقے کے رہا جہاں اس ترقی یافتہ دور میں بھی جائیداد و زر و زور اسٹیم اپنی  
 تمام خرافات کے ساتھ نہ صرف رائج ہے بلکہ روز بروز مضبوط و مستحکم ہوتا جا رہا  
 ہے، آپ اپنی انا اور خودداری کو عاقلانہ مصلحتوں پر قربان کرنے پر کبھی تیار نہ  
 ہوئے۔ انہوں نے بڑے بڑے اصحاب طغیانہ کو خاطر میں لایا کبھی گوارا نہ فرمایا۔  
 متعدد ناز و توقع آپ نے استقامت و استقلال اور تہ کل علی اللہ کا ایسا جواب  
 دیا کہ انہیں بالکل ہار دیا۔ جو قیامت و طاغوتی قوتیں اپنا سامنے لے کر رہ گئیں۔

حضرت فقیہ اعظم علیہ الرحمۃ ایسے قمع سنت تھے کہ جس طور پر بھی ناقدانہ  
 نگاہ اٹلی جاتی ان کا کردار سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عکاس بن کر دکھائی  
 دیتا۔۔۔ یہ کہہ دینا بہت آسان ہے کہ فلاں شخص کا اٹھنا، بیٹھنا، سنا جانا اور

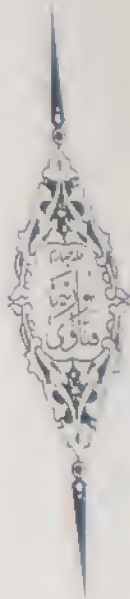




چنانچہ پھر ناست نبوی کا آئینہ دار ہے مگر حقیقت کی دنیا میں یہ مقام بہت کم لوگوں کو  
غیب ہو تا ہے۔ واقعات زمانہ اور معاملات زندگی ہر قدم پر دامن پکڑتے اور چیلنج  
کرتے ہیں مگر ہم نے آٹھ برس تک ان کی نجی، معاشرتی اور معاملاتی زندگی کو  
بہر طور اور ہزار پہلو سے دیکھا، پرکھا اور جانچا مگر کبھی سنت مصطفوی (صلی اللہ علیہ  
و آلہ وسلم) سے انچ برابر بنا ہوا نہ پایا۔ جب کبھی طبقہ علماء میں بیٹھتے تو ناقدین عمل و  
کردار اور اتباع سنت نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حوالے سے سب کا تجزیہ  
کرتے۔ حضرت سیدی کی نشست و برخاست کا ہر پہلو سنت کے آئینے میں ڈھلا ہوا  
دکھائی دیتا۔

درس و تدریس اور تحقیق کا کام یکسوئی اور کامل توجہ کا متقاضی ہے اس بناء پر  
حضرت فقیہ اعظم علیہ الرحمۃ نے عملی سیاست سے اجتناب فرمائے رکھا مگر جب  
کبھی ملک و قوم کو ان کی ضرورت پڑی، ہر اول دستے میں دکھائی دیتے۔ تحریک ختم  
نبوت 1953ء میں کئی ماہ جیل کی صعوبتوں کو برداشت کیا مگر جیل پر شکن نہ  
پڑی۔ 1974ء کی تحریک ختم نبوت میں جلسے جلوسوں اور تحریر و تقریر سے پوری  
قوت اور تمام توانائیوں کے ساتھ قیادت کا فریضہ انجام دیا۔ 1977ء میں عملی  
سیاست میں پہلی بار قدم رکھا اور پھر صاف ستھری اور فریب و دھوکہ دہی سے پاک  
اور مقدس سیاست کا ایک انوکھا اور سنہری باب رقم فرمایا۔ گویا سیاست کو بھی  
عبادت سمجھ کر انجام دیا۔ تحریک نظام مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں ایک بار  
بھر جیل کی چار دیواری کو اپنے قدوم مہمنت لزوم سے نوازا اور سنت یوسفی پر عمل  
کرتے ہوئے قیدیوں کو اعلیٰ اخلاق اور اعمال صالحہ کی تربیت دی۔

حضرت فقیہ اعظم نور اللہ مرقدہ کی ذات میں خشیت الہیہ کا رنگ بہت غالب  
اور نمایاں تھا۔ اس سلسلے میں وہ اسلاف کی کامل اور مکمل تصویر نظر آتے۔ درس



حدیث ہو یا درس قرآن، نماز کی ادائیگی کا مرحلہ ہو یا حرمین شریفین کی روانگی کا  
 بظاہر معمولی بات ہوتی مگر اس کی تاثیر ان کے جذبات میں طاعنم پیا کرتی۔ ان کے  
 وجود میں وہ لرزہ دکھائی دیتا کہ ”مرغ بگل“ اور ”مانی بے آب“ کے  
 محاورے اس منظر کی حقیقی تصویر کشی میں بے بس دکھائی دیتے۔ خاص طور پر عتق  
 مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کی روح و جان کا حرف لبالب لہجہ دکھائی  
 دیتا وہ سگ و ربار نبوی ہونے میں فخر و مباہات کرتے اور مسافر مدینہ طیبہ بن کر جس  
 قدر مسرت ہوتی، کبھی ایسی خوشی کسی اور موقع پر دکھائی نہ دی۔

غرضیکہ فقیہ اعظم پاکستان، شیخ الحدیث و التفسیر حضرت ابو الخیر محمد نور اللہ نعیمی  
 رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اعلیٰ اوصاف اور اخلاق حمیدہ کے بلند منصب پر فائز تھے۔  
 محاسن و کمالات کا شاندار مرقع تھے۔ سچ ہے کہ

لیس علی اللہ مستکر  
 ان یجمع العالم فی واحد

اور یہ اس پر طرہ یہ کہ وہ اپنی ہر خوبی میں گویا امیر الامراء اور شہنشاہ پادشاہ تھے  
 اور ایک مہمن گاہ کی جو صفات قرآن و سنت میں بین ہو میں ان کی عملی شکل کا نام  
 میں فقیہ اعظم پاکستان تھا۔ بحال آپ کی ذاتی زندگی اور فقہی مقام کے بعض واقعات  
 خوب قلم یہ لائے کی قدر میں ہے۔ جو اس وقت کی گزری بیعتی جائے گی۔ آپ کے  
 شخصی اوصاف اور علمی مقام کو قابل انداز میں پیش کرنے کی جرات اور حوصلہ بھی پیدا  
 ہوتا تھا۔ آپ حضرت فقیہ اعظم کی قدر، منزلت اور بڑھتی۔ تحقیق و تدقیق  
 کی ایام میں ان کا نام سننے کے حروف سے لکھا جائے گا اور ان کی شخصیت و وقت کے قہقار  
 سے خزان لائے بغیر نہ رہ سکے گی۔



## حوالہ جات

- ۱۔ اغثنی یا رسول اللہ، تائیش قصوری
- ۲۔ انوار حیات، مولانا ابوالفضا محمد باقر نوری، ص ۱۳۳
- ۳۔ ماہنامہ نور الحیب بصیر پور، شوال ۱۴۰۳ھ، مضمون ”مجدد وقت“ از علامہ عطا محمد بندیالوی
- ۴۔ فتاویٰ نوریہ، جلد سوم، اشاعت اول ۱۹۸۳ء، ص ۲۹۰، ۲۲۷، ۲۶۳، ۲۵۹، ۲۵۷
- ۲۰۱، ۲۰۰، ۲۷۰، ۲۵۱ وغیرہم
- ۵۔ فتاویٰ نوریہ، جلد ۴، ص ۸۷ تا ۹۰ اور جلد ۵، ص ۲۲۵ تا ۲۲۹
- ۶۔ فتاویٰ نوریہ، جلد دوم، اشاعت ثانی ۱۹۸۸ء، ص ۱۷
- ۷۔ فتاویٰ نوریہ، جلد سوم، اشاعت ثانی ۱۹۸۳ء، ص ۱۳۳
- ۸۔ فتاویٰ نوریہ، ج ۲، ص ۱۳۳
- ۹۔ فتاویٰ نوریہ، ج ۳، ص ۱۶۹
- ۱۰۔ فتاویٰ نوریہ، ج ۳، ص ۳۶۸
- ۱۱۔ فتاویٰ نوریہ، جلد اول اشاعت ثانی ۱۹۸۱ء، ص
- ۱۲۔ فتاویٰ نوریہ، ج ۳، ص ۳۲۸
- ۱۳۔ فتاویٰ نوریہ، ج ۲، ص ۱۹۱
- ۱۴۔ فتاویٰ ج ۱، ص ۳۵۳
- ۱۵۔ فتاویٰ ج ۲، ص ۳۸۸



۱۶۔ سہ ماہی فروزاں لاہور، راجا رشید محمود، جولائی ۱۹۸۲ء

۱۷۔ روزنامہ وفاق لاہور، ۲۶ نومبر ۱۹۷۷ء

۱۸۔ روزنامہ نوائے وقت لاہور، ۳ جنوری ۱۹۷۹ء

۱۹۔ روزنامہ مشرق لاہور، فوراً ۱۹۷۹ء

۲۰۔ فتاویٰ نوریہ، ج ۲ ص ۹ تا ۳۵

۲۱۔ فتاویٰ نوریہ، ج ۲ ص ۴۲

۲۲۔ فتاویٰ نوریہ، ج ۳ ص ۲۶

۲۳۔ فتاویٰ نوریہ، ج ۳ ص ۵۰

۲۴۔ ایضاً

۲۵۔ فتاویٰ نوریہ، ج ۳ ص ۳۱

۲۶۔ روزنامہ امروزی لاہور، ۴ جنوری ۱۹۷۹ء

۲۷۔ ماہنامہ نوائے حبیب، ۲۳ شعبان ۱۴۰۳ھ



در فقاہت وجود نور اللہ  
 اہل دین را دلیل محکم بود  
 زال سبب در افاضل امت  
 لقب او فقیہ اعظم بود

(حافظ محمد افضل فقیر)



فتاویٰ نورۃ

مَنْ يَرِدِ اللَّهَ بِخَيْرٍ أَيْفَقَهُهُ وَالدِّينَ

(متفق عليه)

اللہ تعالیٰ جس شخص کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کا

نفعیہ بنا دیتا ہے۔

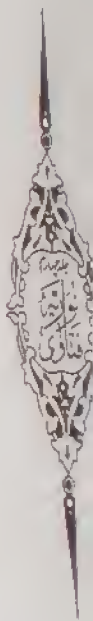


پوری

عن ابن عباس قال قطع رسول الله  
ﷺ يد رجل في مجن قيمته دينار او  
عشرة دراهم

سنن ابی داؤد ، کتاب الحدود .  
باب ما يقطع فيه السارق

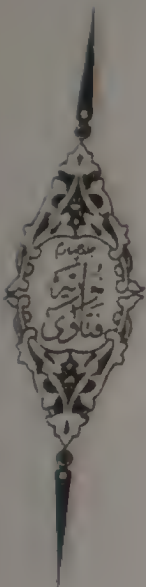
”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ڈھال کی چوری پر ایک  
شخص کا ہاتھ کاٹ دیا اس ڈھال کی قیمت ایک دینار یا دس  
دراہم تھی“



وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا  
أَيْدِيَهُمَا جِزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّن  
اللَّهِ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ

(المائدہ : ۳۸)

”اور جو مرد یا عورت چوری کریں تو ان کے (دائیں)  
ہاتھ کاٹ دو (یہ) ان کے کرتوت کا بدلہ، عبرت کا سزا (ہے)  
اللہ کی طرف سے اور اللہ بڑا غالب ہے، نہایت حکمت  
والا“





## کتاب السرقہ

اسلام امن و سلامتی کا دین ہے۔ اسلامی معاشرہ ریاست کے ہر فرد کو اس کی جان، مال، عزت اور آبرو کا تحفظ فراہم کرتا ہے۔ جو شخص اس نظام میں رخنہ اندازی کرتے ہوئے معاشرہ میں بگاڑ پیدا کرنے کا باعث بنے اسے جرم سے باز رکھنے اور دوسرے شہریوں کو اس کے شر سے محفوظ رکھنے کے لئے اسلام نے حدود و تعزیرات کا نظام وضع فرمایا ہے جو سراسر مبنی بر مصلحت و حکمت ہے۔

آج کے اس ترقی یافتہ سامنی دور میں نت نئے انداز میں جرائم سامنے آ رہے ہیں۔ مگر بنیادی طور پر ایسے سنگین جرم جن سے حقوق العباد کے ساتھ ساتھ حقوق اللہ کی پامالی بھی ہوتی ہے، سات ہیں:

(1) قتل (2) ارتداد (3) زاکہ (4) چوری (5) زنا (6) نذف (تہمت لگانا)

(7) شراب نوشی

ان جرائم کی روک تھام کے لئے اللہ تعالیٰ جل و علانے جو سزائیں

مقرر فرمائی ہیں، انہیں حدود کہا جاتا ہے۔ یہ سزائیں متعین ہیں اور ان میں کی بیشی ممکن نہیں ہے۔

ان سات کے علاوہ باقی جرائم میں تعزیر ہے، جو حاکم کی صوابدید پر مبنی ہے، وہ حسب سیاست و حکمت جو سزا چاہے تجویز کر سکتا ہے۔  
اس وقت ہمارا مقصود کتاب السرقة کا مختصر تعارف کرانا ہے۔

مخفی طور پر کسی کا مال اٹھا لینے کو سرقة (چوری) کہتے ہیں اور اس عمل کا ارتکاب کرنے والا سارق یا چور کہلائے گا..... علامہ سید محمد مرتضیٰ زبیدی (م 1205ھ) لکھتے ہیں:

السارق عند العرب من جاء مستترا الى حوز فانخذ مالا لغيره فان اخذ من

ظاہر فهو مختلس و مستلب و منتہب و محترس فان منع ما فی یدہ فهو غاصب

(تاج العروس، جلد 6، صفحہ 379)

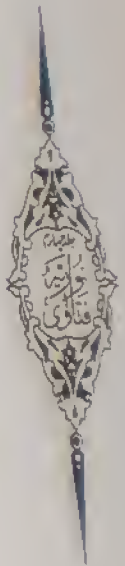
”اہل عرب کے نزدیک چور وہ شخص ہے جو کسی محفوظ مقام سے چھپ کر دوسرے کا مال لے کر چلا جائے۔ اگر وہ ظاہراً لے تو لٹیرا اور اچکا کہلائے گا اور اگر زبردستی چھینے تو وہ غاصب ہو گا“  
علامہ راغب اصفہانی (م 502ھ) فرماتے ہیں:

و صار ذلك في الشرع لتناول الشيء من موضع مخصوص و قدر مخصوص

(المفردات فی غرائب القرآن، جلد 2، صفحہ 150)

”اصطلاح شریعت میں مال غیر کو کسی خاص جگہ سے اور خاص مقدار میں چرا لینے کو سرقة کہتے ہیں“

علامہ ابن ہمام خفی (م 861ھ) نے سرقة کی شرعی و فقہی تعریف یوں کی



من اخذ الماقل البالغ عشرة دراهم او مقدارها غيباً عن هذا مقدار

مما لا ينسارع اليه العباد من المال المتعول لتعير من حرر ملامه

(فتح القدیر، جلد 4، صفحہ: 219)

”ماقل بالغ کا کسی کے دس درہم (یا اس سے زائد) یا اس مالیت نہ کوئی ایسی چیز جو بسرعت خراب ہونے والی نہ ہو، چھپ کر ایسی محفوظ جگہ سے، جس کی حفاظت کا اہتمام کیا گیا ہو، کسی شبہ اور تاویل کے بغیر اٹھا لینا، سرقہ کہلاتا ہے“

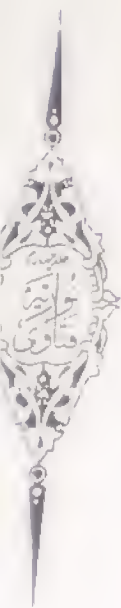
چوری کے استیصال کے لئے شریعت اسلامیہ میں جہاں بطور حد سخت سزا رکھی گئی ہے وہیں اس امر میں بھی بڑی احتیاط سے کام لیا گیا ہے کہ بلاوجہ کسی کے ہاتھ نہ کٹنے پائیں۔ چنانچہ فقہائے کرام نے قرآن و سنت کے مزاج کو سامنے رکھ کر اجرائے حد کے لئے چور، چوری اور مقام واردات کے بارے میں متعدد شرائط عائد کی ہیں، جن کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

(۱) چور ماقل بالغ ہو، بچہ یا مجنون اگر چوری کرے گا تو حد نہیں لگے گی۔

(۲) مال سرقہ کی مالیت کم از کم دس درہم (2.625 تولہ یا 30.618

گرام، چاندی) کے برابر ہو۔ اس سے کم مالیت پر احناف کے نزدیک ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ البتہ تعزیر لگے گی، جو حالات و واقعات کے اعتبار سے کم و بیش ہو سکتی ہے۔

(۳) جس مقام سے مال چوری کیا جائے وہ محفوظ ہو، خواہ حقیقتاً یعنی ایسی



جہ جو اپنی وضع کے اعتبار سے مال کی حفاظت کے لئے بنائی گئی ہو، جیسے مکان، دکان، خیمہ، صندوق وغیرہ، خواہ حکماً، جیسے جہ، خطا میدان، رستہ وغیرہ بشرطیکہ وہاں کوئی نگران یا چوکیدار مقرر ہو۔ ایسی کھلی جگہوں پر محافظہ نہ ہو تو چور و حد نہیں لگے گی۔

(4) مسروقہ چیز، سرعت خراب ہو جانے والی نہ ہو۔ جیسے پھل سبزی

وغیرہ

(5) مال کسی کی ملک ہو۔ غیر مملوک مال (مثلاً مردے کا کفن) چرانے پر

حد نہیں۔

(6) مال خفیہ طریقے پر چوری کیا گیا ہو، کھلے خزانے سے یا چھین جھپٹ

کر یا خیانت کے طور پر نہ لیا گیا ہو۔ لیرے، اچکے، غاصب اور خائن کی الگ سزا ہے۔

(7) مال مسروقہ کسی شبہ اور تاویل کے بغیر اٹھائے، چنانچہ نامینا کے ہاتھ

نہیں کاٹے جائیں گے کیونکہ ممکن ہے اس نے اپنی چیز سمجھ کر اٹھائی ہو۔

اسی طرح اگر کوئی شخص باپ کا مال یا قرآن کریم چرائے تو حد نافذ نہیں ہو گی۔

چوری کے ثبوت کے دو طریقے ہیں:

(1) اقرار جرم (2) دو مردوں کی گواہی

چوری کے ثبوت کی جملہ شرائط پائی جائیں تو قاضی اسلام حد مسروقہ نافذ

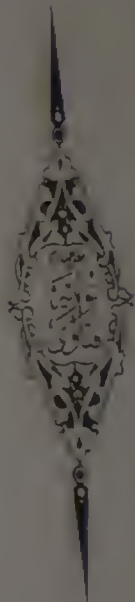
کرنے کا حکم جاری کرے گا۔ پہلی مرتبہ چوری کرنے والے کا داہنا ہاتھ، پہنچے (کٹائی کے جوڑ) سے کاٹ کر اسے گرم تیل میں داغ دیا جائے گا۔





ہے کہ چور کا ہاتھ کاٹ دینے کے بعد اگر مال مسروقہ اس کے پاس موجود ہے  
تو مالک کو واپس دلایا جائے گا اور اگر ضائع ہو گیا تو تاوان نہیں اور اگر کسی  
درجہ سے حد نافذ نہ ہو سکی تو چور سے ضائع شدہ مال بھی بطور ضمان واپس لیا  
جائے گا۔

(مرتب)

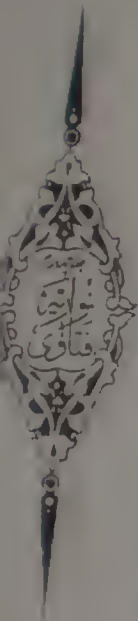


# کتاب السَّرْقَةِ

## الاستفتاء

سائل منظر کہ اس کی بیوی کو اس بنا پر چور بنایا جا رہا ہے کہ ایک عامل تین گرم کر کے  
ہنے پاس رکھے ہوئے پانی میں تھن کر کے اس جلتے ہوئے تیل میں ڈلوانا گیا مگر دوسروں  
کا ہاتھ سطح تیل پر اور اس کی بیوی کا ہاتھ ڈبو دیا اور پھر اس کو ڈبوایا تو چونکہ ہاتھ کی بیٹھک کا کچھ حصہ  
اس خاص پانی سے تر نہیں ہوا تھا لہذا صرف وہی حصہ تیل سے متاثر ہوا باقی بالکل ٹھیک رہا  
تو ہاتھ کے کچھ خاص حصہ کے متاثر ہونے سے عامل نے چور قرار دیا تو کیا شرعاً اس طریق  
سے چوری ثابت ہو سکتی ہے؟

سجوار از موضع عزت کے



الجواب  
مَنْ جَعَلَ لِي يَتُوبَ وَأُصْلِحَ

ایک دہائی کے بعد اس قسم کے طریقوں سے چوری ثابت نہیں ہو سکتی  
اور یہی ہے کہ اگرچہ مسلمانوں کو چور قرار دیا جاسکتا ہے قرآن کریم میں ہے  
إِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ویدھت شریف میں ہے اب کھو و الظن فان الظن  
للموت بعد من علی مشکوة

یہ لوگ ایسے جھگڈوں سے اپنی جیبیں پر کر کے فتنہ و فساد برپا کر دیا کرتے  
ہیں۔ اہل علم و فضل نہیں کہ عاقبت و حیوانات میں ایسے خواص ہیں کہ ان کے استعمال سے آگ  
میں جہاں بجایا جائے عالموں اور مدعیوں سے چوری دریافت کرنے والے اٹھے مجرم میں انکی  
پہلیں ہاں کی نازیں قابل مقبولیت نہیں بنتیں۔

مشکوٰۃ شریف میں حدیث شریف ہے من اثی عرافا فضالہ عن  
سواءہ علیٰ صلوٰۃ ربیع لیلۃ رواہ مسلم لہذا ائمہ دین نے  
اس کی شہادت قبول بیان فرمائی ورنہ اسے جتنا کی تاکید ہی ہدایتیں فرمائیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ جل مجدہ اتھو و احکم و صلی  
اللہ تعالیٰ علیٰ خاتم النبیین و علیٰ آلہ و صحبہ و علیٰ سائر المسلمین

عنہ الغفر البواخیر محمد نور الثانی غفرلہ

محمد نور محمد



# الاستفتا

بخدمت فیض و رحمت جناب مولوی صاحب

بعد السلام علیکم کے وضع ہو کہ اس جگہ خیریت ہے اور جناب کی خیریت بدوہی سے نیک مطلوب ہوں۔ خلاصہ حال احوال یہ ہے کہ سید سرور شاہ آپ کی خدمت اقدس میں روانہ کیا جاتا ہے۔ برائے مہربانی کر کے ان کے بیانات مثل شامل میں ملاحظہ فرمائیں۔ مدعی عید میرے پاس آیا اور میں نے جناب مولوی ولی محمد صاحب کی خدمت میں روانہ کیا۔ ان کا فیصلہ بھی مثل شامل ہیں۔

مدعی سید سرور شاہ کی چوری فقہ و زیورات وغیرہ چھ ہزار کا دعویٰ ہے۔ مدعی علیہ کا اقرار کے میں نے ۳۵۰۰/- روپیہ کی چوری میرے گھر ہے، باقی نہیں ہے، ۲۳۰ روپے کم ترہو روپیہ مدعی کے گھر ہے۔ مدعی علیہ کا اقرار ہے کہ میرے گھر ۳۵۰۰ روپیہ ہے براہ مہربانی کر کے فیصلہ شرعی محمدی فرمایا جاوے۔ زیادہ آداب۔

میں جناب کو تکلیف دیتا ہوں کہ ان کا جلدی فیصلہ فرما کر واپسی تحریر فرمائیں اور مولوی شیخ فاضل والے اور مولوی لکھنوالے کو آداب و نیاز۔

جناب مولوی صاحبان فیصلہ فرمائیں اور جلدی فیصلہ فرمائیں کیونکہ ان کے لیے حساب بہادر نے میرے پاس روانہ کیا ہے اگر وہ تبدیل ہو جاوے تو ان کا مقدمہ درمیانے رہے گا۔ مؤرخہ ۵۱-۲۲۸ کا فیصلہ دی محکم کا ہے۔ میری تحریر ۵۱-۲۳۱

دعا گو : خادم الفقہ غلام ولی محمد صاحب



جس کا اصل یہ ہے کہ جو کسی کو اتنا مال دیا کہ اس پر اس کا مال

حصہ نہ دین اور وہ مال مومنین میں ان کے لئے ہے

قرآن کریم اور حدیث پاک صاف صاف رسد فرمایا کہ اگر کسی کو بیت المقدس کی

توضائع شدہ مال مسروقہ کی حد میں پر پور نہ رہے مہسود ۹ ص ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲

ج ۱ ص ۱۹ و المظہر لمدنہ لمدنہ لمدنہ لمدنہ لمدنہ لمدنہ لمدنہ لمدنہ

وذا سقط القطع نزل المدنہ لمدنہ لمدنہ لمدنہ لمدنہ لمدنہ لمدنہ لمدنہ

ہی ہے پس جب قطع الید ساقط تو مانع زل ہو گیا تو ضمان لازم ہو گئی تھی کہ چور وراثت

ہونے کے بعد انکار کر دے تب بھی ضمان لازم ہے مہسود شرحی ج ۹ ص ۱۸۲ ابن مسنن

ج ۱ ص ۱۹۰ در مختار تخریر شامی ج ۳ ص ۲۶۹ و المظہر لمدنہ لمدنہ لمدنہ

لسارق سحر و لافزار بالسرقة فلا یقطع و یصلی العار من وجوب

اقرار پید جائے تو باطل نہیں کاٹا جائے گا اور مال مسروقہ دینا پڑے گا اور جب کسی مذکور

مذکور مبلغ ایک ہزار چھ سو ستر روپیہ واپس کر چکا ہے تو ایک ہزار آٹھ سو تیس روپیہ اس کے

ذمہ واجب الادا ہیں اور سزا بابت ہونے سے معاف نہیں ہوتے اس کے قطع ال

نہیں ہوا اگر قطع الید ہو جائے تو ضمانت شدہ مال ضمانت معاف ہو جائے

باقی رہا یہ دعویٰ کہ تمام مال لوٹیں گے کسی ہے۔ اس وقت منہ و شاکہ

جب اس پر باقاعدہ شریعت کے پابند رو کو اوقاف نہ کرے اور اگر کو وقت نہ کرے کہ نہ لوٹیں

سے حلف کا مطالبہ کر سکتا ہے مگر نہ وراثت صاحب کے بلغان مسروقہ تو اسے دے

اد کرنے اس کے ذمہ ضروری ہیں پھر شاہ صاحب کا مطالبہ چو کہ محمد بن احمد کا یہ تھا کہ جو مال

تین ہزار سے زائد مبلغ طحانی ہزار کے متعلق مذکور ہے اس سے شریعتی حلف سے گئے ہیں

شاہ صاحب کے پاس گواہ نہیں وراثت صاحب کی وہ حالت حوالے شدہ مال کے ہیں

کرنے کے لئے تہنگ و دریں کر یہ وغیرہ کی صورت میں آئی ہے اس کے متعلق پیر نذر محمد  
جستی کو چاہئے کہ دائروں میں سے کہ یہ خرچ ان کی ناجائز حرکت کے سبب ہوا ہے  
مگر وہی طاقت جو واقعی درجائز ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ جل مجدہ اتم و احکم واصلی  
اللہ علیٰ علی حبیبہ والہ واصحابہ وبارک وسلم۔

نوٹ: مندرجہ بالا تحریر فقیر بیان مسائل و فتویٰ ہے۔ اگر واقعات یہی ہیں تو اس پر فیصلہ کا  
حکم فرمادیں۔ جب رشاد میں خود ہی فیصلہ کی صحت میں لکھا مگر فیصلہ کے لئے چونکہ فریقین کا  
حاضر ہونا ضروری ہوتا ہے اور میرے پاس ایک ہی فریق آیا لہذا فیصلہ نہ لکھا، پھر ان کے  
بیانات جو شامل مثل میں وہ آپس میں بھی نہیں ملتے۔

مسئلہ سرور شاہ کا دعویٰ مبلغ چھ ہزار روپیہ کا ہے اور مبلغ ایک ہزار چھ سو تتر تویہ  
وصول ملتے ہیں اور بقایا رقم مبلغ تین ہزار سا سو روپیہ بتاتے ہیں حالانکہ یہ محض غلط ہے کہ  
جب ن در رقموں کو جمع کیا جائے تو میزان کل مبلغات پانچ ہزار تین سو تتر بنتی ہے تو یہ  
دعوائے چھ ہزار روپیہ نقد کے مخالف ہے اور پیر نذر محمد صاحب جستی ملزم کا بیان جو باریک قلم  
سے پہلے لکھا ہوا ہے اس میں ہے کہ شاہ صاحب کا پرچہ دس ہزار کا ہے اور مولیٰ قلم  
والے بیان دوبارہ لکھے ہوئے ہیں ہے کہ شاہ صاحب نے پرچہ بارہ ہزار کا دیا ہے، اس  
اس ہزار اور بارہ ہزار کی بھی مطابقت نہیں ہوتی۔ پیر نذر محمد کے باریک قلم بیان میں ساٹھ  
سہزار نقد کا قرار ہے جس کا معنی ساٹھ تین ہزار، ساٹھ چار ہزار، ساٹھ پانچ ہزار  
وغیرہ جثث نہ کہتے ہیں اور نہایت اشتباہ کا باعث ہے۔ پھر دوسرے مولیٰ قلم والے  
بیان میں ساٹھ تین ہزار نقد لکھا ہے اس میں تو کوئی اشتباہ نہیں مگر چونکہ پہلے کی نقل  
میں غلطی ہوئی ہے۔

باقی مولوی دلی محمد صاحب کا فیصلہ تو وہ بھی یوں ہی ہے جب ان کے بیانات اور تحریرات کو مطابق مانتے ہیں تو تقریباً کی اڑھائی میں ڈیڑھ ہزار واپس اور سارے چار سو بقیہ کا دعویٰ لکھنا بالکل غلط ہے کہ شاہ صاحب ؒ کی کے بیان میں واپس ایک ہزار چھ سو ستتر لکھا ہے اور بقیہ یا تین ہزار سات سو بنایا ہے، یہ بڑا فرق ہے۔ نیز فیصلہ حقیقاً لکھا جاتا ہے تقریباً کا کوئی معنی نہیں۔

پھر مولوی صاحب کا یہ لکھنا کہ بمطابق قانون محمدی میں دُڑے تک سزا دے کر پھر حلف اٹھوا کر زائد دعویٰ سے بری سمجھا جائے۔ یہ بالکل خلاف واقع ہے کسی ایک ہفتی کتاب میں اس قانون کے نام و نشان تک نہیں ملتا اور نہ ہی فتاویٰ شامی میں ہے کہ تیس دُڑے سے تزکیہ ہو جاتا ہے بلکہ فتاویٰ شامی میں مٹیم بالسرقة کا کوئی باب ہی نہیں ہوتا مگر اس میں بھی یہ تزکیہ والی بات بالکل نہیں لکھی۔ اگر مولوی صاحب کے پاس کتاب نہیں تو کتاب دالے سے لیکر دیکھ لیتے، فیصلے یوں اٹھل پچھل سے نہیں کئے جاتے، پھر حکومت کو ثالث و حکم کہنا بھی عجیب چیز ہے، ثالث اور حکم فریقین دونوں کی تجویز سے بننا، حالانکہ مدعی علیہ حکومت سے جان چھڑانے کی پوری کوشش کرتا ہے پھر مدعی صبیح نے یہ بگڑ نہیں کہا کہ میں نے مبلغ تین ہزار روپیہ حکومت کے سپرد کر دیا بلکہ اس کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ مبلغات مذکورہ پولیس نے برآمد کئے اور پولیس کو حکومت کہنا بھی مولوی صاحب کی خوش فہمی ہے، پھر فیصلہ میں لکھنا کہ ”جو مال خورد برد ہوا اسے اے قطع یہ بھی مکر وہ قدرۃ بند ہے وہ بھی معاف ہے“ بالکل شریعت کے خلاف ہے، کسی مجبوری کی بنا پر تصحیر ہو تو چور پر مال مسروقہ پورا پورا ادا کرنا لازم ہوتا ہے کما مژبہ قبیحہ کی موت میں مال خورد برد کے متعلق قاضی حکم نہیں کرتا مگر دیا ہے قطع یہ کہ بعد بھی دینا پڑے درخت دینے کا فتوے دے۔



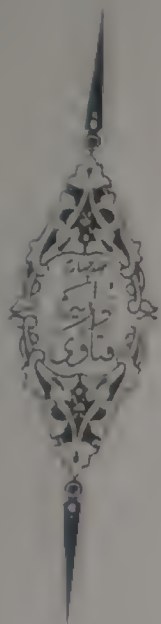


دست  
قصائل

يا ايها الذين آمنوا كتب عليكم  
القصاص في القتلى

(البقره : ۱۷۸)

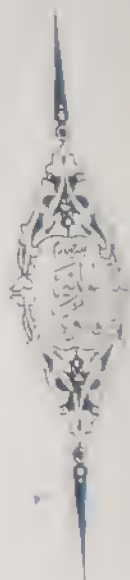
”اے ایمان والو! فرض کیا گیا ہے تم پر قصاص (بدلہ)  
ان لوگوں کے خون کا جو (ناحق) قتل کیے جائیں“





اول ما يفصى بين الناس يوم  
 القيامة في الدماء  
 صحيح مسلم ، باب المجازاة  
 بالدماء في الآخرة

”قیامت کے دن لوگوں کے درمیان سب سے پہلے  
 خونِ ناحق کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا“



و من قتل مومناً خصباً ففتحير رقبة  
مومنة و دية مسلمة الى اهله الا ان  
يصلوا

(النساء : ۲۲)

"اور جس نے کسی مسلمان کو بلا قصد قتل کر دیا تو  
(اس کی سزا یہ ہے کہ) ایک مسلمان غلام کو آزاد کرے اور  
مقتول کے وارثوں کو خون بہا ادا کرے مگر یہ کہ وہ معاف  
کرائیں"



من قتل متعمدا دفع الى اولياء  
المقتول فان شاؤا قتلوا و ان شاؤا  
اخذوا الدية

ترمذی ، باب ما جاء  
فی الدية کم ہی

”جو شخص قصداً (ناحق) قتل کرے اس کا معاملہ  
مقتول کے وارثوں کے سپرد کیا جائے چاہیں تو اسے قتل کے  
بدلے قتل کر دیں اور چاہیں خون بہا وصول کر لیں“



## کتاب الدیۃ والقصاص

شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ قتل ناحق ہے۔۔۔۔۔ میں وجہ ہے کہ  
اللہ تعالیٰ نے ایک انسانی جان کے قاتل کو پوری انسانیت کا قاتل قرار دیا

من قتل نفسا بغير حق او فسادا في الارض فكأنما قتل الناس جميعا

(المائدہ 32)

”جس نے قصاص یا زمین میں فساد (پھیلائے کی سزا) کے بغیر  
(ناحق) کسی کو قتل یا توہین کیا اس نے سب لوگوں (جملہ انسانیت) کو  
قتل کر دیا“

محسن انسانیت ﷺ نے بھی اپنی مقدس تعلیمات میں جبکہ خون  
انسانی کی حرمت کا اس سے ایا ہے۔ جو اوداع کے موقع پر آپ نے اپنے  
خطبہ مبارکہ میں انسانی حقوق کے جس عظیم الشان چارٹر کا اعلان فرمایا اس  
میں انسانی جان کے تحفظ کا پہلا نمایاں ہے۔ دیکھئے کس خوبصورت دھنگ اور  
دل نواز آہنگ میں آپ نے ارشاد فرمایا:



ہر ایک دوسرے کے حرام علیکم کفرتمہ یومکم هذا فی شہرکم

ہر ایک دوسرے کے

”وہ! تمہاری جانیں، دل اور عزتیں ایک دوسرے پر اس طرح قطعاً حرام کر دی گئی ہیں۔۔۔۔۔“ جیسے تمہارے اس مینے (الحج المبارک) اور تمہارے اس شر (لکھ) میں آج کے دن کی حرمت ہے“

لا ملأ نزعوا علی ضللا بضرب معکم رقاب بعض

”خبردار میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردن کاٹنے لگے“

(صحیح بخاری، جلد: 2، صفحہ: 1021)

ہاں اعظم ﷺ نے رنگ، نسل، وطن اور قوم کی بنیاد پر قائم تمام فرسودہ نظریات اور ظالمانہ امتیازی قوانین کا خاتمہ فرمایا۔ زمانہ جاہلیت میں یہ غلط روش قائم تھی کہ جب کوئی طاقتور قبیلہ کسی کمزور قبیلہ کے فرد کو قتل کر دینا قصاص میں آزاد کی بجائے غلام کو قتل کے لئے پیش کرتے اور اگر اس کمزور قبیلہ سے قتل ہو جاتا تو ایک قتل کے بدلے کئی آزاد انسانوں کو یہ تیغ دیتے۔ یعنی عورت کے بدلے مرد اور غلام کے بجائے آزاد کو قتل کرتے۔ اس طرح خونریزی کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ چل نکلتا۔ اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے اس فساد اور خونریزی کے سدباب اور معاشرہ میں امن، آشتی، صلح و صلح کی ایک فضا پیدا کرنے کے لئے انسانوں کو قانون قصاص عطا فرمایا۔ جس میں یہ واضح کر دیا گیا کہ امت کے ہر فرد کی زندگی یکساں قابل

احترام ہے۔ مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام، کوئی ہو، جو شخص جرم کرے گا وہی مستحق سزا ہو گا۔ اس کی جگہ کسی دوسرے بے گناہ کو قتل نہیں کیا جائے گا۔

دیگر نظاموں میں مصالحت اور معافی کی گنجائش نہیں۔۔۔۔۔ انگریز کے ظالمانہ نظام میں یہی صورت ہے اور مصالحت کے لئے فریقین کو عدالت میں جھوٹ بولنا پڑتا ہے۔۔۔۔۔ مگر اسلام چونکہ دین فطرت ہے اس میں بدلہ انسانی مصالح کو مد نظر رکھا گیا ہے، چنانچہ مقتول کے ورثاء کو یہ اختیار سونپ دیا گیا کہ وہ چاہیں تو قتل کی صورت میں قتل کا بدلہ لے لیں، چاہیں تو (دیت) خون بہا لے لیں اور اگر وسعت قلبی کا مظاہرہ کرتے ہوئے عفو و درگزر سے کام لے کر قاتل کو معاف کر دیں تو یہ بہر حال ان کا حق ہے۔ کتاب القصاص والدیہ میں اس قانون سے متعلقہ استفتاءات ہیں۔

قصاص ”نقص“ سے ماخوذ ہے، اس کا معنی ہے نقش قدم پر چلنا۔ جیسا کہ قرآن کریم میں حضرت موسیٰ و خضر (علیہما السلام) کے واقعہ میں ہے:

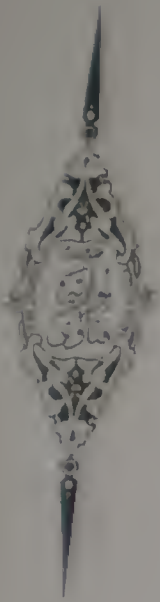
فارتدا علی اثارهما قصصا

(الکہف: 64)

”وہ دونوں (موسیٰ اور یوشع بن نون) اپنے قدموں کے نشانوں

پر چلتے ہوئے واپس چلے“

قیحی کو ”نقص“ کہتے ہیں کیونکہ اس کی دونوں طرفیں برابر ہوتی ہیں۔۔۔۔۔ قصاص کو بھی قصاص اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں مماثلت اور



بیرونی کا معنی پایا جاتا ہے اور قاتل یا قاتلہ اور سے قتل یا زخم کا برابر برابر  
 یا جاتا ہے۔ چنانچہ علامہ برہان الدین امرغینانی (م 593ھ) فرماتے ہیں:

قصاص سنی عن المماثلة وسمه بقتل فقتل الزم وسمه المقتصة للجلمین

(ہدایہ جلد: 4، صفحہ: 566)

”قصاص کا لفظ مماثلت کا پتہ دیتا ہے، اسی مادے سے، کسی  
 کے نقش قدم پر چلنے اور پیروی کرنے والے کے بارے میں کہا جاتا  
 ہے: مصر الزم، اور قہنچی کے لئے مقصہ کا لفظ بھی اسی مادے سے  
 تعلق رکھتا ہے (کیونکہ قہنچی کی دونوں طرفیں برابر ہوتی ہیں)۔“  
 احناف کے ہاں قتل کے پانچ اقسام ہیں۔

(1) قتل عمد (2) قتل شبہ عمد (3) قتل خطا (4) قتل قائم مقام خطا (5) قتل

باسبب

1۔ قتل عمد

کسی شخص کو جان بوجھ کر ہتھیار یا کسی ایسی دھار دار چیز کے ساتھ قتل  
 کرنا، جو ہتھیار کا کام دے۔ جیسے تلوار، پستول، خنجر، چاقو، بانس کی کھچی یا دھار  
 دار لکڑی وغیرہ

آل سے جلا دینا بھی قتل عمد میں شامل ہے۔

قتل عمد کا مرتکب سخت گنہگار ہے۔ اخروی عذاب کے علاوہ دنیا میں اس  
 کی تمام قصاصات ہیں۔ البتہ اگر مقتول کے ورثاء چاہیں تو معاف کر دیں یا دیت  
 (امونت) کی مقدار سے کم یا زیادہ جس قدر مال کا قاتل سے معاوضہ ہو  
 باسے کے معاملت کر سکتے ہیں۔

## 2۔ قتل شبہ عمد

کسی شخص کو کسی ایسی چیز کے ساتھ ضرب لگانے کا قصد کرے جو اسلحہ یا اسلحہ کے قائم مقام نہ ہو اور بالعموم اسے قتل کے لئے استعمال نہ کیا جاتا ہو۔ جیسے لاشی، پتھر وغیرہ، جس سے مضروب مر جائے

قتل شبہ عمد میں فاعل گنہگار ہو گا اور اس پر کفارہ واجب ہے (ایک غلام آزاد کرے یا مسلسل دو ماہ روزے رکھے) اور اس کے عصبات (قریبی رشتہ داروں) پر دیت مغلظہ واجب ہے، جسے وہ تین سال میں ادا کریں گے۔

## 3۔ قتل خطا

اس کی دو صورتیں ہیں:

ایک یہ کہ اس کے گمان میں خطا ہو۔ مثلاً اس نے شکار سمجھ کر گولی چلائی مگر وہ شکار کی بجائے مسلمان شخص تھا، جسے گولی لگ گئی یا کسی کو حربی کافر گمان کر کے گولی چلائی اور وہ شخص مسلمان تھا۔

دوسری صورت یہ ہے کہ اس کے فعل میں خطا سرزد ہو۔ مثلاً اس نے کسی شکار یا مخصوص ہدف پر نشانہ لگایا، مگر ہاتھ بہک گیا اور گولی بجائے اس کے کسی مسلمان شخص کو لگ گئی۔

قتل خطا کا حکم یہ ہے کہ قاتل پر قصاص نہیں بلکہ اس کے عصبات (عائقہ) پر دیت ہے۔ جو تین سال میں ادا کی جائے اور قاتل پر کفارہ ہے (یعنی مسلسل دو ماہ روزے رکھے)

## 4۔ قتل قائم مقام خطا

(مثلاً) کوئی آدمی نیند کی حالت میں کسی پر گر پڑے، جس کی وجہ سے وہ



مربائے۔  
 قتل کی اس قسم کا حکم بھی قتل خطا کی طرح ہے یعنی قاتل پر کفارہ اور  
 اس کے عصب پر دیت ہے۔ قتل کی ان چار قسموں میں قاتل اگر وارث ہے  
 اور اپنے مورث کو قتل کر دے تو اس کی میراث سے محروم ہو جائے گا۔

## 5۔ قتل بالسبب

یہ ہے کہ کوئی آدمی کسی کی ملکیت میں یا راستہ میں بڑا پتھر رکھ دے یا  
 کنواں کھود دے اور کوئی شخص ٹھوکر کھا کر یا کنویں میں گر کر ہلاک ہو  
 جائے۔ یونہی کوئی شخص کسی جانور کو ہانک کر لے جا رہا ہو اور وہ جانور کسی کو  
 ہلاک کر دے یا کسی کی گاڑی کے نیچے آ کر کوئی شخص ہلاک ہو جائے تو یہ  
 بھی قتل بالسبب کی صورت ہے۔۔۔۔۔ ان صورتوں میں یہ شخص قتل کرنے  
 کا مرتکب نہیں ہوا بلکہ ایک متعدی سبب سے قتل ہو گیا۔ قتل کی اس قسم  
 میں اس کے عصبیات پر دیت ہے اور اس شخص پر نہ تو کفارہ واجب ہو گا اور  
 نہ ہی وہ وراثت سے محروم ہو گا۔

قتل کی طرح قطع اعضا اور زخموں کا بھی قصاص لیا جائے گا۔ جیسا کہ  
 قرآن کریم میں ہے:

ان النفس بالنفس و المین بالمین و الانف بالانف و الاذن بالاذن و السن  
 بالسن و الحروح قصاص فمن تعلق به فهو كفارة لہ

(المائدہ: آیت: 45)



”جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک، کان کے بدلے کان، دانت کے بدلے دانت اور زخموں میں قصاص (بدلہ) ہے پھر جو بدلہ معاف کر دے تو یہ معافی اس کے لئے کفارہ ہو گئی“

قصاص کا یہ حکم ان صورتوں میں ہے جہاں زخم کا برابر برابر لینا ممکن ہو، بصورت دیگر زخم و اعضا کی نوعیت کے مطابق مکمل، نصف یا ترائی دیت یا تاوان لازم ہو گا۔

## دیت

دیت کا اصل ”ودی“ ہے، حسب قاعدہ واو حذف ہو گئی، جس کے عوض آخر میں تاء آئی، تو یہ ”دیتہ“ ہو گیا۔

اس کے مشتقات میں بننے اور جاری ہونے کا معنی پایا جاتا ہے، اسی بنا پر پانی کی گزرگاہ کو وادی کہا جاتا ہے۔ قتل نفس (خون بننے) کے عوض میں مقتول کے ورثہ کو دیا جانے والا معاوضہ دیت (خون بہا) کہلاتا ہے۔ جب کہ اس سے کم (تلف عضو) پر بطور تاوان ادا کیے جانے والے مال کو ارش کہا جاتا ہے۔ علامہ ابن عابدین شامی (م 1252ھ) کہتے ہیں:

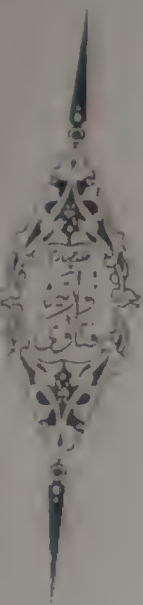
”کبھی دیت اور ارش (تاوان) ہم معنی بھی استعمال ہوتے ہیں۔

(رد المحتار، جلد 5، صفحہ 504)

علامہ ابن ہمام (م 861ھ) بیان کرتے ہیں:

”جان کے عوض دیے جانے والے مال کو دیت کہا جاتا ہے مگر

چونکہ تلف اعضا کے معاوضہ پر بھی دیت کا اطلاق ہوتا ہے، لہذا



دیت کی زیادہ واضح تشریف یہ ہے:

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے ایک بار فرمایا: ”میں نے اپنے شوهر کو دیت کی طرف متوجہ کیا“

(فتح القدیر، جلد: 8، صفحہ: 301)

”انسان یا اس کے کسی عضو کے عوض ادا کیے جانے والے

توان کو دیت کہتے ہیں“

دیت کی دو قسمیں ہیں:

(1) دیت مغلظہ (2) دیت خفیفہ

### دیت مغلظہ

امام اعظم اور امام ابو یوسف کے نزدیک قتل شبہ عمد میں دیت مغلظہ لازم ہوگی جس کی مقدار سو اونٹنیاں ہیں۔ جن میں پچیس دوسرے سال کی، پچیس تیس سال کی، پچیس چوتھے سال کی اور پچیس پانچویں سال کی ہوں۔

### دیت خفیفہ

قتل شبہ عمد کے علاوہ باقی اقسام قتل میں (اور قطع اعضا اور زخموں کی صورت میں) کل یا بعض دیت خفیفہ واجب ہوگی، یہ پانچ قسم کے سو اونٹ اور اونٹنیاں ہیں، جن میں دوسرے سال کے بیس اونٹ ہوں جب کہ بقایا اسی (80) دوسرے سال، تیسرے سال، چوتھے سال اور پانچویں سال کی بیس بیس اونٹنیاں ہونی چاہیں۔۔۔۔۔ تفصیل فتاویٰ نوریہ کی کتاب الدیہ و القصاص کے پہلے فہرے میں ملاحظہ فرمائیں۔

اونشیوں کے علاوہ دیت کی مزید دو صورتیں ہیں :

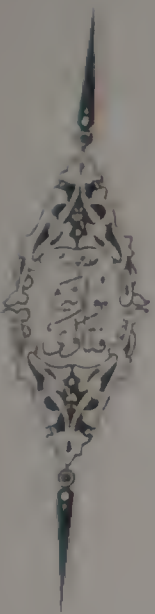
(1) ایک ہزار دینار (تقریباً 4.372 کلوگرام سونا)

(2) دس ہزار درہم (30.618 کلوگرام چاندی)

قتل خطا اور شبہ عمد کی صورت میں دیت عاقلہ کے ذمہ ہوگی۔ عاقلہ سے عصبات (باپ کی جانب سے وراثت کی ترتیب کے مطابق قریبی رشتہ دار) مراد ہیں۔ نیز کاروباری اداروں، کارخانوں کے ملازمین اور مزدوروں کی یونین، انجمن یا تنظیم بھی عاقلہ کے قائم مقام ہے۔ اگر کسی کے عصبات نہ ہوں تو بیت المال سے اس کی دیت ادا کی جائے گی۔ دیت ادا کرنے کی مدت تین سال ہے۔

فتاویٰ نوریہ کی کتاب الدینہ و القصاص میں دو فتوے ہیں۔ ایک فتویٰ دماغ پر لگائے گئے زخم (آمد) سے متعلق ہے۔ اس میں تمائی دیت ہے، جب کہ دوسرا فتویٰ قتل کے بارے میں ہے۔

(مرتب)



# کتاب الایۃ والقصاص

## الاستفتاء

سارے مسلمانوں کے لئے قرآن مجید میں بیان کیے گئے  
سربراہانِ کرام کے لئے اور ان کے لئے اور ان کے لئے اور ان کے لئے  
ہے اور ان کے لئے اور ان کے لئے اور ان کے لئے اور ان کے لئے  
قرآن مجید میں بیان کیا گیا ہے۔

سائنس اکبر علی ہادی عبداللہ شاہ معرفت مدبر محمد علی شاہ  
نزد سنہری، رکیٹ نوٹس شہر، سیدہ، ۴۴، ۴۴



شرعاً ایسے زخم کا نام آثر ہے۔ فتاویٰ عالمگیری ج ۶ ص ۲۸ میں ہے ولاحہ  
وہی الیٰی فصل فی ام سرّاس وهو الذی فیہ الدماخ اور اس میں دیت  
کا ثبوت ایک بتائی ہے۔ فتاویٰ عالمگیری ج ۶ ص ۲۹ میں ہے وفی لائحۃ ثلث لیدیۃ  
اور دیت تین چیزوں سے ہے :

۱۔ ایک سو اونٹ جن میں بیس بنتِ مخاض یعنی سال کی ٹوڈیاں جو دوسرے سال میں  
داخل ہو چکی ہوں اور بیس عدد ابنِ مخاض یعنی ایسے ٹوڈے اور بیس بنتِ لبون یعنی  
پورے دو سال کی ٹوڈیاں جو تیسرے سال میں داخل ہوں اور بیس حقہ یعنی پورے  
تین برس کی ٹوڈیاں جو چوتھے سال میں داخل ہوں اور تیسرے جذبہ یعنی ایسی پرانی  
اوٹنیاں جو چار سال کی ہوں اور پانچویں میں پاؤں ہو، یہ پوری دیت ہے۔  
۲۔ یا ایک ہزار دینار سونا یا

۳۔ دس ہزار درہم ۱۔ فتاویٰ عالمگیری ج ۶ ص ۲۴ (۲۴)

اس حساب سے اکبر علی پر لازم کہ یعقوب زخمی کو ۳۳۳ اونٹ اسی عمر  
کے پورے کر دے یا ۳۳۳ دینار دے جو بیس تو لہ ساڑھے دس ماثر سونا ہے  
یا ۳۳۳ درہم دے جو تھہر یا آٹھ ہند پچھتر تو لہ چاندی ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلى الله تعالى على حبیبہ محمد و

مترجم و اختصار لکھنؤ محمد نور الدین نعیمی غفرلہ  
۲۴۸ ریتھ رومن ٹریٹ ۳۹۶۷ء مطابق ۱۲۷۶ھ

## الاستفہاء

زکریا ۲۸ اپریل ۱۲۷۶ء لیاقت آباد کراچی مکان نمبر ۱۵ مفتوحہ جناب قضا  
کیا فرماتے ہیں عساے دین مندرجہ ذیل مسئلہ میں زہیرت پی زوجہ سے  
بکر کو کسی بار بطنی میں دیا اور بکر کو سمجھایا سبکین بکر حرکت سے باز نہیں آیا۔ ایک دن زہیر  
اپنے گھر آیا تو بکر کو اپنی زوجہ سے بطنی میں مشغول پایا۔ زہیر کو دیکھ کر بکر بھاگ نکلا۔ زہیر اس کے  
پیچھے لگا اور اس کو پرکڑ کر قتل کر دیا۔ کیا شرعاً زہیر پر قصاص یا دیت واجب ہے؟ بیوقوف  
خدا بخش ہو کہ وہ کراچی

الجواب  
بسمہ جعفری بنو واصواب

ہاں شرعاً قصاص یا دیت ضرور لازم ہے کہ قصاص عیب القوم الکرم

والحدید لم یف والکتاب الفقہیۃ فی القتل عمد او غیرہ من  
تفصیل۔

رہا یہ کہ فقہائے کرام نے یہ فقہ بھی فرمائی ہے کہ ایسی حالت میں تعزیراً قتل  
جائز ہے ورنہ قاتل پر قصاص یا دیت لازم نہیں تو وہ زید کو مفید نہیں کیونکہ زید نے بکر کو ایسی  
حالت میں نہیں بلکہ بعد میں جب کہ بھاگ کر مکان سے بھی نکل گیا قتل کیا حالانکہ اس کو یہ  
جائز یا اختیار شرعاً حاصل نہیں تھا، فتاویٰ عالمگیری طبع مصر ج ۲ ص ۱۶۷، فتاویٰ برازیہ علی  
ہش، ہندیہ ج ۶ ص ۴۳۰ میں ہے والنظم من الاولی سئل الہند وافی  
رحمہ اللہ تعالیٰ عن رجل وجد مع امرأته رجلاً ایحل لہ قتله قال ان  
کان یعمد نہ ینزج عن الزنا بالصیاح والضرب بمادون السلاح ایحل  
وان عم نہ لا ینزج لہ بالقتل حل لہ القتل ان طأ وعت المرأة حل لہ  
فتیہا ایضاً کذا فی الہایۃ وکذا نقلہ ایضاً فی الفتح طبع مصر ج ۵ ص ۱۱۳  
والتبیین ج ۷ ص ۳۰۸ والبحر ج ۵ ص ۴۱ والتنویر والدر علی هامش  
الشامہ ج ۳ ص ۲۷۸ ولكن بتکدیر المرأة ای "امرأة" بدل "امراتہ"  
ولا یفید ازہد فان امرأته داخلہ فی امرأة وانہ لم یقتل اذ کان معها  
بل ذہرب عنها ولا یوفقہ ایضاً توفیق الشامی فانہ لم یقتل بکرا  
قبل الزنا لا وقت الزنا اذ کان مع امرأته بل بعد الفراق عنها والخروج  
من مکان کون فیہ معها۔

نیز بحر الرائق ج ۵ ص ۴۲ ورتنوی لا ابصار، در المختار، شامی ص ۲۵۰، فتاویٰ برازیہ  
ج ۶ ص ۲۳۰ میں ہے والنظم من السویر وبقیمہ کل مسلم حال مباشرة



المعصية وبعده ليس ذلك لغير الحاکم بحر الزمان وراثی میں ہے لو عزہ  
 حال کون مشغولاً بالفاحشة فله ذلك لان ذلك نهى عن المنکر  
 فکل واحد مأمور به و بعد الفراغ ليس بنهى عن المنکر لان نهى  
 عما مضى لا يتصور فيتمحض تعزیر و ذلك الى الامام و رفع القدر  
 و غیر سے اصل مسئلہ کی علت و مسبب بھی یہی واضح کہ برکاری میں شغولیت کے وقت اجازت قتل  
 ہے جبکہ کسی اور وجہ سے برکاری شغولیت نہ چھوڑے، نص الفتح ج ۵ ص ۳ و ہد  
 تنصيص على ان الضرب تعزیر يسلك الانسان وان لم يكن محتسب  
 و صرح في المنتقى بذلك و هذا لان من باب ازالة المنکر باليد و  
 الشارع ولى كل احد ذلك حيث قال من رأى منكم منكراً فليغيره بيده  
 فان لم يستطع فليذكره و الحديث لان رؤية المنکر لا تكون الا وقت  
 الاشتغال و كذا التغيير و هذا مفاد ما مر عن البحر و شامی أيضاً  
 بہر حال اس شمس کی طرح واضح کہ زید کو اس صورت میں شرعاً قتل کی اجازت  
 برگزہرگز نہ تھی لہذا مجرم ہے پھر عورت کو جو اس فساد کی اصل جڑ ہے قتل نہ کرنا بھی کے  
 عدم ثبوت اور صدق و صدا کی دلیل ہے۔  
 واللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ الاعظم و علی آلہ  
 واصحابہ و بارک و سلم۔

عزہ الفقیر البواکیر محمد نور اللہ النعمی غفرلہ

۵ ربیع الثانی ۱۳۹۷ھ ۸۵۰۵۷

يُوع



احل الله البيع و حرم الربو

(البقرة : ۲۷۵)

”حلال کیا اللہ نے بیع کو اور حرام کیا سود“

طلب کسب الحلال فریضۃ بعد

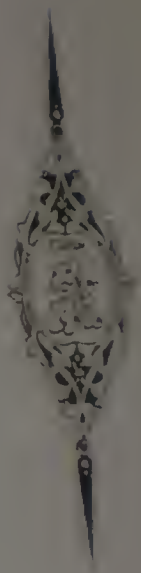
الفریضۃ

شعب الایمان ، بیہقی

باب فی حقوق الاولاد و الاهلین

جلد : ۶ ، صفحہ : ۴۲۰

”حلال زوزگار کی تلاش“ فرائض کے بعد ایک اہم  
فریضہ ہے۔“

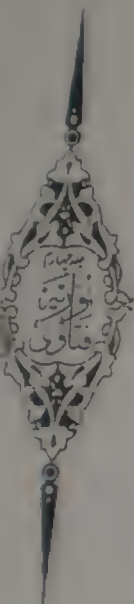


## کتاب البیوع

اسلام ایک جامع دین ہے، اس میں زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کیا گیا ہے۔ جہاں ہمیں عبادت کا حکم دیا گیا ہے، وہیں معاشرتی معاملات اور اقتصادیات و معاشیات کے آداب و اخلاق کی طرف بھی بھرپور رہنمائی فرمائی گئی تاکہ بندہ مومن کی پوری زندگی مرضی خداوندی کے مطابق بسر ہو اور زندگی کی ناگزیر ضروریات کی انجام دہی بھی عبادت قرار پا جائے۔ ان ہی معاملات میں ایک نہایت اہمیت کا حامل معاملہ لین دین، خرید و فروخت اور تجارت ہے۔

چونکہ اکثر و بیشتر فسادات اور خرابیوں کی جڑ اور بنیادی فتنہ ناجائز طور پر جمع کیا گیا مال ہے، اس لئے اسلام نے رزق حلال کی اہمیت پر بہت زیادہ زور دیا ہے جب کہ دیگر نظاموں میں حلال و حرام کی کوئی تمیز نہیں۔

اسلام میں ذخیرہ اندوزی، دھوکہ دہی، ملاوٹ، جعلی اشیاء کی تیاری،



اسلخت اور غیر ناجائز ذرائع سے کاروبار کرنے کی سختی سے مذمت کی گئی ہے، ارشاد ربانی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا مِثْلَ الَّذِينَ كَانَ أُولَٰئِكَ يَكُونُ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ  
نَاصِرٍ مَّكِينٍ.....

(النساء: 29)

”اے ایمان والو! تم آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقہ سے نہ کھاؤ مگر یہ کہ تجارت ہو تمہاری باہمی رضامندی سے“ نیز فرمایا۔

وَمَنْ يَكُنْ لَكَ دُونَهُ مُتَعَدِّيًا فَنُفِصْ بِهِمْ فَمَنْ يَكُنْ لَكَ دُونَهُ مُتَعَدِّيًا فَنُفِصْ بِهِمْ

(بنی اسرائیل: 35)

”اور جب تم کسی چیز کو اپنے لگو تو پورا پورا، ناپورا اور صحیح ترازو سے تولو، یہ بہت بہتر ہے اور اس کا انجام بہت اچھا ہے“

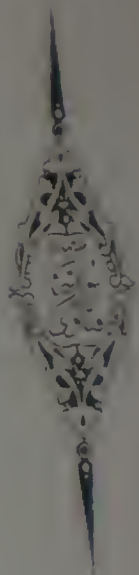
اسلام حلال ذرائع سے دولت کمانے کے بارے میں منع نہیں کرتا بلکہ اس کی ترغیب دیتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنا فضل قرار دیا:

وَمَنْ يَكُنْ لَكَ دُونَهُ مُتَعَدِّيًا فَنُفِصْ بِهِمْ فَمَنْ يَكُنْ لَكَ دُونَهُ مُتَعَدِّيًا فَنُفِصْ بِهِمْ

کبریا عنک معبود

(الجمعة: 11)

”پھر جب نماز پوری ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کے فضل (رزق حلال) کو تلاش کرو اور کثرت سے اللہ کی یاد کرتے رہو تاکہ تم کامیابی حاصل کرو“



احادیث مبارکہ میں بھی رزق حلال اور جائز تجارت کی اہمیت کو واضح کیا گیا ہے، 'رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

طلب کسب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ

(مشکوٰۃ المصابیح، صفحہ: 242)

”حلال کمائی کی تلاش، فرائض کے بعد ایک اہم فریضہ ہے۔“

نیز فرمایا:

التاجر الصدوق الأمين مع النبيين و الصديقين و الشهداء

(ترمذی۔ ابواب الیسوع، باب ما جاء فی التجار)

”راست گو اور امانت دار تاجر (روز محشر) انبیاء کرام، صدیقین

اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا“

فقہائے کرام نے قرآن و حدیث سے استنباط کر کے خرید و فروخت اور تجارت کے مسائل ”کتاب الیسوع“ میں بڑی تفصیل سے تحریر فرمائے ہیں۔ جائز اور ناجائز صورتوں کو واضح کیا ہے تاکہ رزق حلال میسر آ سکے اور حرام ذرائع کا سد باب ہو۔

یسوع، جمع ہے بیع کی، علامہ راغب اصفہانی (م 502ھ) نے بیع کا لغوی معنی یوں بیان کیا ہے:

البيع إعطاء المعلن و اخذ الثمن

”قیمت والی چیز دے کر قیمت وصول کرنا“ یہ بیع ہے اور اس

کے برعکس شراء (خریدنا) ہے، یعنی قیمت دے کر قیمت والی چیز لے

لینا“

بھی بیع کی جگہ شراء (خرید) اور شراء پر بیع کا اطلاق ہوتا ہے،

بیسارہ قرآن کریم میں ہے: وشرود بضمن نفس

”(یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے) انہیں چند درہموں کے

بدلے بیع دیا“ یہاں بیچنے کو شراء (خریدنا) کہا گیا۔۔۔۔۔ نیز حدیث

پاک میں ہے:

۶ یسعیں حدکم علی بیع احیہ

”کوئی شخص دوسرے کی خریداری پر خریداری نہ کرے“ یہاں

شراء کی جگہ بیع کا لفظ استعمال ہوا ہے“

(المفردات، جلد: ۱، صفحہ: ۱۴۴)

علامہ ابن نجیم (م ۹۷۰ھ) فرماتے ہیں:

اگرچہ لغت کے اعتبار سے خرید و فروخت کرنے والوں میں

سے ہر ایک کو بائع کہا جاسکتا ہے، تاہم بائع سے متبادر طور پر بیچنے

والے کا مفہوم ذہن میں آتا ہے۔

(البحر الرائق، ج: ۵، صفحہ: ۲۵۶)

علامہ ابوالبرکات نسفی (م ۷۱۰ھ) بیع کا شرعی معنی لکھتے ہیں:

هو مبادلة المال بالمال بالتراضي

(کنز الدقائق، کتاب الیسوع، صفحہ: ۲۰۷)

”باہمی رضامندی سے مال کے عوض مال کے تبادلہ (لین دین)

کو بیع کہتے ہیں“

صاحب ۶: بدائع صنائع کے حوالے سے رقم طراز ہیں:



کسی مرغوب چیز کا مرغوب چیز سے تبادلہ بیع کہلاتا ہے۔  
 بیع کبھی قول سے ہوتی ہے اور کبھی فعل سے، اگر قولا ہو تو یہ ایجاب و  
 قبول ہے (جیسے ایک نے کہا، میں نے ”بیچا“ اور دوسرے نے کہا ”خریدا“)  
 اور فعلا ہو (جیسے ایک شخص قیمت ادا کر کے چیز لے لے اور زبان سے کچھ نہ  
 کہے تو یہ بیع تعاظلی ہے

(البحر الرائق، جلد: 5، صفحہ: 257)

## بیع و شراء کی شرائط

(1) خرید و فروخت کرنے والے عاقل بالغ ہوں، پاگل اور ناسمجھ بچہ کی  
 بیع درست نہیں۔

(2) ایجاب و قبول ایک مجلس میں ہو۔

(3) بیچی جانے والی چیز کا ملک میں ہونا ضروری ہے، جنگل کی ٹکڑیاں یا  
 شکار کو فروخت کرنا جائز نہیں، ہاں اسے قبضہ میں لینے کے بعد فروخت کیا جا  
 سکتا ہے۔۔۔۔۔ یونہی اپنی مملوکہ زمین کے کنارے اگنے والی گھاس کی بیع  
 درست نہیں کہ وہ مملوک نہیں۔

(4) بالغ اور مشتری کا ایک دوسرے کے کلام کو سننا۔

(5) بیع (بیچی جانے والی چیز) کا مال متقوم ہونا ضروری ہے، اس لے  
 مواد کی بیع درست نہیں کہ یہ مال ہی نہیں۔۔۔۔۔ یونہی خرید اور بیع  
 کی بیع کہ یہ مسلمانوں کے حق میں مال متقوم نہیں۔

(6) بیع ملک میں ہونا اور التسلیم ہونا ضروری ہے، عمل کی بیع  
 درست نہیں کہ ابھی اس کا قبضہ نہیں، یا خریدار نے تسلیم نہیں ہو

مترابہ کہ یہ روٹی وجہ سے جیت چلا ہوا ہو یا حمل زندہ نہ ہو۔

(7) بپتی جانے والی چیز اور اس کی قیمت میں کوئی ابہام نہ ہو۔۔۔۔۔  
مثلاً اسے کہ ریوڑ میں سے کوئی بکری میں نے بیچی، تو یہ بیع درست نہیں ہو  
گی کہ اس طرح کی بیع مبہم ہونے کی وجہ سے باعث نزاع بن سکتی ہے۔

فرض اسلام نے ہر اس طریقہ کی ممانعت کر دی، جو دھوکہ دہی، اشتباہ  
اور بیع باعث بنے۔ اسی لئے شریعت میں ذخیرہ اندوزی، ملاوٹ، جعلی  
اشیاء کی تیاری، دھوکہ دہی اور سٹہ وغیرہ کو حرام قرار دیا گیا ہے، تاکہ رزق  
حلال میسر آ سکے اور حرام اور مشتبہ چیزوں سے بچا جاسکے۔

فقہائے کرام نے خرید و فروخت کے آداب و مسائل پر بہت تفصیل  
سے لکھا ہے۔۔۔۔۔ کاش ہمارے ملک میں مکمل اسلامی قوانین کا نفاذ ہو،  
شرعی اصولوں کے مطابق خرید و فروخت اور تجارت کا نظام رائج ہو تاکہ  
اسلامی برکات کا ظہور ہو اور معاشرہ سرمایہ کارانہ استحصال سے نجات پا کر  
خوشحال ہو سکے۔

جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے کہ آج کل چونکہ اسلامی قوانین کا نفاذ  
نہیں ہے اسی لئے تجارت میں بھی ان اصولوں کی کوئی پرواہ نہیں کی  
جاتی۔۔۔۔۔ اس کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ فتاویٰ نوریہ کی  
اس جلد میں کتاب المفرائض بہت مفصل ہے، کیونکہ اس میں لوگوں کا مالی  
منا، اور طمع ہے، اسی لئے وراثت کے مسائل کثرت سے پوچھے گئے، مگر خرید  
و فروخت کے معاملات میں کتاب الیسوع کے اندر صرف نو (9) استفتاءات  
ہیں۔۔۔۔۔ ظاہر ہے فتاویٰ میں صرف انہیں سوالات کا جواب دیا جاتا ہے

جن کے بارے میں استفتاء کیا جائے۔

اس موضوع پر استفتاءات کی کمی سے حرمت و حلت کے سلسلے میں عوام کی لاپرواہی اور تجارتی امور کے بارے میں شرعی احکام معلوم کرنے میں عدم دلچسپی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

(مرتب)



# کِتَابُ الْبُيُوعِ

## الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماءِ دین و مفتیانِ شرع متین اندر اس مسئلہ کہ قرض گندم  
شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ ببینوا ما جو رسب من سرب العالمین۔  
استفتی المحترم جناب سید مہر علی شاہ صاحب دام حفظہ



بلاشبک و شبہہ دریب فقط ما قرض گندم جائز ہے، عنایہ شرح بدایہ ج ۶ ص ۲۴۹  
مبسوط امام شری علیہ الرحمہ ج ۴ ص ۳۰، ۳۱، فتح القدیر ج ۲ ص ۲۴۹ و النظم من  
المبسوط الاقراض جائز فی کل مکبل او موزون و كذلك فی

مدد المستقر بے یعنی قرض دیا جائے ہے ہر ایسی چیز میں جو باقی جائے  
 قبول جائے اور ایسے ہی گنتی کی ان چیزوں میں جن کے افراد میں زیادہ فرق نہ ہو  
 شامی ۲۳۹ میں ہے وی الفتاویٰ الهندیۃ استقرض حنطۃ فاعط  
 ملہ بعد ما عیر سہا یحجر المقرض علی القبول، فتاویٰ عالمگیری  
 ص ۱۰۰ استقرض رجل من رجل حنطۃ وامرہ ان یزیرہ

فی من المستقرض فقد صح القرض البتہ گندم چونکہ شرعاً مکمل ہے  
 لذیذ ضروری ہے کہ ناپ کر قرض دیا جائے اور ایسے ہی جبکہ گندم گندم فروخت کیا  
 ناپا ضروری ہے اور تول سے جائز نہیں اور روپیہ وغیرہ سے تول کر فروخت کرنا  
 بھی جائز ہے، والختار ص ۲۵۶ میں ہے ومانص السالرع علی کونہ  
 کلیکبر، شعیر و ستر و ملمح او و ہرنیا کذہب و فضتہ فہو  
 كذلك لا یغیر ابد، فلم یصح بیع حنطۃ بحنطۃ الخ فتاویٰ عالمگیری  
 ۲۴۹ میں ہے اخیر فی قرض الحنطۃ والصدق و ہرنیا۔

باقی رہی وہ حدیث شریف جس میں نیزابید کی قید ہے اس سے  
 قرض کی ممانعت سمجھنی نہایت ہی بیجا ہے کہ اس حدیث شریف میں اور ثابت نہ  
 میں لفظ بیع مقدم ہے اور روایت نصب میں بیعوا، مبسوط ج ۲ ص ۱۱۰،  
 بدیع الطبوع ص ۱۲۴ ج ۴ ص ۱۲۴، فتح القدیر، عنایہ شرح بدایہ ج ۲ ص ۱۲۴،  
 النظر من عنایہ وروی بروایتین بالرفع مثلاً بمثل وبالنصب  
 مثلاً بمثل، معنی الاول بیع الحنطۃ (الی ان قال ومعنی الثانی  
 بعد البحر الرائق ج ۲ ص ۱۲۴، فتعلانی شرح فیجہ البخاری ج ۲ ص ۲۴، یعنی شرح صحیح البخاری  
 ۱۲ ص ۲۵۲ والضم للمعنی قبلہ، البر بالبر ای، بیع البر

بالبر وھكذا یقصد فی البوائق، ترمذی شریف ج ۱ ص ۱۰۹ میں حدیث  
 مذکور کے تحت ہے والعسل علی هذا عند اهل العلم لا یجوز  
 ان یباع البر بالبر الا متلا بمثل اور ایسے ہی بیع، مؤخر اہم ملک ج ۱  
 ص ۳۲۲ اور اشعة اللمعات شرح مشکوٰۃ ج ۲ ص ۱۹ میں ہے بعد اس حدیث  
 شریف کے طرق و روایات کثیرہ میں مادۃ بیع موجود حدیث دانی صرت کا نام  
 نہیں کہ ایک روایت سے حدیث کو دیکھ لیا اور حکم لگا دیا بلکہ طرقت مختلفہ پر نظر کر کے  
 نتیجہ نکالنا لازم ہے صحیح مسلم شریف ج ۲ اور سنن ابی جریر بیہقی ج ۵ ص ۷۷ میں حضرت  
 عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے ہے ینہی عن بیع الذھب بالذھب  
 سنن بیہقی ج ۵ ص ۲۷۶، ۲۷۷ میں انہیں حضرت عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث  
 میں ہے لا تبیعوا الذھب بالذھب الحدیث سنن ابن ماجہ میں انہیں <sup>صلی</sup>  
 حضرت عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے نہی رسول اللہ صلی  
 اللہ علیہ وسلم عن بیع الورق بالورق الحدیث تو روزہ روشن کی طرح  
 معلوم ہوا کہ نیدا بید کی قید بیع میں ہے تو خواہ مخواہ قرض کو اس حدیث شریف  
 سے کیوں ممنوع قرار دیا جاتا ہے اور اگر کسی شوق دامیگر ہے تو صرف قرض گندم  
 نہیں بلکہ روپیا اثرنی وغیرہ کا قرض بھی حرام ہو جائے گا کہ اس حدیث شریف میں  
 گندم کے ساتھ سورنے چاندی کا بھی ذکر ہے، یہ محجب کہ ایک چیز حرام ہو جائے  
 اور دوسری حلال حالانکہ دونوں ایک ہی حدیث شریف میں یکساں مذکور ہوں،  
 بیع تو مبادلۃ المال بالمال بالتراضی کا نام ہے اور قرض مانع طبع  
 میں مثلی لتقاضا لا یعنی وہ مثلی شے سے دیا جائے اور اسی کا تقاضا کیا جائے  
 میں سے معلوم ہوا کہ قرض و حقیقت ایک خاص قسم کی عاریۃ کا نام ہے تو جواز خود بخود

بی ثابت ہو گیا۔

مبسوط ج ۳ ص ۲۱ میں ہے ان القرض فی معنی العاسیۃ لامت  
ما یستردہ المقرض فی الحکم کانه عین ما دفع اذ لو لم یجعل کذلک  
کان مبادلتہ الشئی بجنسہ نسیئۃ وذلک حرام اور ایسے ہی ص ۳۴  
میں ہے یعنی قرض معنی عاریہ میں ہے اور جو چیز قرض دینے والا واپس لیتے  
ہے، ایسا ہے گویا کہ اسی چیز کو واپس لیتا ہے جس کو اس نے دیا ہے اور یہ مبادلہ  
نہیں، ہاں اگر مبادلہ ہوتا تو تمام مکیلات و موزونات میں قرض حرام ہوتا اور صرف  
گندم کی تخصیص نہ ہوتی مگر جب حقیقت مبادلہ نہیں تو جائز ہے اور صورت مبادلہ  
کا اعتبار نہیں اور یہی وجہ ہے کہ لفظ عاریۃ سے بھی قرض ثابت ہو جاتا ہے، مبسوط  
ج ۳ ص ۳۲۔ فتاویٰ عالمگیری ج ۳ ص ۱۰۰ میں ہے والنظر من الہندیۃ  
وعاریۃ کل شئی یجوز قرضہ قرض تو اس و شس کی طرح واضح و واضح ہوا  
کہ قرض گندم جائز ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ جل مجدہ استرحم و احکم و صلی اللہ  
تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد و آلہ و صحبہ و بارک و سلو۔

عمرہ الفقیر الی الخیر محمد نور اللہ النعمانی القادری نورہ ربہ نور علی کل غیۃ غوی  
۲۱ ارزی قعدہ ۱۳۶۲ھ

استقرض الحفظ قطعاً جائز ہے، جو شخص اس کا منکر ہو گویا کہ وہ  
اقوال اسلف اور حدیث شریف کا منکر ہے کیونکہ استقرض الحفظ  
حدیث شریف اور معتبرہ کتب فقہیہ سے ثابت ہے، قبایح عجیب



نے جو جواب فرمایا ہے، بالکل ان کے موافق ہے۔  
فقیر غلام رسول غفرلہ نائب مدرسہ دارالعلوم خلیفہ فریدی

## الاستفتاء

بحضرة عمدة الامثال وزبدة الافاضل مولوی محمد نور اللہ صاحب  
سلام اللہ تعالیٰ من المصائب

السلام علیکم قبیل ازیں ایک مسئلہ لکھ کر حوالہ طالب علموں کو کیا تھا۔  
امید کہ آپ کو مل گیا ہو لہذا حاصل روانہ ہوتا ہے۔ آپ جواب مسئلہ لکھ کر  
حوالہ اس کے کر دیں تاکہ میرے بوجہ یہ فرصت مکمل تحقیق نہیں کی گئی۔  
کچھ تحقیق کی ہے کہ آپ کی تحقیق سے مکمل ہو جائیں گے۔ مختصر یہ ہے کہ ایک  
شخص کی چند موبہاں و ایک نامہ دو ہرٹیاں زرمی چوری ہو گئی ہیں۔ کب یہ  
ذوات الامثال یا ذوات النعم میں اور انداز و قیمت کس وقت کا ہوگا، وقت چوری  
یا خصوصیت یا فیصلہ جواب مسئلہ منسل ہے۔ سند کتاب تحریر کریں، اگر نہ لکھا ہو تو  
لکھ کر حوالہ حاصل بنا کر دیں۔ اس مسئلہ میں مختلف فتویٰ علماء سے ہیں۔ کچھ فتویٰ  
میرے خلاف ہیں اور کچھ موافق، اس واسطے میں نے آپ سے فتویٰ طلب کیا۔



”کہ تسلی ہو جائے۔  
نصیر الدین بقلم خود از رکن پورہ ضلع مظفر گڑھی



نیورہ از موزنون ہے اور موزونات ذوات الامثال میں لہذا زیورہ  
مثلی ہے تو مضمون بالمثل ہوگا۔ رہا یہ شبہ کہ جمیع موزونات ذوات الامثال  
نہیں کہ جن کی بعض مضر جودہ ذوات الامثال نہیں، مکملہ فتح القدیر ج ۸ ص ۲۲  
میں ہے من الموزونات ما ليس بمثلي وهو الموزون الذي  
في تبعيضه ضرر كالمنصوغ من القمقم والطشت ومثله  
في العناية شرح الهمداني ج ۸ ص ۲۲۹، اور جن میں منعت عباد کو دخل ہو  
وہ بھی مثلی نہیں یہ دو عنوان ہیں معنون تقریباً ایک ہی ہے۔

اقول یہ استشار علی طریق العموم نہیں کہ زیورہ ضرور شامل ہو سکتی ہے  
چیزیں مثلی ملتی ہیں جنہیں بعض مضر دیتی ہے اور ضمت عباد سے ہیں مثلاً شامی  
ص ۵۶۱ میں فضولین سے ہے حتی لو کان سواہ بان اتخذ اعنی  
الصا بونین من دھن واحد تفسر مثلاً، اسی معنی میں ہے اما



الکاغذ فمثلی کہ ما فی الہندیہ دخلت وکذا فی الفصولیین  
 ہی جلد کے ص ۱۶۱ میں بت و الخل و العصیر و السدیق و النخالة و النجس  
 و النوبة و القطن و الصوف و غیرہ و السبن بجمیع انواعہ مثلی  
 لہذا شامی علیہ الرحمہ نے ہی تفسیر فرمادی کہ اگر ثلاث صنوعات میں ممکن ہو تو مثلی  
 ہو سکتی ہے ص ۵۵ میں ۱۶۰ فعلی ہذا یعنی ان بقال ان امکنت المسائلۃ  
 بلکہ درہم و زمانیر کو تبیین ضرور ضرورت چنی ہے اور ضمت عباد کے ہی میں کمر اجماعاً  
 مثلی میں و اللہ رحمہ علی حس الابد و بعد و المختار و درر المختار میں تجریدت  
 کا ضابطہ درر و شرحہ و غیرہ است بیان کیا ہے شامی کے یہ لفظ ہیں و قد فصل  
 الفقہاء المسئلات و دواب فقہ و لا حد ج و دلت فہا یوجدہ  
 المثل فی الامور و ملاطفت بعدہ فہو مشی و ما یس کذلک  
 فمن ذوات سجدہ و قہم میں زبور و درخ کہ ول تو اس کی مثل بلائیں  
 میں بلا تفاوت ہی ہو سکتی ہے و تفاوت غیر متدبر کے ساتھ و درخ میں ممکن ہے  
 اور اختلاف زمانہ کی وجہ سے مزج کا مختلف ہونا مثلیت کو ضرور نہیں شامی ج ۴  
 ص ۲۳۹ میں بت و ص و عدم اسدر ہمو لا لی یہ حصبا و  
 کذلک کل ما یکون و ہذا فی الفصولیین و فی الفتوی الہندیہ  
 استقرض حدیث و خطی مدار بعدہ بغیر سجدہ و حر المقرض  
 علی القبول و فی مجموعہ میں ہے و ہذا ضمرہ لو کانت اسدر ہم  
 خالصہ او غایب کا یہ بت الفرخی فی ما یسا فاما لو احب رد مثلھا الخ  
 ہاں اختلاف و تفاوت آں دمو زون و مکمل کی وجہ سے ثن مختلف ہو جائے تو  
 مثلیت کو ضرور ہے کہ ما فی رد المحتار ج ۵ ص ۱۶ مفہوماً پس یہی ظاہر



کر زبیر مثنیٰ اور مصنفین بائیں ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ تتم و احکم و صلی اللہ

تعالیٰ علی السحبوب السعلی والہ وصحبہ وسلم۔

حضرت مفتی محمد رفیع الرحمن صاحب مدظلہ العالی

۱۰۰۵-۱۲۶۱ھ

## الاستفتاء



کیا دانتے میں علمائے دین و مفتیان شرع متین اندر یہ مسئلہ کہ زید  
 کپڑا خریدنے کے لئے کراچی روانہ ہوا تو کپڑے بھی بارہ سو روپیہ زید کو دیا کہ  
 جیسا کپڑا اپنے لئے خریدیں ویسا ہی میرے لئے خرید کر لیتے آنا تو زید نے  
 ویسا ہی کیا مگر علیحدہ نہ لایا، جب بکرا گئے گیا تو کپڑا دینے کا نہ اقرار کیا نہ انکار اور  
 اس کپڑے کو فروخت بھی بلا اجازت کرتا رہا، تین چار روز کے بعد کپڑا چوری ہو گیا  
 تو بکرا اپنے روپیہ کا زید سے مطالبہ کر سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجہ و  
 زیارات قرآنی و حدیث شریف سے فتویٰ وغیرہ سے جواب مزین فرمایا جائے۔  
 مولوی غلام حسین ساکن چک ۱۱۱ از سیکو کا ضلع منٹھڑی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
**الجواب**  
 اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِيْ اَيُّوْمِيْ اَيُّوْمًا

زیادہ اندر میں صورت وکیل سے اور وکیل امین ہوتا ہے اور امین پر لازم کہ  
 امانت کی رعایت کرے اور خیانت نہ کرے اور ایسے ہی زید نے وعدہ کیا اور  
 وعدہ کی وفا بھی ضروری ہے۔ حضرت رب العالمین ارشاد فرماتا ہے وَلِلَّذِينَ  
 هُمَا لَا مُنَافِقِيْنَ وَلَا مُنَافِقَاتٍ سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَسُوْرَةُ الْمَعَارِجِ تَفْسِيْرُ  
 ارشاد العقل السليم کبیر: بنیادی، جلالین، صاوی، جمل، مدارک، معالم التنزیل  
 خازن میں ان امانت وعدہ کے عموم پر ہی برقرار رکھا، خازن کے کلمات  
 یہ ہیں وَمِنْهَا مَا يَكُوْرُ بِسِرِّ عِبَادِ كَالْوَدَاعِ وَالصَّنَائِعِ وَالْاَسْرَارِ  
 وَغِيْرَ ذَلِكَ فَيَجِبُ لَوَدَاعٍ بِيَضٍّ (ج ۵ ص ۲۰)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی کہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے منافق کے تین نشان بیان فرمائے اگرچہ دو روزے دار اور نمازی  
 اور اسلام کا مدعی ہو، جب بات کرے، جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے،  
 پورا نہ کرے اور جب مہینہ بنایا جائے، خیانت کرے، آیت المنافق ثلاث  
 نہ ادا مسلم وان صام وصلى وصلى وصدق ما عاهد من مسلمات اتفاقا اذا حدث  
 كذب واذا وحده اخلف واذا اؤتمن خان مشکوٰۃ شریف ص ۱۴  
 ان دو آیتوں اور ایک حدیث شریف کے علاوہ صد ہا آیات و احادیث سے  
 ثابت کہ رعایت امانات وعدہ نہایت ضروری ہے، تو زید کا کپڑا ملا دینا جو امانت

میں صحت و روح و خدائی ہے، بدترین جرم ہے اور موجب ضمان ہے۔  
 مسودہ ج ۱ ص ۱۰۰ فتاویٰ قاضی خان ج ۲ ص ۷۰، سراجیہ ص ۸۲، ہدایہ ج ۳  
 ص ۱۵۰، غنایہ ج ۲ ص ۲۵۵، کفایہ ج ۲ ص ۴۵۵، فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۲۶۹  
 وغیرہ۔ رد وقایہ ج ۲ ص ۲۸۰، کنز الدقائق ص ۲۹۹، ندوی ص ۱۵۰، بحر الرائق  
 ج ۲ ص ۲۶، تنویر البصار، در المختار و رد المختار ج ۲ ص ۶۹۵، خلاصۃ الفتاویٰ  
 ج ۲ ص ۲۸، والقطر من السور و خطبہا مودعہ بعد لہ بعد مراد  
 حب لا یستمر ضابطہ، در مختار وغیرہ اسفار مذکورہ میں یہ عنایت بیان فرمائی  
 کہ سہد کہہاں الحلط، بحر الرائق ج ۲ ص ۱۸۱، در المختار قصہ سبحا و نامی نقویہ  
 ج ۲ ص ۵۶۲ میں بتاتے ہیں کہ اس خصوصاً جب بچہ نے ہر شے چاک کر کے  
 کر شہ طموکل کا اعتبار ضروری ہے اور اسی بنا پر وکیل کو این کہ اور بارہ سو  
 روپیہ کا گول قدر مہربا دیا، شامی ج ۲ ص ۵۶۵ میں ہے وحسبہ الامر  
 ال کل ما فسدہ لمؤکل انت مفید من کل وجہ بلزم  
 رعایتہ نیز مؤکل کے طالبہ کی صورت میں دنیا بھی عند القدرۃ موجب ضمان  
 ہے، ربان سے تو انکو زید نے انکار نہیں کیا مگر فروخت کرنا جو شرعاً کر دیا۔  
 یہاں میں غصب ہے جو موجب ضمان ہے، کنز الدقائق ص ۲۹۹، بحر الرائق ص ۲۵۵  
 و المختار شامی ج ۲ ص ۶۸۲، ہدایہ ج ۲ ص ۲۵۴، غنایہ ج ۲ ص ۴۴۴، فتاویٰ عالمگیری  
 ج ۲ ص ۲۷۱، والقطر من السور ص ۱۵، صاحبہا صاحبہا تحسبہا  
 عہ و هو قدر علی تسلیمہا صحت تو اگر ملا دینے کی وجہ سے ضمانت،  
 شرعاً لازم ہوتی ہے بھی اس وجہ سے ضمان لازم ہو جاتی۔

اس میں زہرہ لازم کہ بچہ کے کپڑے کی قیمت بطور ضمان لطیف خاٹہ



ذکر ہے کہ دنیا و آخرت میں روانہ ہو، حدیث شریف میں ہے کہ ذاتِ حق  
 سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **الایمان حسن** ۶۰  
 و لادین حسن ۶۱ عہدہ، خبردار نہیں ایمان اس شخص کا جو میں نہیں اور  
 نہیں دین اس کا جو وفادار نہیں ۶۲ و لا البعوی فی استعمالہ باسنادہ  
 حضرت رب العالمین فرماتا ہے: **یا بہا الدین** ۶۳ **امو او مو یا معبود**  
 اور یہ بھی تاکید فرمایا ہے: **ار اللہ بمرکبان تواد و الامت الی ہلہا**  
**یشک اللہ تمیں حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو ادا کرو، افسیہ نازان، معاماتہ میں**  
**الوالسود اکبر جدالین، بنیادی وغیرہ میں ہے و النظر من الحاتم**  
**لا یستغ من خصوص السلب عموم الحکم مدخل فی ذلک**  
**جميع الامنت التي يحملها الانسان۔**

واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ انور و احکم و صلی  
 اللہ تعالیٰ علی حبیبہ و آلہ و صحبہ و بارئ و سلم۔

مدد افتخار الخیر محمد نور اللہ النعمی غفرلہ

۴ ربیع الثانی ۱۳۶۵ھ

## الاستفتاء

ایک آدمی نے اپنی کائے کی قیمت یکصد روپیہ مقرر کر کے کسی دوسرے

آدمی کو پچاس روپیہ وصول کر کے نصف پر دے دی، بعد ازاں وہ مرگئی یا  
چوری ہو گئی تو کیا پچاس روپیہ اپنے حصہ کا اس مشتری نصف سے  
لے سکتا ہے یا نہیں؟



شرعاً اس صورت کا نام شرکت ہے اور شرکت بھی صحیح ہے فتاویٰ عالمگیری  
ج ۲ ص ۲۰۵ میں ہے والحيلة في ذلك ان يبيع نصف البقرة  
من ذلك الرجل ونصف الدجاجة ونصف بذى الفيلق  
بشمن معلوم حتى تصير البقرة واجناسها مشتركة بينهم فيكون  
الحادث منها على الشركة كذا في الظهيرية اور شرعاً  
میں ہے فتاویٰ ص ۱۲۵، شرح الوقایہ ج ۲ ص ۱۰۴، در المنها رد المحتار ج ۲  
ص ۴۰۶، کنز الدقائق، بحر الرائق ج ۵ ص ۱۸۰، ہدایہ، فتح القدیر ج ۵ ص ۴۰۴  
میں ہے والنظر من الهدایة ویبدا فی النہال میدامانہ  
فتح القدیر میں ہے ای بید الشریک مطلقاً اور امین پر بلا تعدی  
ضمان نہیں وذا مفسر شرعاً اور شرح الوقایہ ج ۲ ص ۱۰۴، فتاویٰ ہندیہ





ج ۲ ص ۶۰۳ میں بت و انظم من السید و ما ضا  
من مال الشریک فی سدا حدھما فلا ضمان علیہ فی سبب  
شریکہ و یصل قول کل واحد منھما فی مائع ضاع مع مبیع  
کذا فی البدائع۔ ثامن ج ۲ ص ۶۰۴ میں بت قولہ و الصاء  
ای ضیاع المال کلام و بعضا و لو من غیر تجارۃ تو شتر فی نصف پر  
جواب کا شریک اور امین بھی بتے ضمان نہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم و علیم جل مجدہ اسد و حکم و صلی  
اللہ تعالیٰ علی حبیبہ و آلہ و صحبہ و بارئہ سلم۔

حور و النقیۃ الباقیہ محمد نور اللہ ایمنی غفرلہ نصر و ربہ وقوہ

۱۵ ربیع الثانی ۱۳۶۶ھ

الاستفتاء

نوٹ: رجسٹر میں سوال درج نہیں صرف درج ذیل عبارت تحریر ہے (مرتب)  
”حضرت مولانا مولوی نصیر الدین صاحب رکن پوری کے سوال کا جواب“





بجواب خدمت اہل ابرکت حضرت مولانا صاحب دامت نضرتم  
السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ :- مزاج بہا یوں !

حسب تقریر فقہاء کرام مضارب میں صورت خسران میں شرط  
اشتراک رب المال و مضارب فی الخسران باطل ہے اور مضاربیت صحیحہ موقی  
ہے، بدائع صانع ج ۶ ص ۸۶، ہدایہ ج ۳ ص ۲۴۲، عالمگیری ج ۳ ص ۲۳۸  
میں ہے والنظم من البدائع لو شرطاً فی العقد ان شکوت  
بضیعة علیہما بطل الشرط والمضاربة صحیحة مگر  
اصل قیاس عدم جواز ہے اور جزئیات و مسائل عامہ کی بناء عرف و عادت  
تجاریہ پر ہے جو صورت رسم و عادت تجارت میں آجائے وہ جائز ہے جب تک  
نفس آیت حدیث کی تصریح بغیر ماوّل کے مصادوم و متعارض نہ ہو، کتب  
مذہب مذہب کی مضاربیت دیکھئے استدلالات مسائل میں من صنفہ  
التجاری من رسم التجار، عادة التجار عرف التجار منعاف  
التجار المعروف سین التجار کے ہم معنی کلمات متکثر و مکرر گونج رہے  
ہیں جن سے نمایاں و پدید آئے کہ مبنی و مدار عرف و عادت ہے بلکہ خود  
فقہائے کرام نے تصریح کلیت عرف و عادت فرمادی، بدائع ج ۶ ص ۸۸ میں ہے  
تصرف المضارب مبنی علی عادة التجار، مبسوط ج ۲ ص ۳۸ میں ہے

ماہر من صنع التجار بینک مضارب مطلق عقد  
 ہدایہ ج ۳ ص ۲۱ میں ہے کہ الاموال عام المعروف بین الناس  
 نیز مبسوط ج ۲ ص ۲۴ میں ہے تصرف المضارب غیر مقصد مند  
 سبل بما هو من صنع التجار عادة: تنویر الایضار میں ہے وعداد  
 التجار، والمختار میں ہے ہذا هو الاصل، نہایہ اور شامی نے تحریر کیا  
 ج ۴ ص ۶۷، نیز مبسوط ج ۲ ص ۲۵ میں ہے مالک بین من صنع  
 التجار عادة کثراء السفینة یؤخذ باصل الفہم فی  
 اور حدوث وقدماء دونوں کا اعتبار ہے للاصلوات المذكورة  
 والاطلاق حجة قوية کما بین فی مظاہر اور تجزیات خاصہ سے  
 بھی ہو رہا ہے۔

تمام متقدمین متفق ہیں کہ اگر مال مضارب میں سلطان جابر طمع کرے  
 اور مضارب دفع شرک غرضت کوئی چیز دے کر نجات حاصل کرے تو اس کی ضمانت پر  
 مضارب پر مگر متاخرین نے عدم ضمانت و تصرف فرمادی مبسوط ج ۲ ص ۶۷  
 عالمگیر ج ۳ ص ۶۳، عقود الدرر ج ۲ ص ۴۷، میں ہے والسطح من  
 العقود قال مساند رحمہ اللہ تعالیٰ فی زمانہ الاصل  
 علی المضارب فساد دھو من مال مضارب الی سلطان  
 طمع الخ یونی اگر مضارب مال مضارب اپنے مال میں ملا دے تو ضمانت  
 پڑتی ہے مگر متاخرین نے فرمایا، اگر عرف عام ہو جائے تو ضمانت نہیں عقود الدرر  
 ج ۲ ص ۷۳ میں ہے وغلب هذا التعارف فانه لو خط المضارب  
 ذلك لا یضمن، ثلثین ج ۳ ص ۳۱ میں ہے ان السفی لیس

لہا الجمود علی المنقول فی کتب ظاہر الروایۃ من غیر  
 مراعاة الزمان و اہلہ و الا یضیع حقوقا کثیرۃ و یکون  
 ضررہ اعظم من نفعہ، نیز ص ۱۳۲ میں ہے من البحر  
 عن الکافی والاحکام تبنتنی علی العرف فیعتبر فی کل قلم  
 و فی کل عصر عرف اہلہ نیز ص ۱۳۳ میں ہے فہذاہ النقول  
 ونحوہا دالۃ علی اعتبار العرف الخاص وان خالفہ لمنصوص  
 علیہ فی کتب المذہب ما لم یخالف النص الشرعی  
 نیز اسی میں ہے لیس للمفتی ولا القاضی ان یحکما بظاہر  
 الروایۃ ویترک العرف رد المحتار ج ۴ ص ۴۹۰، ثلاثین ج ۲ ص ۱۲۲  
 میں علامہ عینی سے ہے والبنار علی العادۃ الظاہرۃ واجب  
 میں نے اچھی طرح استفسار کیا ہے، آج عرف عام یہ ہے کہ رب المال  
 و مضارب دونوں شریک نفع و نقصان ہوتے ہیں تو فتوائے جواز چاہئے  
 بلکہ لازم ولا ہری ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ و آلہ  
 و صحبہ و بارک و سلم۔

باقی سائل زبانی عرض کرے گا باذنہ تعالیٰ۔

عزیز محمد سعید و حافظ صاحب وغیر ہم احباب سے سلام منقول الاسلام۔

حضور انور ﷺ رحمۃ اللہ علیہ

۱۰ رمضان المبارک ۱۴۲۸ھ

# الکستفتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ  
 غلام محمد سہو اور قائم دلو کی دکان آڑھت کی میاں چنوں میں تھی اور قائم دلو  
 نے غلام محمد کو کہا تھا کہ میں چک میں دکان پر کام کرتا رہوں گا اور تو آڑھت کی  
 دکان چلا اور نفع و نقصان بہارا، مٹھارا بہاں اور وہاں کا نصف و نصف بہوگا  
 لہذا غلام محمد کام کرنے لگ گیا، روٹی کے موقع پر کچھ زمینداروں اور دکانداروں  
 نے کہا کہ بہارا سودا کار خانہ سے کرا دے تو اس نے ان کی کیپس کا جو فیروز  
 تھی، چوبیس روپیہ فی من کے حساب سے کرا دیا، جب کیپس تڑنے لگی تو  
 بہاؤ تیز ہو گیا، زمینداروں اور دکانداروں نے مال نہ دیا، کار خاندہ والوں  
 غلام محمد سے مال طلب کیا، غلام محمد نے اگر قائم دلو کو کہا کہ میاں یہ بھتے  
 تو کبھی کوشش کر اور میں بھی کرتا ہوں دو پیپ رہا، غلام محمد نے کوشش کی  
 مال پورا نہ کیا لیکن بچے بچے کی برائی کی وجہ سے جو کہ تقریباً پستالیں  
 پچاس روپیہ کو بیچ چکا تھا .. ۱۹۵۱ء روپیہ خسار اڑھا، اب قائم دلو  
 انکار کرتا ہے کہ میں نہیں ادا کرتا، تو اکیلا ادا کر دے لیکن میاں چنوں  
 اور بولبولیہ وغیرہ کے آڑھت اور سیکرٹری وغیرہ نے فیصلہ دیا کہ یہ چیز  
 بہاری آڑھت کے سودوں میں عام رائج ہے اور عرف عام کو پہنچ چکی

ہے کہ اس سے تنازع فیہ مقدمہ میں دونوں فریق نصف و نصف کے ذمہ دار ہیں اور مولوی ولی محمد نے قائم دتو کے حق میں فیصلہ دیا تھا لیکن بورڈیالہ میں جب اس نے تحقیق کی تو پہلے فیصلہ کو رد کر دیا اور اپنی قلم سے لکھ دیا کہ میں نے پہلا فیصلہ جو کیا تھا وہ بغیر تحقیق کے تھا، اب تحقیق کرنے سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہ سودا کنٹریکٹ آڑھت میں ہی شامل ہے اور دونوں فریق نصف و نصف کے خسارہ کے ذمہ دار ہیں مولوی ولی محمد کی قلمی تحریر اور آڑھتوں کے فیصلہ جناب کی خدمت میں حاضر کئے گئے ہیں، جناب ہر بانی فرما کر شریعت کے رو سے مدلل فیصلہ فرمائیں کہ آیا یہ رقم قائم دتو کو دینی آتی ہے یا نہیں؟ بنیاداً جواب۔

السائل: غلام محمد ولد احمد دین قوم سہوکنہ چک ۲۵  
۱۳-۷  
تحصیل دضلع منٹگری  
۲۷-۱۰-۵۷

نوٹ: دیگر عرض یہ ہے کہ یہ جھگڑا ہمارا چھ سال سے چلا آ رہا ہے اس پر جو کچھ میرا عرض آیا ہے اس کے لینے کا بندہ حقدار ہے یا نہیں؟ (سائل نے استفسار کے ساتھ ہی ایک میاں چنیوں کی ۱۵-۹-۵۷ کی تحریر جس میں بہت سے معتبر آڑھتوں کے دستخط تھے، حاضر کی اور ایک منڈی بورڈیالہ کے آڑھتوں کی ۱۶-۹-۵۷ کی تحریر جس میں ذمہ دار آڑھتوں کے دستخطوں کے علاوہ مولوی ولی محمد کی قلمی تحریر موجود تھی) بھی حاضر کی۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
**الْجَوَابُ**  
 اللَّهُمَّ اجْعَلْ لِي التَّوْبَةَ الصَّالِحَةَ

۱۔ صورت مندرجہ بالا میں شرعاً مسمی قائم و تو پر لازم کہ حسب دستور و  
 رواج مسمی غلام محمد سو کو نصف رقم خسارہ ۹۵/۸ ادا کر دے کہ  
 شرعاً عرف و رواج کا بڑا اعتبار ہے حتیٰ کہ فقہاء کرام نے تصریح فرمائی  
 کہ مفتی و قاضی کے لئے یہ جائز نہیں کہ عرف کے خلاف فتوے یا فیصلے کرینا  
 رسائل شامی ج ۲ ص ۱۳۳ میں ہے لیس للمفتی ولا للقاضی  
 ان یحکما بظاہر الروایۃ ویترکوا العرف الخ اور ص ۱۳۱ میں  
 فرمایا والا یضییح حقوقاً کثیرۃ ویكون ضرراً اعظم من  
 نفعہ یعنی اگر مفتی عرف و رواج کے خلاف فتوے تو بہت سے حق  
 ضائع کر دے گا اور اس کی ضرر اس کے نفع سے بہت بڑی ہوگی بلکہ علماء فہمے  
 ہیں کہ جسے اہل زمانہ کے عادات و اطوار معلوم نہ ہوں تو وہ باہل ہے مبینی  
 فتویٰ نہیں دے سکتا، رسائل کے ج ۲ ص ۱۳۰ میں ہے من لم یکن عالماً  
 باہل زمانہ فہو جاہل، رسائل ج ۲ ص ۱۲۴ میں ہے من المسائل الخ  
 اختلف حکمها باختلاف عادات اہل الزمان و احوالہم الخ  
 لا ید للمجتہد من معرفتہا وہی کثیرۃ جد الا یمکن استقصاؤها۔



اور مشائخ عظام نے یہ بھی تصریح فرمائی کہ ایسے احکام کا اکتنا عرف پر ہے جتنی  
رد المحتار ج ۴ ص ۲۶۲، ۲۶۳ اور رسائل ج ۲ ص ۱۳۲ میں بحر الرائق سے اور بحر الرائق  
ج ۶ ص ۱۳۶ میں کافی سے ہے والا احکام تبیین علی العرف فیعتبر فی  
کل اقنیم وکل عمر عرف اہل علماء رد المحتار شامی ج ۲ ص ۱۰  
میں ہے ان التعاملاً، یہ نزلت بہ القیاس لحدیث مسامراہ  
المسلمون حنا فہو عند الذہب حسن، شامی فرماتے ہیں و فی  
شرح البیہی عن المبسوط ان الثابت بالعرف کالثابت  
بالنص نیز شامی ج ۴ ص ۴۹۰ میں بت قال العلامة نعینی والبناء  
على العادة الظاهرة واجب، ج ۴ ص ۴۵۱ میں ہے بل مثله  
کل ما جرت العادة بہ اور الاشباہ والنظائر میں فتاویٰ ظہیریہ اور فتاویٰ  
بزازیہ سے ہے المشروط عرفاً کالمشروط شرعاً  
جسے کوئی شک و شبہ زیادت تحقیق کا شوق ہو تو رسالہ نشر العرف نے  
بنا بعض الاحکام علی العرف اور رد المحتار وغیرہ کا مطالعہ کرے، پھر یہاں تو  
قائم و ثلثہ صان کا ملاحظہ التزام بھی کر چکا تو حکم قرآن کریم او فواہ بالعقود  
کی بنا پر بھی لازم کہ ہر خسارہ ادا کرے۔

۲۔ قائم و ثلثہ جائز و صحیح خرچ مقدمہ ادا کرنا بھی ضروری ہے لحکم  
العرف۔

واللہ تعالیٰ اعلم و عامہ جل مجدہ انعم و احکم





وصل اللہ تعالیٰ علی حبیب و آلہ واصحابہ وبارک وسلم

عقودہ الغفران ابو الخیر محمد نور اللہ انیسوی غفرلہ

یکم جمادی الاولیٰ ششمہ ہجری ۱۴۰۱

تصدیق

حضرت ام المہنت، اجماعت سید قند ابو البرکات راجحہ مظلہ العالی  
جو مولانا غلام صابر صاحب نے مورخہ ۱۶ جمادی الاولیٰ ششمہ کو مروائی۔

”حضرت مولانا مفتی ابو الخیر محمد نور اللہ صاحب متع اللہ المسلمین بانوار علوہ میں  
متماہمین کے بارہ حروف تہجی ارقام فرما کر حکم صادر فرمایا ہے، اگر تہجروں کے بین  
یہی عرف و روان ہے تو بلاشبہ درست و واجب العمل ہے فقط کہ کافی  
المبسوط الثابت فی العربیۃ کالتات بالنصر

وانتہ بعد و اعدو علیہ جل جلالہ تہجد و تہجد

نقیہ قادری ابو البرکات غفرلہ

خطبہ مفتی دار العلوم مرکزی انجمن حزب الحنفی لاہور پاکستان

نہروال انقار  
مرکز انجمن خاندان  
بہمنہد، لاہور

تائید

(تحریک پاکستان کے نثار و سہارا دہی سیر مجاہد تحریک تہجد سنت علماء ابو الحسنات قادری  
(مشتبہ)

جواب صحیح ہے

ابو الحسنات سید محمد احمد قادری خطیب جامع مسجد وزیر خان لاہور

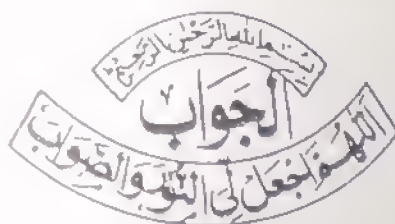
نہروال



# الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اندر اس مسئلہ  
ایک شخص جو کہ گندم وغیرہ کی تجارت کرتا ہے، بایں وجہ دکان میں گندم چنے  
وغیرہ جمع کر کے رکھتا ہے، گندم کی آمد و رفت ہمیشہ رستی ہے اور موجودہ  
نرخ جو بھی ہو اس کے مطابق خرید و فروخت ہوتی رہتی ہے اور فصل کے موثر پر  
گندم اکٹھی کرتا ہے پھر اسے موجودہ جو بھی نرخ ہو اس کے مطابق وقتاً فوقتاً  
فروخت کرتے رہتے ہیں، یہ تجارت شرعاً کیسی ہے اور ایسے تاجر کے ساتھ  
مل کر کام کیا جائے تو کیا حکم ہے؟ ذرا وضاحت سے بیان فرمائیں، آمین  
نوازش ہوگی، آمین و توجروا۔

سائل: محمد سلیمان از ملیسی بمعرفت حضرت مولانا غلام حسین صاحب خطیب ملیسی



ایسی تجارت شرعاً جائز ہے اور نیک نیتی ہو تو ثواب بھی ہے، اللہ  
رب العالمین کا ارشاد ہے احل الله البيع نیز فرمایا الا ان تكون تجارة

عن تراخ، گندم نخود وغیرہ میں شرعاً ایک صورت تجارت کی ناجائز ہے  
جسے احکام رکھا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ شرکاء غلہ جمع کر لے اور منتظر گرانی  
یا انتظار بقط میں رہے اور جلدی فروخت نہ کرے اور لوگوں کی تکلیف کا  
باعث بنے، فتاویٰ عالمگیری ج ۳ ص ۱۰۳ میں ہے و ذلک ان  
یشتری طعاما فی مصر ویستمتع من بیعہ و ذلک یضر  
بالناس اور اگر لوگوں کو فروخت نہ کرنے سے تکلیف نہ ہو تو خرید کر کھانا  
ناجائز نہیں، اسی میں ہے وان اشتری فی ذلک المصر وجبہ لا یضر  
بأهل المصر لا بأس به اور شخص تو فروخت کرتا رہتا ہے اور لوگوں کو  
غلہ جمع کر کے بھوکا نہیں رکھتا تو اس میں کسی کا نقصان نہیں بلکہ زمینداروں کا مفاد  
ہے، اگر ایسی خرید و فروخت بھی جائز نہ ہو تو زمیندار بچارے جس جمع کر کے  
رکھیں تو ان کے ضروریات کیسے پورے ہوں؟ بہر حال یہ صورت احتکار نہیں  
اور جب جائز ہے تو مل کر کام کرنا بھی ناجائز نہیں بلکہ بہتر ہے کہ اہل اسلام کا  
میل جمل شرعاً محمود ہے اور وہی آیتیں بھی جواز کی کافی دلیل ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلى اللہ تعالیٰ علی حبیبہ و آلہ  
و اصحابہ و بارک وسلم۔

حقہ الفقیر الی الخیر محمد نور الدینی غفرلہ

۲۵ ذی الحجۃ المبارک ۱۴۲۵ھ

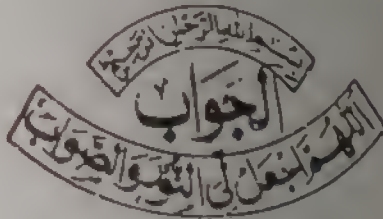
# الکستفائ

کبریا نے پیر علمائے دین و مفتیان شریع متین اس مدرسہ کے بارے  
 میں ایک درس گاہ بھی میں چالو کیا گیا اور فطرانہ زکوٰۃ وغیرہ کی آمدنی سے مدرسہ  
 کے کام پیکر جو بایا، کچھ عرصہ بعد درس گاہ علیحدہ ہونے کی صورت میں لاؤنڈری  
 مسجد واسے چند لوگ ملکیت سمجھ کر درس گاہ کو حقوق ملکیت سے محروم کر دیا اور  
 پیکر مسجد میں استقل ہو گیا جس کا شرارت فساد کے ہونے سے اچھے نتیجہ کی  
 میدانیں لہذا اثر فیصلہ کا کیا حکم ہے، بنیوا تہجروا۔

حاجی محمد یوسف بقلم خود ولد محمد رمضان

نہم مدرسہ جامعہ غوثیہ حضرت خواجہ محمد پناہ رحمۃ اللہ تعالیٰ

۱۲۶۶



اللاؤنڈری مسجد کے لئے نہیں، مدرسہ کے لئے خریدایا گیا ہے تو  
 وہ مدرسہ کا ہی ہے، اس پر کسی کو اختیار نہیں کہ مسجد کا سمجھ کر مسجد کا قبضہ  
 کرادیں، ذن وغیرہ اس پر ہرگز ہرگز جائز نہیں کہ ناجائز طریقہ سے حاصل کرے

چیز مسجد کے لئے اور زیادہ غریب سب سے اللہ تعالیٰ کے پاک گھر میں کچھ  
 ہی استعمال کی جائے۔ حدیث پاک میں ہے: **لَا تَطْبَلُوا طَبْلَ رَسُولِ اللَّهِ**  
**وَالْأَطْيَبُ لِمَا لَنَا لَوْ كُنَّا نَعْلَمُ** کہ مدرسہ کا حق مدرسہ کے سپرد کر دین  
 ڈال کر یہیم میں ہے **إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا**۔  
**وَاللَّهُ تَعَالَىٰ أَعْلَمُ** و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا  
 محمد و علی و آلہ و صحبہ و بارکات و سلم۔

عنوا فقیر البواخیر محمد نور اللہ النبی غفرلہ

۲ رمضان المبارک ۱۴۹۶ھ ۶-۹-۱۰

## الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید  
 اور بکر دو حقیقی بھائی تھے، بقضائے الٰہی زید کا چھوٹا بھائی بکر فوت ہو گیا، زید  
 نے اپنے برادر زادوں کی کفالت اپنے ذمہ لے لی، ان کے تمام حقوق پورے  
 اب وہ خود صاحب اولاد میں اور اپنی اولاد کے خود کفیل ہیں، کاروبار کے  
 لحاظ سے وہ کسی کے محتاج نہیں، زید کی اولاد کبھی جوان ہو چکی ہے اس ذاتی  
 طور پر ہمت مکانی کی ضرورت ہے اس لئے اس کا مطالبہ ہے کہ اس کے بھتیجے

مکان خالی کر دیں لیکن وہ اس شرط پر مکان خالی کریں گے کہ ان کا تیا زید نہیں  
 مبلغ تین ہزار روپے پہلے دے ورنہ وہ مکان خالی نہیں کریں گے کیا اس طرح  
 کا شرط لین دین شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ بیہوا تو جروا۔  
 نوٹ :- حلفیہ بیان کیا جاتا ہے کہ امرِ سر کے بغیر دعوے دار  
 مہاجر ہونے کی حیثیت سے زید نے اس مکان کو نقد معاوضہ میں حاصل کیا ہے  
 اس میں بجز کا قطعاً کوئی حصہ یا دخل نہیں۔



جبکہ زید ان کا محسن و مروتی ہے اور بلا معاوضہ ان کی پرورش اور دوسرے  
 حقوق پورے کئے ہیں تو ان کا تین ہزار روپے کا مطالعہ بالکل بے جا ہے  
 جو کسی وجہ سے قطعاً جائز نہیں خصوصاً جبکہ ان کے عقائد و اعمال و اقوال بھی  
 شریعتِ غرار کے خلاف ہیں تو زید پر لازم ہے کہ ان کو ایک پیسہ بھی نہ دے  
 بحکمہ الآیات و الاحادیث و الفقہ۔

واللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ و آلہ

و معبه و بارك و سلم -

حقه الفقيه الرايخ محمد نور الدين غفر له

١٨ - ٣ - ٤٩

=====



سود

لعن رسول الله ﷺ اكل الربو و  
موكله و كاتبه و شاهديه و قال  
هم سواء

(صحیح مسلم ، باب الربو)

”رسول اللہ ﷺ نے سود لینے والے، سود دینے  
والے، سود لکھنے والے اور سود کے گواہوں پر لعنت فرمائی  
ہے اور فرمایا کہ وہ سب (اس جرم میں) برابر ہیں“

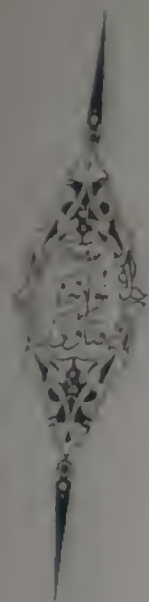




يا ايها الذين آمنوا اتقوا الله و  
 ذروا ما بقى من الربوا ان كنتم  
 مومنين ۝ فان لم تفعلوا فاذنوا  
 بحرب من الله و رسوله

(البقرہ : ۷۹ ۲۷۸)

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو باقی رہ  
 گیا ہے سود میں سے، اگر تم ایمان رکھتے ہو، پھر اگر تم نے  
 ایسا نہ کیا تو اعلان جنگ سن لو، اللہ اور اس کے رسول کی  
 طرف سے“



## کتاب الرو

اللہ تعالیٰ مالک الملک اور قادر مطلق ہے، اس نے بندوں کی بہتری کے لئے جو احکام مقرر فرمائے ہیں وہ سراسر مہنی برحمت ہیں، اس نے ہمیں جو دین عطا فرمایا، اس میں امن و سلامتی، محبت و اخوت، عفو و درگزر اور ہمدردی، خیر خواہی کا حکم دیا گیا ہے۔ اسلام ایسے عادلانہ معاشی و سماجی نظام کا تصور پیش کرتا ہے جو لوہے، مار، ہوکہ، دہی اور ظلم و استحصال سے پاک ہو، اسلام کی منشا یہ ہے کہ دولت و منصفانہ تقسیم ہو اور یہ صرف چند باتھوں میں مرکوز ہو کر نہ رہ جائے بلکہ صدقات و عطیات کی صورت میں دولت امیران سے منتقل ہو کر غریبوں و طرف آئے، اس کے برعکس رو پر مبنی (سودی) نظام غریبوں سے دولت لٹ کر امیروں کی تجوریاں بھرتا ہے۔

رو کا معنی

رو کا مادہ "ر" ب "و" ہے۔۔۔۔۔ بہ زیادتی، نمو، اضافہ، بڑھوتری،



بندی اور چڑھائی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔۔۔۔۔ شیخ ابوالبرکات نسلی  
علیہ الرحمۃ (م 710ھ) اس کا شرعی معنی یوں بیان کرتے ہیں:

مومصل مال حال من المعوض فی معاوضۃ مال بمال

(مدارک التنزیل، ج: 1، صفحہ: 107)

”بلا معاوضہ مال، مال پر زیادتی، ربو ہے“

یہ لفظ الف، واو اور یاء کے ساتھ ربا، ربو اور ربی تینوں طرح لکھا جاسکتا  
ہے۔ ربا کی دو قسمیں ہیں:

(1) ربا النسیئہ

(2) ربا الفضل

ربا النسیئہ

سود کی یہ قسم قرض کی صورت میں تھی، امام فخر الدین رازی (م 606ھ)  
نے اس کی تعریف یوں کی ہے:

اما ربا النسیئۃ فهو الذی کان مشهورا فی الجاہلیۃ، و ذلک انہم کانو

یضعفون المال علی ان یأخذوا کل شہر قلدا معینا، و یکون راس المال باقیبا، ثم

اذا حل الدین طالبو المذنبون براس المال، فان بقعتر علیہ الاداء زاد فی الحق و

لا حل، فهذا هو الربا الذی کانوا فی الجاہلیۃ یتعاملون بہ

(تفسیر کبیر، ج: 7، صفحہ: 91)

”ربا النسیئہ ایسا امر ہے جو زمانہ جاہلیت میں مشہور اور

متعارف تھا، اس کی صورت یہ ہوتی کہ لوگ کسی شخص کو اس شرط

پر قرض دیتے کہ وہ اس کے عوض ہر ماہ معین رقم ادا کرتا رہے گا،

جبکہ اصل رقم مقروض کے ذمہ واجب الادا رہے گی، مدت پوری ہو جانے کے بعد قرض خواہ، مقروض سے اصل زر کا مطالبہ کرتا ہے۔ مقروض اگر ادا نہ کر سکتا تو قرض خواہ مدت ادائی اور شرح سود میں اضافہ کر دیتا، زمانہ جاہلیت میں یہ طریقہ عام طور پر رائج اور متداول تھا۔ (اور موجودہ دور کے سودی قرضوں کی زیادہ تر یہی صورت ہے)

ربا النسیئہ کو ربا القرآن بھی کہتے ہیں، کیونکہ اس کی حرمت قرآن کریم کی نص قطعی سے ثابت ہے۔

### ربا الفضل

ہم جنس وزنی یا کیلی اشیاء میں زیادتی کے ساتھ دست بدست اور نقد و نقد بیع کو ربا الفضل کہتے ہیں، مثلاً ایک صاع (نوپہ) گندم کو دو صاع گندم کے معاوضہ میں نقد فروخت کیا جائے۔۔۔۔۔ ربا الفضل کو ربا الحدیث بھی کہتے ہیں اور اس کی حرمت حدیث پاک سے ثابت ہے۔۔۔۔۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

الذهب بالذهب و الفضة بالفضة و البر بالبر و الشعير بالشعير و التمر بالتمر

و الملح بالملح مثلاً بمثل سواء بمواء يدا بيد فإذا احتلقت هذه الاصلان

فبيعوا كيف شئتم اذا كان يدا بيد

(صحیح مسلم، جلد 2، صفحہ: 25)

”سونے کو سونے کے عوض، چاندی کو چاندی کے، گندم کو گندم کے، جو کو جو کے، کھجور کو کھجور کے اور نمک کو نمک کے



عوض برابر برابر اور دست بدست فروخت کرو اور اقسام مختلف ہوں  
 ۲ جیسے چاہو بیع کرو (یعنی کی بیشی کے ساتھ بیع کا اختیار ہے)  
 بشرطیکہ دست بدست ہو۔"

فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ حرمت کا یہ حکم ان چھ اشیاء کے ساتھ خاص  
 نہیں بلکہ جو چیزیں ان کے معنی میں شریک ہوں ان میں بھی تفاضل کے  
 ساتھ بیع حرام ہے۔ البتہ ان چھ چیزوں میں حرمت ربا کی علت کے بارے  
 میں فقہاء کا اختلاف ہے 'ملاحیون' (م ۱۱۳۰ھ) لکھتے ہیں:

يعمل ابو حنیفة بالفقد والجس و الشافعی بالطعم و النسيئة و مالک

بالاتفاق و الا حار

(نور الانوار، صفحہ: ۷۱)

"امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ (م ۱۵۰ھ) قدر (ماپ تول) اور  
 جنس میں اتحاد کو، امام شافعی رحمہ اللہ (م ۲۰۴ھ) طعم (غذائیت)  
 اور ثمنیت کو، امام مالک رحمہ اللہ (م ۱۷۹ھ) غذائیت اور ذخیرہ کے  
 قابل ہونے کو علت گردانتے ہیں"

احناف کے نزدیک چونکہ قدر و جنس کا اعتبار ہے 'لہذا' ہر وہ چیز جس کی  
 بیع ماپنے یا تولنے سے ہوتی ہے، اتحاد جنس کی صورت میں اس کی تفاضل کے  
 ساتھ نقد بیع حرام ہوگی اور ادھار میں برابر برابر بھی حرام ہے۔ لہذا ایک  
 صاع گندم کے بدلے دو صاع گندم کی بیع نقد اور ادھار دونوں صورتوں میں  
 ناجائز ہے اور ایک صاع گندم کی ایک صاع گندم کے ساتھ بیع نقد و نقد جائز  
 اور ادھار میں حرام ہے۔ اگر قدر و جنس میں سے ایک وصف پائی جائے تو



تفاضل جائز اور ادھار ناجائز ہے، چنانچہ ایک صاع گندم کے بدلے دو صاع دہ  
کا نقد لین دین لیا جاسکتا ہے اور ادھار میں منع ہے، یہ نقد گندم اور دہ  
تعلق قدر اوزن و گیل) ہے مگر جنس مختلف ہے۔

یونہی ایک انداز کے بدلے دو اندوں کی بیع نقد جائز ہے اور ادھار میں  
اس لئے کہ یہاں اتحاد جنس ہے مگر وصف قدر ہمیں یاد رہے، انداز و زنی یا  
کیلی چیز نہیں بلکہ عددی ہیں۔

جہاں قدر اور جنس میں سے کوئی وصف بھی نہ پایا جائے وہاں بیع میں  
تفاضل اور ادھار دونوں جائز ہیں، جیسے گندمی کے عوض میں قلم کا سودا، نقد  
ادھار جائز ہے کہ ان کی جنس بھی مختلف ہے اور کیلی یا وزنی بھی نہیں۔

### حرمت ربو

ربو پہلی شریعتوں میں بھی حرام تھا، یہو، میں سون عادت بد جن پکار چلی  
تھی جس کی وجہ سے وہ منصب الہی کے مستحق فہم اور اللہ تعالیٰ کے ان  
پر اپنی نعمتوں کا دروازہ بند کر دیا۔ قرآن مجید میں ہے

وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْوَدَّاعِ

لَا تَقْرَبُوا

(سورہ النساء: آیت 116)

"اور اللہ کے رسول کے مال کے قریب نہ جاؤ، اس سے منع کیے  
گئے تھے اور اللہ کے رسول کے مال کا حق نکالتے تھے اور اس  
میں سے باغیوں کے لئے رقم لے کر مال غنیمت تیار رکھا ہے"  
یہودی یہ رسم بد روئے جاہلیت میں عربوں میں بھی رائج ہو گئی۔ قصہ

یہ عالم علیہ السلام نے جہاں دیگر رسوم بد کا استیصال فرمایا، وہیں سود ایسے  
مہار نے کاروبار کی سختی سے ممانعت فرمائی۔

وہ معشرہ جس میں سود کی دبا عام اور لوگ اس کے عادی مجرم بن چکے  
تھے، اللہ تعالیٰ نے اسناد سود کے لئے شراب کی طرح یہ تدریج احکام نازل  
فرمائے

کہ کرمہ میں نازل ہونے والی سورۃ روم میں سود پر ناپسندیدگی کا اظہار  
فرمایا۔

وَمَا آتَيْتُم مِّن دِينَارٍ وَلَا دِينَارٍ فَمَا لَكُمْ مِنَ الْأَمْوَالِ الَّتِي بَرَّيْتُمْ لَهَا وَاللَّهِ وَ مَا آتَيْتُم مِّن

رُكُوتٍ تَرْيَدُونَ. وَجْهَ اللَّهِ فَإِنَّكُمْ هُمُ الْمُضْمَعُونَ ○

(الروم: 39)

”اور جو مال تم سود حاصل کرنے کے لئے دیتے ہو کہ وہ لوگوں  
کے مال میں شامل ہو کر بڑھتا (ہی) رہے تو وہ اللہ کے حضور نہیں  
بڑھے گا اور تم جو زکوٰۃ (اور خیرات) دیتے ہو رضائے الہی کے طلب  
گار بن کر، پس یہی لوگ ہیں (جو اپنے مالوں کو) کئی گنا کر لیتے ہیں“  
یعنی سود سے جمع کردہ دولت کی اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی وقعت نہیں، اس  
کے بعد مدینہ منورہ میں یہ آیت نازل ہوئی:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ مِزْعًا فَمَا تُضْعِفُونَ ○ اتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ○

(آل عمران: 130)

”اے ایمان والو! دو گنا چو گنا سود نہ کھاؤ اور اللہ سے ڈرتے

رہو تاکہ تم فلاح پا جاؤ“



اس آیت مبارکہ میں اس خرابی کی طرف اشارہ فرمایا کہ سود کی رقم دو گنی چو گنی ہو جاتی ہے، جس سے غریب، غریب تر اور امیر امیر تر ہو جاتے ہیں اور ایسا ظالمانہ استحصال اسلام سے میل نہیں کھاتا۔ اس سے اگلی آیت میں "و اتقوا النار التي اعدت للكافرين" "کافروں کے لئے تیار کردہ آگ سے بچو" فرما کر سود خوردوں کو سخت تمہید فرمائی، امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

ہی اخوف ايم في القرآن حيث اعد الله المنافقين بالنار الممعة للكافرين

ان يتقوه في اجتناب محارمه

(مدارک، جلد: 1، صفحہ: 141)

”یہ آیت‘ آیات قرآنی میں سب سے زیادہ ڈرانے والی ہے‘  
اس میں دوزخ سے‘ جو درحقیقت کفار کے لئے تیار کیا گیا ہے‘ ان  
(عملی) منافقین کو بھی ڈرایا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں  
سے نہیں بچتے“

اس کے بعد درج ذیل آیات میں سود کو دو ٹوک انداز میں حرام قرار دیا

گیا:

الذين ياكلون الربوا لا يقومون الا كما يقوم الذي يتخبطه الشيطان من المس  
ذلك بانهم قالوا انما البيع مثل الربوا و احل الله البيع و حرم الربوا فمن حاهم  
موعظه من ربه فانتهي فله ما سلف و امره الى الله و من عاد فاولئك اصحاب النار  
هم فيها خالدون ○ يمحق الله الربوا و يربى الصدقات و الله لا يحب كل كفار

اثيم

(البقرہ: 275 - 276)



”جو لوگ سود کھاتے ہیں (قیامت کے دن) نہ کھڑے ہوں گے  
 مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ شخص جسے چھو کر شیطان نے مجبوظ الحواس  
 بنا دیا ہو“ یہ حالت اس لئے ہوگی کہ وہ کہا کرتے تھے بیع تو سود ہی کی  
 مانند ہے حالانکہ حلال فرمایا اللہ تعالیٰ نے تجارت کو اور حرام کیا سود  
 کو، پس جس کے پاس اپنے رب کی طرف سے نصیحت آئی، پھر وہ  
 (سود سے) باز آگیا تو جو پہلے لے چکا سود وہ لے چکا، اور اس کا معاملہ  
 اللہ کے سپرد ہے اور جو شخص پھر سود کھانے لگے وہ دوزخی ہیں، وہ  
 اس میں ہمیشہ رہیں گے“

ان آیات مبارکہ میں سود خوار کی شدید مذمت بیان فرمائی کہ وہ روزِ شَر  
 مجبوظ الحواس، جنون زدہ اور لڑکھڑاتے ہوں گے، ان آیات میں اس وقت کی  
 سرمایہ دارانہ ذہنیت کے ایک باطل مزمومہ کا رد فرمایا، آج کے سود خواروں کا  
 بھی یہی استدلال ہے کہ سود میں بھی بیع ہی کی طرح کا منافع ہے، پھر کیا وجہ  
 ہے کہ بیع حلال ہے اور سود حرام ہو۔۔۔۔۔۔ حالانکہ یہ تصور سرے سے غلط  
 سراسر لغو اور باطل ہے کیونکہ بیع میں آدمی کی محنت، ذہانت اور سرمایہ خرچ  
 ہونے کے ساتھ ساتھ تاجر کو منافع حاصل ہونے کا یقین نہیں ہوتا، اسے ہر  
 لمحہ نقصان کا دھڑکا رہتا ہے، اس کے برعکس سود خوار مہاجن کو اصل زر  
 محفوظ رہنے کے ساتھ ایک متعین رقم برابر ملتے رہنے کا کامل یقین ہوتا ہے،  
 یہ زائد رقم مفت خوری کی بدترین شکل اور غریب، لاچار اور مظلوم لوگوں  
 کے استحصال کے سوا اور کچھ نہیں۔۔۔۔۔۔ تجارت میں گاہک طے شدہ قیمت،  
 ہٹی ضرورت اور رضامندی سے سودا خریدتا ہے، جبکہ سود میں ضرورت مند

کی مجبوری سے ناجائز فائدہ اٹھاتا ہے۔

### مفسد سود

اللہ تعالیٰ نے سود کو یوں ہی حرام قرار نہیں دیا، حقیقت یہ ہے کہ اس میں بے شمار مفسد ہیں۔

☆ سود آدمی کو بے رحم بنا دیتا ہے، سود خوار کا مطمح نظر جلب زر اور طلب منفعت ہے، جس کی وجہ سے وہ بے مروت، شقی اور سنگدل بن کر غریبوں کی مجبوری سے نہایت بے رحمی کے ساتھ فائدہ اٹھاتا ہے اور بے ایمانی اور فریب دہی کے نت نئے طریقے ایجاد کرتا ہے۔

☆ سود خواری کی وجہ سے مال و زر کی محبت اس کے دل میں راسخ ہو جاتی ہے اور وہ طمع، لالچ اور حرص میں اس حد تک جا پہنچتا ہے کہ حلال و حرام کا امتیاز کھو بیٹھتا ہے۔

☆ سود خور خود غرضی، بخل، ظلم، شقاوت اور سنگدلی کا مرقع بن جاتا ہے، وہ معاشرہ میں امداد باہمی اور ہمدردی و خیر خواہی کی صفات سے محروم ہو جاتا ہے، بلا محنت و مشقت مال ہاتھ آجانے کی وجہ سے اس کے نفس میں دناوت و زر پرستی کی ہوس غالب ہو جاتی ہے اور وہ ذاتی مفادات کا اسیر بن کر رہ جاتا ہے۔۔۔۔۔ اس کا ہر قدم اسلام کی غشا کے خلاف اٹھتا ہے۔

سود کے ایسے ہی مفسد کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے اس کی حرمت کا اعلان انتہائی تمہید آمیز الفاظ میں کیا، ارشاد فرمایا:

يا ايها الذين امنوا اتقوا الله وذكروا ما بقى من الربوا ان كنتم مومنين ﴿۱۶۰﴾ فان



(البقرہ: 79-278)

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو باقی رہ گیا ہے سود میں سے اگر تم (صدق دل سے) ایمان رکھتے ہو، پھر اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اعلان جنگ سن لو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اور اگر تم توبہ کرلو تو تمہارے لئے تمہارے اصل مال ہیں، نہ تم ظلم کیا کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے“

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس قدر شدید تنبیہ کسی اور گناہ کے بارے میں نہیں فرمائی، اس واضح تنبیہ کے بعد بھی جو باز نہ آئے اس کے لئے اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی طرف سے اعلان جنگ ہے۔ حرمت سود پر احادیث مبارکہ بڑی کثرت سے وارد ہیں۔

ظاہر ہے یہ شدید وعید اور حرمت سود کا شرعی حکم صرف ایسے کاروبار کے لئے ہے جس پر سود کا اطلاق ہوتا ہو۔

شریعت مطہرہ نے جہاں سود کو حرام قرار دیا وہاں تجارت اور جائز طریقہ سے نفع کمانے کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔۔۔ سود کی لعنت سے بچنے اور جائز منافع کی ایک بہترین صورت مضاربت ہے، جس کی شرعاً اجازت دی گئی ہے۔

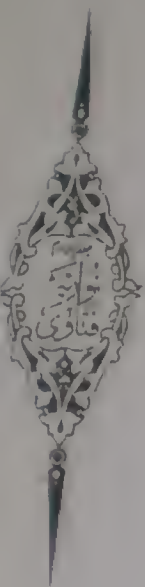
مضاربت میں ایک شخص کا سرمایہ ہوتا ہے اور دوسرا شخص اس پر محنت کرتا ہے، نفع میں آدھے یا تہائی حصہ کا معاہدہ کر لیا جائے تو یہ منافع جائز اور

حلال ہو گا۔۔۔۔۔ اس صورت میں جتنا منافع ہو گا اسی تناسب سے سرمایہ خرچ کرنے والے کو حصہ ملے گا۔ بیک بجائے سود کے مضاربت کا طریقہ رائج کرے تو سود کی لعنت سے بچا جاسکتا ہے۔

فتاویٰ نوریہ کی کتاب الربو انتہائی مختصر ہے، اس میں صرف تین استفتاءات کے جوابات دیے گئے ہیں۔

جس معاشرے کی انفرادی و اجتماعی معیشت کا تمام تر انحصار سود پر ہو اور صاحب تقویٰ لوگوں کے لئے بھی اس مصیبت سے بچ نکلتا نہایت مشکل ہو چکا ہو، ایسے معاشرے کے افراد میں سودی معاملات کا فہم حاصل کرنے کا جذبہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس موضوع پر استفتاءات بہت کم موصول ہوئے ہیں۔

(مرتب)



# کتاب السنۃ

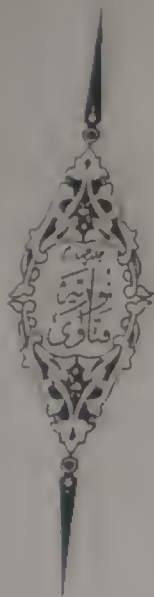
## الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے کہ کیا غیر مسلم ممالک میں مسلمانوں کے لئے سود دینا یا لینا جائز ہے یا نہیں؟ اس وقت انگلینڈ میں آباد لاکھوں مسلمانوں کو مسئلہ مندرجہ ذیل صورتوں میں درپیش ہے :

۱۔ ہر ایک مسجد کی مسلم ویلفیئر کمیٹی یا مسلم فیڈرل اکفن و فن کمیٹی وغیرہ اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے اپنے متعلقہ ارکان سے چندہ اکٹھا کر کے ایک فنڈ قائم کرتے ہیں اور حفاظت کی خاطر بنک میں رکھتے ہیں، بنک اس رقم پر سود دیتا ہے جو اس رقم میں جمع ہوتا رہتا ہے۔

۲۔ مزدوری پیشہ لوگ اپنے پس انداز اثاثے بنکوں میں جمع کراتے ہیں اور بنک اس میں قانون کے مطابق سود کا اضافہ کرتا ہے۔

۳۔ بعض اشخاص کسی ضرورتوں کے لئے بنک یا فنانس کمپنیوں سے قرضے لیتے ہیں



وربینک اس قرض پر سود وصول کرتے ہیں۔

جو حق معاملہ ثابت سنگین ہے یعنی رہائشی مکانوں کی خریداری، یہاں مکان تھے مگر  
ہیں کہ کوئی بھی شخص پس بار رہائش کے لئے مکان نہیں خرید سکتا لہذا اسے بینک فنانس  
سوسٹی سے پانچ دس یا پندرہ سال کے لئے قسطوں پر قرضہ حاصل کرنا پڑتا ہے جسے  
رجسٹر کرتے ہیں۔ اس قرضہ پر بینک یا فنانس سوسٹی سود وصول کرتی ہے جتنی کہ کسی سہولت  
بھی منظورہ کے لئے کوئی عمارت برائے مسجد خریدنا چاہیں اور اپنے ارکان و دیگر امدادی  
جباب کے تعاون کے باوجود مطلوبہ رقم ہیا نہیں کر سکتیں تو مجبوراً بینک کی طرف رجوع کرتی  
ہیں اور مارن گج کے مرحلہ سے گزرتی ہیں یعنی متعلقہ عمارت کے کاغذات بینک میں رکھ کر  
مطلوبہ رقم حاصل کرتے ہیں اور اس پر سود ادا کرتے ہیں۔

۵۔ کچھ عرصہ سے پاکستانی بچوں نے بھی اپنی شاخیں قائم کی ہیں۔

اگر تو سود ہر حال میں ناجائز ہے پھر تو مسلم، اگر غیر مسلم بینک سے جائز ہے تو مسلم بینک  
یا کیٹی کے بارے میں کیا حکم ہے، اگر اس کے لئے بھی وہی حکم ہے تو فیہا البصوت دیگر  
مسلمان سود وغیرہ کی جائز سہولت کے پیش نظر پاکستانی بینک سے لین دین نہ رکھیں تو دوسری  
ملکی مفاد پر اثر پڑتا ہے۔

۶۔ انشورنس جو سود اور حوا کی ترقی یافتہ صورت ہے غیر مسلم ممالک میں بھی کیا اس کے دارالاسلام  
و لے ہی احکام میں یا دارالحرب میں کچھ گنجائش ہے اور مسلمان اپنے مال و اولاد کے  
حفظ و تقدم کے تحت غیر مسلم ممالک میں انشورنس کر سکتے ہیں۔

میں وقت ہے کہ آپ ائمہ اربعہ کی روشنی میں ہماری رہنمائی فرما کر اجر کے مستحق ہونگے۔  
ابن استغفار بغدادی سے: مصلیٰ حضرت مولانا علامہ پیر محمد کرم شاہ صاحب مدظلہم بھیرہ شریف



مالِ حربی غیر معصوم مباح ہے، جب تک کہ اس پر غرور و خیانت کے سوا اس کی رضا سے قبضہ کر لے تو مالک ہو جاتا ہے لہذا اس میں ربلو جاری ہی نہیں ہوتی۔ بدائع صنائع ج ۲ ص ۱۹۲ میں ہے فمنہا ان یکون البدلان معصومین فان کان احدهما غیر معصوم لا یتحقق الربو عندنا (الی ان قال) وعلى هذا الاصل بحریج ما اذا دخل مسلم دار الحرب تاجرا فباع درهما لبدیهین (الی ان قال) انه یجوز عند ابی حنیفة و محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما نیز کسی میں ہے ولہما ان مال الحربی لیس بمعصوم بل هو مباح فی نفسہ الا ان المسلم المستامن منع من تمذکک من غیر رضایہ من الغدر والخیانة الخ اور یونہی قدوری اور اس کی شرح البحرۃ النیرہ ج ۳ ص ۳۶۲ میں ہے بتقریر حسن جدا اور یونہی تنویر الابصار، در المختار، طحاوی علی الذ ج ۳ ص ۱۱۲ میں ہے، طحاوی کے لفظ یہ ہیں وقد تقدم ان شرط الربو عصمة البدلین جمیعاً اور یوں ہی ہدایہ اور اس کی شرح عینی ج ۳ ص ۱۵۵ میں ہے اور فتح القدیر وغنایہ ج ۶ ص ۷۸۱ میں بھی اور یونہی غرر الاحکام مع شرح در الحکام ج ۲ ص ۱۸۵



میں سے درمبوط ج ۴ ص ۵۱ اور ہندیہ ج ۲ ص ۶۲ وغیرہ میں یوں ہی ہے۔  
 مینی علی الہدایہ اور فتح القدر مہبوط وغیرہ میں حدیث مرسل ہے والنظم  
 سرحدی علیہ الرحمۃ ذکر عن مکحول عن رسول اللہ صلی  
 علیہ وسلم ذل لا ربو بین المسلمین و بین اهل الحرب  
 وهذا الحدیث ان کان مرسلًا فمکحول فقیہ ثقتہ والمرسل من  
 منہ مقبول وهو دلیل لابی حنیفہ و محمد رحمہما اللہ حالہ کہ  
 جب کوئی پندرہویں حدیث سے استدلال کرے تو وہ تصحیح حدیث ہے کما فی کشف الغمہ  
 و شامی ج ۴ ص ۵۱ والنظم ان المجتہد اذا استدل بحدیث  
 کان تصحیح حالہ کما فی التحریر وغیرہ اور اس میں دونوں صورتیں برابر ہیں  
 سہل کو نفع پہنچے یا ترہی کو چنانچہ مہبوط ج ۴ ص ۵۹، فتح القدر اور عنایہ ج ۶ ص ۱۷۸،  
 طحاوی ج ۳ ص ۱۲ میں ہے والنظم من المہبوط ویستوی ان کان  
 لمسلم خذ الدرہمین بالدرہم او الدرہم بالدرہمین  
 لانہ طیب نفس الکافر بما اعطاه قل ذلک او کثر واخذ  
 مالہ بطریق الاباحۃ کما قررناہ۔

ملائک کے جوابات واضح ہو گئے اور ملا کا یہی جواب ہو گیا کہ یہ سب ٹور  
 نہیں اور جائز ہے۔ باقی ۵ کا معاملہ ذرا سنگین ہے مگر چونکہ اب پاکستانی بینک بھی ہو نہیں  
 سکتے بلکہ منافع کے نام سے دیتے ہیں تو ظاہر یہی ہے کہ یہ ایک مضاربت کی صورت ہے  
 گو فائدہ ہی تو قبضے سے ملک ثابت ہو جاتا ہے اور پاکستانی بینکوں کے ہوتے ہوئے  
 غیر ملکیوں کی طرف میاں سے قومی زر کی وقار سخت بھرجا رہا ہے جو اس سے بھی بُرا ہے  
 بہ حال ہے تو یہی معلوم ہوتا ہے مضاربت کی بنا پر ہے حالانکہ مہبوط ج ۴ ص ۵۸، ۵۹



میں ہے ان فعل المسلم يجب حملہ علی احسن الوجوه ما امكن  
 شامی ج ۳ ص ۶۳ میں ہے حمل احوال المسلمین علی الصلاح واجب  
 اور ارشاد رب العالمین ہے ان بعض الظن اشهر وقد جاء النهی فی  
 الاحادیث المبارکۃ عن الظن السوء۔

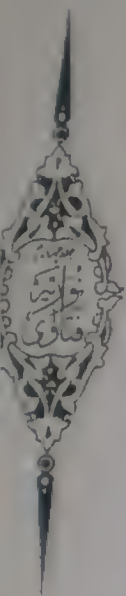
واللہ تعالیٰ اعلم وصلى الله تعالى على حبيبہ لا کرہ  
 والہ وصحبہ وبارک وسلم۔

عزیزہ الفقیر الراجی محمد نور الشانی غفرلہ

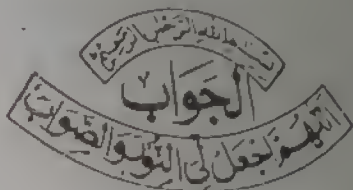
۶ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۷ھ ۲۰-۵-۲۰

## الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بار میں کہ زید نے چند  
 دوکانیں کرایہ پر دینے کے لئے تعمیر کرائیں، اب کرایہ ماہوار کے علاوہ کرایہ داروں سے  
 ایک ایک لاکھ روپے بطور پگڑی وصول کرتا ہے اور کرایہ نامہ یا زبانی ان سے یہ طے کرتا ہے  
 کہ جب وہ دکان چھوڑیں گے اور دوسرا کرایہ دار جو وہاں آئے گا، لاکھ روپے سے  
 جتنا زائد بطور پگڑی دے گا اس زائد رقم کا ۲۵ فیصد مالک دکان یعنی زید لے گا۔  
 قرآن و حدیث کی روشنی میں ارشاد فرمائیں یہ پگڑی والی رقم اور زائد رقم



پگڑی کا ۲۵ فیصد شرعاً جائز ہے یا حرام؟  
 رشید احمد نوری میجر تاج شمس لاہور



اشارہ میں اصل اباحت ہے یعنی جب تک دلائل شرعیہ سے کسی شے کی حرمت و ممانعت ثابت نہ ہو حلال و جائز الاستعمال رہتی ہے۔ استعمال کرنے والے پر کوئی گرفت نہیں کہ ایسی شے ہے ہی معاف۔ قرآن کریم نے صاف صاف فرما دیا ہے عفیٰ لہ عنہا (سورۃ النور) (ترجمہ) اللہ انہیں معاف کر چکا ہے۔

مضمون اور آیات و احادیث سے ثابت ہے۔ دیکھو فتاویٰ نوریہ ج ۱ ص ۲۵۲ اور جب یہ عرف خاص ہے یعنی کرایہ پر دکانیں اٹھتی ہیں اور لوگوں کو معلوم ہے تو اسلئے بھی جائز ہے کہ اہل اسلام کا عرف یعنی رواج معتبر ہے، دیکھو فتاویٰ نوریہ میں اس کی تفصیل۔ بہر حال یہ عامیانہ خیال ہے کہ ایسے معاملات میں لوگ اپنی عقل کو دخل دیتے ہیں و کہتے ہیں کہ مسلمانوں پر اتنا بوجھ ہے حالانکہ کرایہ داروں کو بھی کافی منافع ہوتا ہے تب بھی تو وہ خرچ کر دیتے ہیں۔

محرر مذہب تنفیہ امام محمد شاگرد امام اعظم علیہما الرحمۃ فرماتے ہیں قال  
 محدود، ناخذ مالہ من عرف شیئاً حراماً بعبین

وہو قول ابی حنیفہ واصحابہ کذا فی الظہیریۃ

واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

قرۃ النقیۃ الیٰہا یمیز محمد نور الشہداء غفرلہ

۷ جہادی الاخریٰ ۱۴۲۲ھ مطابق ۸۲-۸۳-۸۴

## الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں  
ایک شخص نے بغرض تجارت ۱۰۰ افراد سے دو لاکھ روپیہ اس شرط پر قرض لیا  
کہ ایک ماہ بعد واپس کر دے گا اور ہجاس ہزار روپیہ بطور انعام ۱۰ افراد کو  
قرعہ اندازی کے ذریعہ تقسیم کر دے گا، جس کا نام نکل آئے تجارت میں نفع یا  
نقصان ہوا، قرعہ اندازی میں ان افراد کے نام نکلے جن کے صرف ۱۰ یا ۱۰ ہزار  
روپیہ قرض دیا تھا، ان کو یہ انعام حلال ہے یا حرام؟  
محمد رفیق قاضی ۵۲۸، ربوے پولیس لائن لاہور



انا للہ وانا الیہ راجعون، عجب وقت ہے، جیلے بہانوں سے حرام کھانے



کی کوشش، صنوبر پاک نے فرمایا تھا کہ نام بدل کر شراب استعمال ہوگی اوکھا  
قال، یہ کیا انعام ہے، سیدھا سود کہیں، پھر قرعہ اندازی کہیں، بالکل پریز  
کیا جائے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلى الله تعالى على حبيبہ والہ وصحبہ  
و بارک وسلم۔

بقولہ الغفر الباقی محمد نور اللہ انعمی غفرلہ

۱۹۰۱۰۸۰



هن

و ان كنتم على سفر و لم تجدوا  
كاتباً فرهن مقبوضة

(البقره : ۲۸۳)

”اور اگر تم سفر میں ہو اور لکھنے والا نہ پاؤ تو کوئی چیز  
گروہی رکھ لیا کرو اور اس کا قبضہ دے دیا کرو“



ال انبی ﷺ اشتری طعاما من رجل  
یهودی الی اجل و رهنه درعا من  
حدید

صحیح بخاری  
باب شری النبی ﷺ بالنسیئة

”نبی کریم ﷺ نے ایک یہودی کے پاس اپنی  
لوہے کی زرہ گروی رکھ کر اس سے ادھار غلہ خریدا“



## کتاب الرہن

گروی رکھنے کو عربی میں رہن کہتے ہیں۔ امام برہان الدین مرغینانی علیہ الرحمہ (م 593ھ) رہن کا لغوی معنی یوں بیان کرتے ہیں:

حبس الشئ بالی سبب کان (ہدایہ)

”چیز کو روک لینا“ سبب خواہ کوئی بھی ہو“

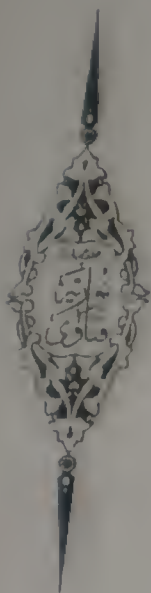
اصطلاح شریعت میں رہن (گروی رکھنا) یہ ہے کہ کسی کے مال کو اپنے پاس اس لئے روک لینا تاکہ اس کے ذریعے اپنے حق کو کھلی یا جزوی طور پر وصول کر سکے۔

گویا رہن کا مقصد یہ ہے کہ قرض لینے والا جب قرض دہندہ کے پاس اپنا مال گروی رکھ دے گا تو اسے یقین ہو گا کہ مجھے قرض واپس مل جائے گا اور رقم ضائع نہیں ہوگی۔

گروی رکھنے کا حکم قرآن کریم میں آیا ہے، ارشاد ربانی ہے:

ان کنتم علی سفر ولم تجدوا کتابا فممن مقبوضۃ

(البقرہ: 283)





”اور اگر تم سفر میں ہو اور تحریر کنندہ موجود نہ ہو تو کوئی چیز گروی رکھ لیا کرو اور اس کا قبضہ دے دیا کرو“

اس آیت مبارکہ میں بحالت سفر گروی رکھنے کا بیان ہے، جب کہ حضر میں رہن کا جواز حدیث پاک سے ثابت ہے۔۔۔۔۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں:

لقد رهن النبي صلى الله عليه وسلم درعاً له بالمدينة عند يهودي و اخذ منه

شعيراً لاهله

(بخاری، جلد: ۱، صفحہ: 278)

”نبی کریم ﷺ نے مدینہ پاک میں ایک یہودی کے پاس اپنی زرہ گروی رکھی اور اس سے اپنے اہل خانہ کے لئے جو قرض لے“

قرض کے بدلے اپنی کوئی چیز گروی رکھنے والے کو ”راہن“ اور جس کے پاس سامان گروی رکھا جائے اسے ”مرتن“ کہتے ہیں، جب کہ گروی رکھی گئی چیز کو ”مرہون“ اور کبھی ”رہن“ بھی کہہ دیتے ہیں۔

مرہون (گروی رکھی گئی چیز مثلاً زمین، جانور وغیرہ) سے مرتن کو نفع حاصل کرنے کی اجازت نہیں۔ اگر کھیتی باڑی کرے یا جانور پر سوار ہو، دودھ وغیرہ استعمال کرے یا کسی بھی صورت میں نفع اٹھائے گا تو وہ ناجائز اور سود کے زمرہ میں شمار ہو گا۔

گروی چیز اگر مرتن سے ضائع ہو جائے، اس کی مالیت قرض جتنی ہے تو



حساب برابر ہو گیا۔ اگر مرہون کی قیمت زیادہ ہے تو قرض ساقط ہو گیا اور مرہن، راہن کو کچھ نہیں دے گا کہ قرض سے زائد مالیت امانت تھی جس کے ضیاع کی کوئی ضمانت نہیں اور اگر گروی چیز کی قیمت قرض سے کم ہو مثلاً یہ چیز پانچ صد روپے کی ہو اور قرض ایک ہزار روپے تھا تو پانچ صد ساقط ہو گئے بقایا پانچ صد روپے گروی رکھنے والا (راہن) مقروض شخص، مرہن (قرض دہندہ) کو ادا کرے گا۔

کتاب المرہن میں تین استفتاءات کے جوابات ہیں۔

(مرتب)





بچنے آٹھ ہزار قرض کے عوض آٹھ ہزار لینا ٹھہرایا اور زمین کی آمدنی بہت  
 مجموعہ تک بھی مزید براں یعنی شرط کی اور یہ صراحت سود سے کہ شریعت غرا کا سہ  
 قاعدہ ہے کہ ایسا قرض جس میں مقرض کی منفعت مشہو و طہور ہے بے تفسیر کران  
 ج ۱ ص ۲۵۲، تفسیر معالم التنزیل ج ۱ ص ۲۵۲، تفسیر روح البیان ج ۱ ص ۳۴۴  
 کل فرض جر منفعة فلهو ربو و مثله فی المبسوط للإمام شمس الدین  
 السرخسی ج ۱ ص ۳۵ والدر المختار و رد المحتار ج ۲ ص ۳۲  
 نیز نامی ج ۲ ص ۱۲۲، شامی ج ۵ ص ۲۲۴ میں جو اہر الفتاویٰ سے ہے اذا کان  
 مشروط صار قرضاً فیہ منفعة و هو ربائی، فتح القدیر ج ۶ ص ۱۳۴ میں  
 القرض بالسطح حرام، مبسوط ج ۱ ص ۳۵، بدایہ مطبوعہ مع الفتح ج ۶ ص ۲۵۶  
 فتاویٰ خیر پور میں و النظم من الخیریین و قد نہی عن کل فرض جر  
 منفعة فتاویٰ عالمگیری میں ہے قال محمد فی کتاب الصرف ان  
 ما حسمہ کان یسکرہ کل فرض جر منفعة، سنن بیہقی ج ۵ ص ۳۵۰ میں  
 حضرت ابابیرین سے ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کو کچھ روپے قرض دے  
 اس شرط پر کہ اس کے گھوڑے پر سواری کرے گا تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

صحابی نے فرمایا ما اصاب من ظلمة فھو بئس ما اس پر جو سواری کرے وہ سود ہے  
 موطا امام مالک ص ۲۸۲ میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا  
 وان کان بضہ من علت فھو ہر کہ اگرچہ سٹھی بھر گھاس ہو تو وہ بھی سود  
 ہے، ابن ہبئی کے اسی صفحہ پر حضرت فضالہ بن عبیدہ صحابی سے ہے کہ آپ  
 نے فرمایا کل قرض جرم منفعہ فھو وجہ من وجوہ الربو، ابن ہبئی  
 ج ۶ ص ۲۸ میں حضرت ابراہیم تابعی سے ہے کہ سلف صاحبین (جو سادات  
 تابعین اور صحابہ کرام تھے) ابن سے ذرہ بھر نفع اٹھانے کو بھی ضرور ضرور برا جانے  
 تھے ان کا نوالیکرھو ان سے سقتعوا من الربھن بستی، اسی صفحہ پر  
 امام شافعی کا فتویٰ نقل فرماتے ہیں لیس لیس دیھن مہاشینی اور ایسے ہی  
 ص ۳۹ میں حضرت معاذ بن جبل صحابی اور شعبی تابعی سے ہے اور حضرت  
 شریح جلیل القدر تابعی اور حضرت عبداللہ بن مسعود صحابی نے اس کا ہم سو رکھا  
 حضرت شریح کا ذکر ان الفاظ میں ہے سئل شریح عن رجل یبھر  
 ببقۃ فیشرب من لبنھا قال ذلک سرب الربو اور حضرت ابن مسعود کا  
 فتویٰ کنز العمال ج ۳ ص ۲۴۸ میں بھی مذکور ہے برمز عب و النظم حباء  
 رجل الی ابن مسعود فقال ان رجلاً یبھر فیسق فربس ذکببھا قال  
 ما اصببت ظلمہ لھا فیسق و اور سود سخت ترین حرام ہے اور بدترین کام  
 قرآن کریم کی متعدد آیات مبارکہ اور بحیرات احادیث شریفہ اور اجماع مسیحین  
 اور قیاس شرعی سے خباثت سود اور شقاوت سود و خوار ثابیت، قرآن کریم کی آیت  
 ایک آیت پاک نے فرمایا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ و درو مالھو  
 من الربو ان کسم مؤمنین و ان لم تفعلوا فادنوا من الحرب من

اللہ ورسولہ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور پھوڑ دو جو باقی رہ گیا ہے  
 سود اگر تم مسلمان ہو، پھر اگر ایسا ہو تو یقین کرو اللہ اور اللہ کے رسول سے (دراں)  
 اور صرف ایک حدیث شریف بھی نہیں، مشکوٰۃ شریف میں بروایت ابن ماجہ و ترمذی  
 فی ثوب الایمان سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 علیہ وسلم نے فرمایا: **اَلرِّبَا سَبْعُونَ جَزَاءً اَیْسَرُهَا اَنْ یَّتَّكُمَ الرَّجُلُ امْرَاةً**  
 یعنی سود کے ستر ٹکڑے ہیں، ان ستر کا سب سے ہلکا یہ ہے کہ مرد اپنی ماں کے ساتھ  
 جماعت کرے، اعادنا اللہ تعالیٰ من ذلک۔



فتویٰ کو ذرا طول اس وجہ سے دیا کہ آج یہ وبائے عام واقع ہے کہ  
 لوگ ایسی صورتوں کو رہن کا نام دے کر اس خالص سود کو شیر مادر تصور  
 کئے ہوئے ہیں حالانکہ ہمارے حضرات فقہائے کرام  
 نے ایسی صورتوں کو اجارہ فاسد کے مرتبہ میں قرار دیا کہ اگر نفع اٹھائے تو  
 اجر لازم اور رہن نہ ہوگا، شامی ج ۵ ص ۴۲۷ میں ہے **قَالَ فِي التَّائِيخِيَّةِ**  
**مَانَصَهُ وَتَوَاسَقَرَضَ دَسَاهُمُ رَسْمُ حِمَاةِ اَوِ الْمَقْرَضِ**  
**يُسْتَعْمَلُ اِلَى شَهْرَيْنِ حَتَّى يُوَفِّيَهُ دَيْنَهُ اَوْ دَارَهُ يَسْكُنُهَا فَيُؤْجِرُ**  
**بِمَنْزِلَةِ الْاَجَارَةِ الْفَاسِدَةِ اِنْ اسْتَعْمَلَهُ فَعَلِيهِ اَجْرٌ مِّثْلُهُ**  
**وَلَا يَكُونُ رَهْنًا اَوْ رَیْسَةً** ہی ص ۵۳ میں ہے **مَعْنَى بَادَاةِ التَّغْلِيلِ**  
**لَا الْمُسْتَقْرَضُ اِنْمَا اسْكَنَ فِي دَارِهِ عَوْضًا عَنْ مَنْفَعَةِ الْقَرْضِ**  
**لَا مَحْنًا، بَلْ كَيْفَ لَزِمَ اَجْرُ شَيْءٍ حَتَّى يَشْرَفَ عَلَيْهِ سَعْدًا وَبَعْدًا** ج ۳  
 ص ۲۸۷، ۲۸۸ میں **بِرِزْلِ طَبِ** حضرت سرورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے  
**مَنْ رَهْنُ امْرَاةٍ بِدَيْنٍ عَلَيْهِ فَانَّهُ يَقْضِي مِنْ شَيْءٍ بِهَا مِنْ فَضْلِ**

بعد نفقتا یقضیٰ ذلک من دینہ ذلک الذی علیہ بعد ان یحسب  
 لصاحبہا الذی فی عندک عملہ ونفقتہ بالعدل التام  
 اگرچہ نفع اٹھا چکا ہے تو اگر ابھی تک نفع نہیں  
 اٹھا چکا تو شرط کو اٹھا کر معاملہ نیک کرے ورنہ ذمہ سود خواراں میں داخل اور وید  
 مذکورہ خواراں اُسے شامل ہو گا، واما علینا الا البلاغ لبین۔

واللہ تعالیٰ اعلم وحلہ جبل مجدۃ اتھرو احکم واصل  
 اللہ تعالیٰ علی حبیبہ والہ وصحبہ وبارک وسلم۔

حررہ الفقیر ابو الخیر محمد نور الدین النعمیٰ نصر ربہ القوی

۲۸ ربیع الاول شریف ۱۳۶۵ھ

انجواب صحیح

نصیر الدین رکن پور

## الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس سلسلہ میں کہ زید نے  
 بکر سے مبلغ بیس روپے بطور قرضہ طلب کیا کہ مجھے بیس روپے کی ضرورت ہے مجھے  
 بکرنے کہا کہ کل تم کو دوں گا اور وعدہ اس وقت ادا کیگی قرض کا ایک ماہ کا دونوں  
 فریقوں نے مقرر کیا۔

دوسرے روز زید نے اپنے لڑکے کی بیوی کو کہا کہ بکر سے بیس روپے  
مبلغ میں روپے قرض لینا کیا ہے، تم بکر سے لے آنا۔ دوسرے روز وہ عورت بکر  
سے روپیہ لینے کی غرض سے گئی تو بکر نے کہا مجھ کو کوئی چیز اعتبار وصولی روپیہ کیلئے  
دے دو جو میرے پاس رہے گی جس وقت روپیہ ادا کر دو گے اس وقت روپیہ  
وصول کر کے تمہاری چیز واپس کر دوں گا۔ اس وقت عورت نے کان سے دو والیل  
سونا کی جو کہ ایک تولہ تین ماشہ تین رتی زید بیان کرتا ہے کہ بکر کو دی گئی اور بیس روپے  
وہ عورت لے گئی۔

بکر کا گھر اس شہر میں نہیں ہے، مال لے کر اپنے رشتہ دار کے پاس  
گیا جوا تھا۔ جب تقریباً بیس یوم گزرے تو بکر نے زید کو کہا کہ میں اب واپس اپنے گھر  
جاتا ہوں تم روپیہ دے دو اور مال اپنا لے لو ورنہ تم کو میرے گھر جانا پڑے گا اور مال  
اس جگہ ملے گا۔ زید نے کہا کہ ابھی وعدہ میں تقریباً دس روز رہتے ہیں، میرے پاس  
اس وقت روپیہ نہیں ہے میں تمہارے گھر سے لے آؤں گا اور روپیہ بھی وہاں  
دے دوں گا۔

ابھی پہلے وعدہ ایک ماہ سے دو تین روز کم تھے کہ بکر جس گھر میں رہتا  
اس گھر کو چوروں نے پھلی طرف سے نقب لگا کر مال چوری کر لیا، مالک مکان کا گھر  
نہ تھا۔ بکر کا بیان ہے کہ اس کو گھٹھ کے دروازہ کے آگے اس رات پانچ آدمیوں  
مرد و زن کی چار پائیاں تھیں جو سوئے ہوئے تھے، ایک بکر اور ایک آدمی اور تھا  
اور تین عورتیں تھیں اور وہ والیاں جو کہ زید کی تھیں اس کو گھٹھ کے اندر صندوق تھا  
اس میں دوسرا مال مالک مکان کا تھا اور وہ والیاں زید کی اور پندرہ روپے  
میرے تھے، اس صندوق میں ڈبہ میں رکھی ہوئی تھیں، وہ سب مال چوروں نے





چوری کر لیا۔  
 علی الصبح دروازہ کھولنے پر نقب لگی ہوئی پچھلی طرف معلوم ہوئی نہ رخ برز  
 ہوئی، مالک مکان بھی بعد میں آگیا۔ بجز در مالک کا رشتہ، بجز کی ہمیشہ و مالک مکان  
 کی منکو حہ ہے اور مالک مکان کی ہمیشہ و بجز کی منکو حہ ہے اور بجز بیان کرتا ہے کہ  
 وہ والیاں میں جس وقت زید کو کہا تھا اے کرا اپنے گھر چلا گیا تھا، واپس اگر اس وقت  
 میں رکھ دی تھیں۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے وہ والیاں جو کہ چوری ہوئی ہیں۔ زید بجز  
 لے سکتا ہے یا کہ نہیں؟ جو صورت ہو بیان فرمادیں جس کو ٹھہ میں سے چوری ہوئی ہے  
 اس پچھلی طرف کوئی آبادی نہیں ہے۔

مستفتی سے چند امور کا استفسار کیا تو حسب ذیل جواب دیا:

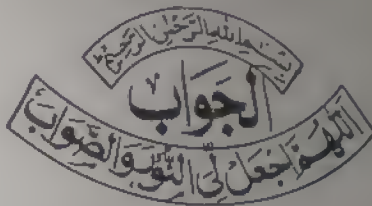
- ۱۔ وہ والیاں زید کے لڑکے کی بیوی کے ملک تھیں۔
- ۲۔ راجہ نے زید کی اجازت کے سوار بن رکھی تھیں۔
- ۳۔ بجز نے دونوں باران والیوں کو زید و راجہ کی اجازت کے سوا اپنے رشتہ دار  
 کے گھر رکھیں تھیں، ہاں زید و راجہ کو یہ معلوم تھا کہ بجز کا رشتہ دار کے گھر  
 آیا ہوا ہے لہذا غالباً انہی کے گھر رکھے گا اور بجز نے دونوں بار مالک  
 مکان کی اجازت سے اسکی بیوی یعنی اپنی ہمیشہ کو والیاں دیں کہ رکھ دو۔
- ۴۔ بجز کے اس قول پر کہ والیاں چوری ہو گئی ہیں، زید و راجہ نے دونوں  
 شک کرتے ہیں۔

۵۔ اس عورت نے وہ قرض زید کے لئے مانگا اور کہا تھا کہ قرض جو زید مانگ گیا ہے



میں لینے کے لئے آئی ہوں اور والیاں اپنی طرف یا زید کی طرف سے دین رکھنے کا خیال نہیں کیا، غصہ سے جلدی جلدی بلا سوچے سمجھے بکرا کو کہا کہ لو، ولبں پکڑ اور قرض دو۔

السائل: محمد رمضان نوری المحقق خطیب تہ صلیع مصری



از روئے مذہبِ مہذبِ حنفیہ وہ طلائی بالیاں رہن لیں رہن جہلے کے لئے مستقرض کا ملک شرط نہیں اور نہ اجازت۔ فتاویٰ عالمگیری ج ۴ ص ۱۵۸ میں ہے فرہن اجنبی بالالاف عبد البغیر امر بالمطلوب الیٰ قالوا فہو جائز خصوصاً یہ صورت کہ راہنہ زید کی نہایت قریب اور پھر وکیل برائے قبض قرض بھی ہے اور لفظ رہن بھی شرط نہیں۔ ج ۴ ص ۱۴۸ میں ہے اما لفظ رہن فلیست بشرط۔ وہ کوٹھ محل حفاظت ہے پیچھے سے خالی تھا تو دروازے پر پانچ آدمی تھے۔ بکرا کا ہنوتی کی اجازت سے بہن کے پاس رکھنا تعدی، رخیانت نہیں جبکہ انہیں قابل اعتبار جانتا ہے اور اپنا مال بھی ان کے پاس لے کر

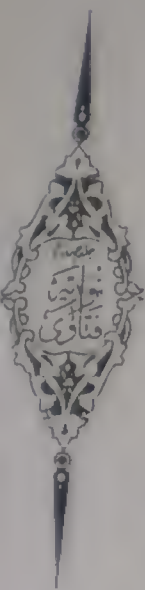


حفاظت رکھتا ہے۔

ج ۳ ص ۲۶۲ میں ہے: اودفع الى ميمن من امنه من  
يشق بـ في مال وليس في عيال ان لا يصن لانه لما  
كان موثوقا بـ في مال فكذا في الوديعة شقها وعلـ  
الفتوى كذا في النهاية خصوصا جبکہ بکر وراہنہ کو قرآن سے معلوم تھا کہ  
غالباً انہی کے پاس رکھے گا اور پھر چپ رہے و السکوت فی معرض  
البيان بيان بلکہ ظاہر سوال تو یہ ہے کہ ان دنوں میں بکر کی عارضی سکونت اسی  
مکان میں تھی ان کے ساتھ رہتا تھا تو وہ مکان حکماً اس کا اپنا مکان مشترک بنا  
اور وہ دونوں من فی عیال اصطلاحاً داخل ہوتے۔

ج ۳ ص ۲۶۲ میں ہے والعبرة في هذا الباب للمساكنة  
اور ج ۳ ص ۲۶۲ میں ہے فان كان اتخذ دار السكنى باى طريق  
كان تو ايداع عند الاجنبى کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ رہا اپنے ساتھ لے جانا پھر دینا  
تو وہ بھی قابلِ اعتراض نہیں۔

ج ۳ ص ۲۶۵ میں ہے اذا حويعين مكان الحفظ ولم يـ  
عن الاخراج نصابا بل امره بالحفظ مطلقا فاسافر به الى ان  
قالوا بان كان الطريق امنا ولا حمل لها ولا مؤنة لا يضعن  
بالاجماع بلکہ یہ لے جانا اور لانا اٹے دلیل احتیاط و تحفظ خاص ہے کہ لا يخفى  
پس اندر ای حالات رہن چوری ہو گیا تو بکر کا قرض ساقط ہو گیا کہ رہن ساقط ہو گیا کہ  
رہن اس لئے مانگا اور رکھا تھا کہ قرض ادا نہ کرنے کا خطرہ نہ رہے کہ ادا نہ کرنے کی صورت  
میں اس سے پورا کر لے گا اور یہ اسے منظور تھا



۴۶ ص ۵۶ میں ہے وہ ان کا کنت قیمۃ اکثر من السدین

سقط رہیں اور چونکہ معاوضہ رہن میں ساقط ہوا تو راہبہ کا حق ہو گیا کہ زید سے وصول کرے اور قرض سے زائد مالیت رہن کا حصہ بلا معاوضہ ضائع ہو گیا، اس کا مطالبہ راہبہ کسی سے نہیں کر سکتی بجز اس لئے کہ زائد حصہ کے حق میں اس میں محض حق

۴۶ ص ۱۶۲ میں ہے علم بان عین الرهن امانة فی ید المرفھن

سقط بلود یعتد فی کل موضع لموضع المودع بالودیعة

لا یغرم فکذلک اذا فعل المرفھن ذلک بالرهن لا یغرم اور

نیز اس لئے نہیں کر سکتی کہ اس کے امر و اذن سے نہیں رکھا بلکہ اپنے ارادے

رکھا و لا لروم لا بال التزام ہاں زید کو چاہئے کہ اس بیچاری کا نقصان

پورا کر دے اور احسان کا بدلہ احسان ہی ہوتا ہے البتہ اگر راہبہ بکر کی تصدیق

نہیں کرتی تو نصف مانگ سکتی ہے اور اگر حلف سے انکار کرے تو اس کے پاس ہونا

ثابت ہوتا ہے گا (و علیٰ ہذا التقدير ان اختلاف فی وزن القطین

فلیستفت مرة اخرى)

۴۶ ص ۲۴۲ میں ہے رجل اودع رجلا عینا فادعی المستودع

ہلاکبا و کذب المودع و اراد تحلیف فیکل عن الیمین

فیکولہ عن الیمین یکون اقرار ابقاء العین الخ

واللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیب و آلہ

و صلواتہ و بركاتہ و سلم

عمرہ الغفر البو بخیر محمد نور اللہ کھنڈی القادری النعمی البصیری فوری غفرلہ

۱۶۵۳ رجب ۱۳۵۳

# الاستفتا

۷۸۶

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اندر میں مسئلہ کہ ایک سید صاحب غریب تھے اور بکریاں پالتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں مالدار کر دیا اور لوگ ان سے قرض لیں منافع کے ساتھ اور زیورات بطور رہن رکھ دیں، اتفاقاً ڈاکوؤں نے شاہ صاحب پر ڈاکو ڈال اور دو گھنٹے تک فائرنگ کرتے ہوئے شاہ صاحب کا ذاتی روپیہ وغیرہ بھی لے گئے اور وہ رہن رکھے ہوئے زیورات بھی لے گئے۔ شاہ صاحب نے مقدمہ کیا مگر کچھ نہ لیکر چھوٹ گئے۔ اب وہ رہن رکھنے والے زمیندار شاہ صاحب کو تنگ کرتے ہیں کہ ہمارے زیورات دو اور قرضہ واپس لو تو شاہ صاحب بیچارے کہاں سے دیں؟ اب وہ محض فقیر ہیں۔

شرع شریف سے اس کا کیا حل ہے حالانکہ رہن رکھنے والے لوگ قریب جوار میں تھے اور دو گھنٹے تک فائرنگ کرتے رہے مگر کسی نے شاہ صاحب کی امداد نہ کی سب کو پتہ ہے کہ ڈاکو بڑے گئے اور مال لوٹ لے گئے مگر وہ زمیندار طوپر شاہ صاحب کو تنگ کرتے ہیں۔ قرآن وحدیث اور فقہ حنفی سے جواب دیں۔

ببینوا تو جروا

السائل: سید لال شاہ صاحب ولد حسن شاہ صاحب موضع بنگلہ بلوچ نزد مخین آباد



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
**الْجَوَابُ**  
 اللَّهُمَّ اجْعَلْ لِي الثَّوْبَ وَالصَّبْرَ

مناہج پر قرضہ سود کی صورت اور سود واجب الادا نہیں ہاں اصل قرض واجب الادا ہے کما فی القرآن الکریم والحديث الشریف اور اگر کسی لکھا ہو  
 زیور وغیرہ جو نقد قرض کے عوض ہے لہذا اس کے ہلاک ہونے کی صورت میں اگر زیور قرض کا  
 بم قیمت ہے تو قرض بھی گیا اور زیور بھی گیا اور اگر قرض سے کم قیمت کا ہے تو وہ بھی واجب الادا  
 ہے مثلاً قرض دس ہزار ہے اور زیور نو ہزار کا ہے تو ایک ہزار اصلی قرض واجب الادا ہے  
 اور اگر زیور کی قیمت زیادہ ہے مثلاً قرض دس ہزار کے بدلے جو زیور رتبہ ہے وہ گیا نو ہزار  
 ہے تو یہ ایک ہزار زائد امانت ہے تو یہ ساقط ہو گیا۔

ہدایہ ج ۲ ص ۵۱۸، کنز الدقائق ص ۳۶۰، قدوری ص ۱۰۳، درر غرر ج ۲ ص ۲۴  
 فتاویٰ سرجمیں ص ۱۳۴، فتاویٰ ہندیہ ج ۲ ص ۱۵۶، تنویر الابصار، در المختار، رد المحتار شامی  
 ج ۵ ص ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷۴۰، ۱۷۴۱، ۱۷۴۲، ۱۷۴۳، ۱۷۴۴، ۱۷۴۵، ۱۷۴۶، ۱۷۴۷، ۱۷۴۸، ۱۷۴۹، ۱۷۵۰، ۱۷۵۱، ۱۷۵۲، ۱۷۵۳، ۱۷۵۴، ۱۷۵۵، ۱۷۵۶، ۱۷۵۷، ۱۷۵۸، ۱۷۵۹، ۱۷۶۰، ۱۷۶۱، ۱۷۶۲، ۱۷۶۳، ۱۷۶۴، ۱۷۶۵، ۱۷۶۶، ۱۷۶۷، ۱۷۶۸، ۱۷۶۹، ۱۷۷۰، ۱۷۷۱، ۱۷۷۲، ۱۷۷۳، ۱۷۷۴، ۱۷۷۵، ۱۷۷۶، ۱۷۷۷، ۱۷۷۸، ۱۷۷۹، ۱۷۸۰، ۱۷۸۱، ۱۷۸۲، ۱۷۸۳، ۱۷۸۴، ۱۷۸۵، ۱۷۸۶، ۱۷۸۷، ۱۷۸۸، ۱۷۸۹، ۱۷۹۰، ۱۷۹۱، ۱۷۹۲، ۱۷۹۳، ۱۷۹۴، ۱۷۹۵، ۱۷۹۶، ۱۷۹۷، ۱۷۹۸، ۱۷۹۹، ۱۸۰۰، ۱۸۰۱، ۱۸۰۲، ۱۸۰۳، ۱۸۰۴، ۱۸۰۵، ۱۸۰۶، ۱۸۰۷، ۱۸۰۸، ۱۸۰۹، ۱۸

قال فان كانت اقل سقط من الدين

اور یونہی یعنی علی الحدایہ ج ۲ ص ۳۸۹ اور مہبوط شرح ج ۲ ص ۶۴ میں حضرت عمر  
اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے یہی فتوے ذکر کیا گیا ہے اور حضرت مولائی رضی اللہ عنہ  
سے بھی روایت کی ان المرتبہ فی الفضل امین و در قرآن کریم میں ہے و انظروا  
لا تظلمون آیت کریمہ ۲۴۹ پارہ ۳ یعنی نہ ظلم کرو تم اور نہ ظلم کیا جائے تمہارے دپر۔

بہر حال فقہ کی نہایت مستند پندرہ کتابوں سے ہمارا تفسیر مذہب تحریر کیا گیا ہے  
تو وہ لوگ سید صاحب پر ظلم نہ کریں، اگر زیادہ بحث اور زور کم تو زیادہ حمد و کریں درگہ  
زور زیادہ تھا تو زیادہ کر گیا، مانگ نہیں سکتے جبکہ سید صاحب کی کوئی زیادتی نہیں و در قرآن کریم  
کا حکم بھی یہی ہے کہ ظلم نہ کریں اور یونہی حدیث شریف کا حکم ہے، وہ لوگ اپنے انجام سے  
ڈریں کہ یہ غریب کو غربت کی وجہ سے تنگ نہ کریں بلکہ غایب یہی ہے کہ ڈاکہ بھی ان لوگوں  
کی مرضی سے پڑا۔

قیامت کے دن جب سید صاحب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ مقدمہ پیش  
کریں گے کہ مجھے یوں تنگ کیا گیا ہے اور حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی  
اپنے لڑکے مظلوم کی حمایت کریں تو کیاں جائیں گے؟ کس سے شفاعت کریں گے؟  
واللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ الاعظم  
واہل بیتہ الکریم و آلہ و سلم

مہر الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النعمی غفرلہ

۱۰ شعبان المعظم ۱۴۰۲ھ بمطابق ۸۲-۶-۳

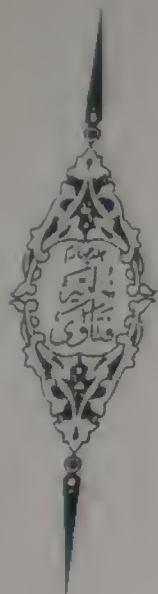


دعوت

يا ايها الذين آمنوا اتقوا الله و قولوا  
قولا سديدا

(الاحزاب : ٧٠)

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہا کرو اور ہمیشہ سچی  
اور درست بات کہا کرو“





لَوْ يَعْطَى النَّاسُ بِدَعْوَاهُمْ لَادْعَى  
النَّاسُ دِمَاءَ رِجَالٍ وَ أَمْوَالَهُمْ وَلَكِنْ  
يَمِينٌ عَلَى الْمُدْعَى عَلَيْهِ

صحیح مسلم ، کتاب الاقضية ،  
باب یمین علی المدعی علیہ

”اگر لوگوں کو محض ان کے دعویٰ کی بنا پر دے دیا جایا  
کرے تو کتنے ہی لوگ خون اور مال کا دعویٰ کر ڈالیں گے،  
لیکن مدعی علیہ پر حلف ہے“



## کتاب الدعویٰ

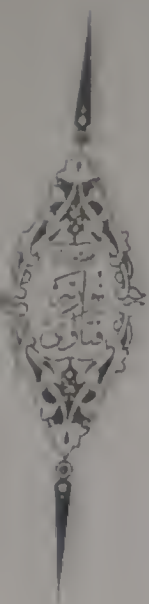
دعویٰ، ایسے قول کو کہتے ہیں جو دوسروں سے حق طلب کرنے کے لئے قاضی کے حضور پیش کیا جائے۔

مدعی سے مراد ایسا شخص ہے جو اگر اپنا دعویٰ ترک کر دے تو اسے مجبور نہ کیا جائے۔ جبکہ مدعی علیہ کو مجبور کیا جائے گا۔ — مثلاً ایک شخص نے کسی سے ایک ہزار روپے لینے ہوں، وہ اگر اپنی رقم کی واپسی کا مطالبہ نہ کرے تو قاضی (تمام حالات سے واقفیت کے باوجود) اسے دعویٰ کرنے پر مجبور نہیں کر سکتا۔ اس کے برعکس وہ شخص جس کے ذمہ رقم ہے اگر اس پر دعویٰ کر دیا جائے تو لازمی طور پر اسے جواب دینے پر مجبور کیا جائے گا۔

دعویٰ کے لئے چند شرائط کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے:

(۱) مدعی عاقل بالغ ہونا چاہیے اور اگر نابالغ ہو تو ضروری ہے کہ وہ

سمجھدار ہو۔ اتنا چھوٹا بچہ جسے تمیز نہ ہو، مدعی بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔



(3) مدعی چاہیے کہ وہ اپنے دعویٰ میں جزم و یقین کے ساتھ بیان کرے۔ مثلاً دشبہ سے کام لیتے ہوئے یوں کہے کہ ”میرا گمان ہے“ یا مجھے شبہ ہے“ تو ایسی صورت میں اس کا دعویٰ قابل سماعت نہ ہو گا۔  
(4) جس چیز کا دعویٰ کرے وہ معلوم ہو، اگر یوں کہے کہ فلاں کے ذمہ ہمارا حق ہے تو ایسا مجہول دعویٰ معتبر نہ ہو گا۔

(5) دعویٰ ایسا ہونا چاہیے جس کے ثبوت کا احتمال ہو۔ ایسا دعویٰ جس کا ثبوت محال ہو، باطل ہے۔ مثلاً بڑی عمر کے شخص یا کسی معروف النسب کے باپ ہونے کا دعویٰ کرے تو اس کا اعتبار نہیں۔

(6) مادۂ محال چیز کا دعویٰ باطل ہے۔ مثلاً ایسا غریب شخص جس کے فقر و فاقہ اور محتاجی سے سب آگاہ ہوں، یہ دعویٰ کرے کہ میں نے فلاں امیر شخص سے لاکھوں روپے لینے ہیں۔

(7) مدعی خود اپنی زبان سے دعویٰ کرے، اگر بولنے سے عاجز ہے تو تحریر پیش کرے۔

(8) اپنے دعویٰ کا ثبوت مدعی علیہ یا اس کے نائب کے روبرو پیش کرے۔

(9) اس کے دعویٰ میں تضاد نہ ہو۔

جب دعویٰ صحیح طور پر دائر ہو گیا تو اب مدعی علیہ پر ہاں یا نہ کے ساتھ اس کا جواب لازم ہو گیا۔ خاموشی اختیار کرے گا تو انکار سمجھا جائے گا۔ مدعی گواہ پیش کرنے کا حق ہے اور اگر وہ گواہ پیش نہ کر سکے تو پھر مدعی علیہ پر حلف ہے۔ دعویٰ منقولہ، غیر منقولہ، جائیداد، وراثت، امانت، ثبوت نسب وغیرہ

معاملات کثیرہ میں ہو سکتا ہے۔

فتاویٰ نو رییہ کی ”کتاب الدعوی“ میں اونٹنی متاسبت سے باب شہوت  
النسب اور باب حضانتہ الولد (حق پرورش اولاد) کے علاوہ اجارہ اور عارو سے  
متعلق بھی ایک فتویٰ شامل ہے۔ — مجموعی طور پر اس کتاب میں 13 فتوے  
ہیں۔

(مرتب)



# کتاب الدعوات

## الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اندر اس مسئلہ کہ کارخانہ پر قبضہ عمر کا ہے بطور الاٹ، جو اس سے پہلے الاٹ کسی نے نہیں کرایا۔ ہندوستان سے آتے ہی الاٹ کرایا گیا تھا۔ ہندوؤں کے ماسوا کسی کا قبضہ عمر کے بغیر نہیں ہوا مگر جائیداد عمر کی ہندوستان میں ثابت نہیں۔ زید کی جائیداد مذکور کارخانہ سے زیادہ ہوگی، کم نہیں مطابق دو تین سال سے عمر زید کی مقدمہ بازی شروع ہے جو کہ عمر بطور رشوت یا سفاکشی کے الاٹ کارخانہ کسے قبضہ سے برکنار نہیں ہوا۔

اب اس حالت میں عمر زید کو کہتا ہے کہ پانچ سو روپیہ لے لو اور مقدمہ بازی اور تنازع سے باز رہو۔ آیا یہ روپے زید کو لینے درست ہیں یا نہیں اور اپنی حاجت دینی دنیوی میں صرف کر سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا تو جسے دے۔





# الاستفتاء

مستی سیمان نے کہا کہ میں نے اپنی لڑکی بھائی لڑکے کو نکاح کر دی اور لڑکے کے باپ نے لڑکی کو بھینس دی اور پھر اپنے لڑکے سے اس بھینس کا عوض بھی لے لیا اب اس بھینس کی لڑی جس کی پرورش لڑکی نے کی ہے، دوسرے دوسرے بھائی سے بھائی نے اپنی بھینس سے وہ لڑی جو بھینس بن چکی ہے چھین لی ہے آیا زروٹے نزع اس کا یہ کام جائز ہے یا ناجائز ہے اور وہ بھینس کس کا حق ہے ؟

سائل : دایک ایم ن ازپائی پرتھوکیل پاکستان شریف

۲۲۲۸۰



وہ بھینس شہر ماسیمان کی لڑکی کا حق ہے اور اس کے بھائی نے جو دلپس کی ہے وہ ظلم کیا ہے، اس پر لازم ہے کہ لڑکی کو دلپس کر دے۔  
واللہ تعالیٰ اعلم وصلى الله تعالى على محمد

حضرت الفقیر ابو الجیر محمد نور اللہ انیسوی غفرلہ

۹ ربیع الثانی ۱۴۲۰ھ ۸۰-۲-۲۶

# الاستفتاء

۷۸۶  
۹۲

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ مشرعیتمین اندریں صورت کہ زید نے زیوراتِ اشتراء وغیرہ کے ذریعہ حاصل کئے، ہندو جوہر زید، زید کی رضا و رغبت سے استعمال کرتی رہی، اب بعد از انتقال زید دعویٰ کرتی ہے کہ یہ زیورات میرے ملک میں ہیں حالانکہ زید کا اشتراء وغیرہ طریق ملک اقرار ہند یا بپینہ سے ثابت ہے، آیا دعویٰ ہند ملا اثبات بہرہ وغیرہ کا محض بایں وجہ کہ رضائے زید سے اس کے سامنے استعمال کرتی رہی ہے معتبر ہو سکتا ہے؟

بینو اما جوریں

من رب العالمین





رضاء و رغبت سے استعمال کرنا دلیل تسلیم قطعاً نہیں بن سکتا کہ اجارہ، اعادہ،  
 ہبہ، بیع کئی احتمالات پر استعمال ہو سکتا ہے اور محتمل دلیل نہیں بن سکتا ہر چند یہ تجسّس  
 اظہر من الشمس ہے اور قرآن کریم و احادیث شریفہ سے صراحتہ ثابت مگر پھر بھی تسلیم قلب  
 کے لئے صریح جزئیہ زیب قلم ہے۔

بحر الرائق ج ۷ ص ۲۲۵، رد المحتار ج ۲ ص ۵۹۱ میں ہے ولا یكوب  
 استمتاعها بمشریہ و رضاه بذلك دلیلاً علی انہ مملکة باذلك  
 كما تفهم النساء و العوام وقد فتیت بذلك مراراً اس ایک ہی  
 جزئیہ نے صورتِ مسئلہ کا پورا پورا فیصلہ کر دیا یعنی عوام اور عورتوں کا یہ خیال ہے کہ عورت  
 کا استعمال اور مرد کا اس استعمال کو پسند کرنا تسلیم ہے مگر یہ خیال غلط ہے اور کئی مرتبہ  
 اس پر فتوے دے چکے ہیں یعنی کامل طور پر محقق ہو چکا ہے۔

نیز شامی ج ۲ ص ۱۷۸ میں ہے وقال لرمی وهد صریح فی  
 رد کلام اکثر العوام ان تمتع المرأة یوجب التمسک ولا شک  
 فی فسادہ یعنی عوام کا خیال ہے اور اس کے غلط ہونے میں کوئی شک نہیں اور مشرعیہ  
 جو وضع مسئلہ میں وارد ہوا ہے، مثال کے طریقے پر وارد ہوا ہے کہ شرار ایک مستقل اور نمایاں



قرین ملک ہے بمقتور ملوک کہ جسے مدار ملک پر ہے، شرار من حیث ہو یقطن عالم انہیں  
وہ میں حق البیدہیات چنانچہ زوجہ کے اقرار اشتراک زن کے سقوط قول و دعویٰ  
زوجہ کا جزئیہ جو بحر رائق ج ۷ ص ۲۲۵، شامی ج ۲ ص ۵۰۲ نیز ج ۲ ص ۵۹۸ نیز ج ۲ ص ۱۸۷ میں  
اس کی تعلیل و اسباب اقرب بالمدک لہ وجہ اسے اظہر من الشمس ہے کہ مدار ملک پر ہے  
وہد نص لجزئیة فی المذکورات عن البیدانم۔

و فی البیدانم ج ۷ ص ۱۰۰۔ ہذا کلمہ اذا المقتصر السراة ان  
ہذا نص شریعہ فان قدرت بذلك سقط قولہا لانہا اقربت  
بالمک للزوجاتہ ادعت الانتقال الیہا فلا یثبت الا بالبیئۃ  
و ایسے ہی اگر زوجہ یہ دعوے کرے کہ میں نے زوج سے خرید لیا ہے کہ اصل مالک بالغ  
ہی ہوتا ہے۔

فتاویٰ غانیہ ج ۱ ص ۱۸۲، فتاویٰ ہندیہ ج ۲ ص ۳۴، بحر الرائق ج ۷ ص ۲۲۵،  
شامی ج ۷ ص ۵۹۰ میں ہے ولو ادعت المرأة بمستاع انہا اشترتہ  
عن زوجہا کن المستاع للزوج و علیہا البیئۃ اور تعلیل مذکور سے یہ بھی واضح  
کہ اقرب المرءۃ من حیث تزوج بھی قیساں راہ نہیں بلکہ ثبوت ملک شرعی طور پر چاہئے لہذا  
بحر رائق ج ۷ ص ۲۲۵، شامی ج ۲ ص ۵۹۰ میں تصریح فرمادی و لایخفی انہ لو برہن  
عن سرہ کن کاقرار ہا بشرائہ فلا بد من بیئۃ علی الانتقال  
لہما بہ دہبتہ او نحو ذلک۔

و جب مس و شمس کی طرح واضح ہوا کہ مدار ملک پر ہے تو بلا ریب خلیفہ مالک  
یعنی رشتہ کو بھی بعد از موت زوج یہ حق پہنچتا ہے کہ ثبوت ملک یا اثبات سے قول زوجہ کو  
مقتدر ہے اور یہاں میں مذلت اور یہی وجہ ہے کہ جزئیات اقرار زوجہ جس کا اصل ماخذ غانیہ ہے

خانہ اور بندہ میں صور خلافت (جس میں صورت موت اور زندگی ہے) کے بعد بیان فرمایا اور  
بدائع بحر الرائق اور شامی کی نقل میں ہذا کہ کن چکے جو صورت موت اور زندگی  
وارث کو بھی شامل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم و عیب جس محدہ نسخہ و حکم  
وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ و آلہ و صحابہ و بارئ و سلا

ضوہ الغنیۃ ابو الخیر محمد نور اللہ النعمی غفرلہ

۱۰ شعبان لعظمیٰ ۱۳۳۶ھ

## الاستفتاء

بخدمت اقدس جناب قلم فقیہ اعظم تہذیب پاکستان حضرت مولانا  
الحاج ابو الخیر محمد نور اللہ النعمی دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: مزاج جمالیوں!

بعد تسلیمات غلام معروض کہ بندہ کو ایک نہایت ہی پیچیدہ مسئلہ کی وجہ سے ذہنی  
پریشانی لاحق ہے، امید ہے کہ آپ اپنی گونہ مصروفیات و دھوئیں عدالت کے باوجود  
کرم فرماتے ہوئے بندہ کی ذہنی پریشانی کا ازالہ فرمائیں گے۔

السوال: زید کو ورثہ میں جینہ کہ کتب دینیہ ملیں لیکن زید خود ان چڑھ جاہل اٹھا و رکھ کر  
استفادہ کی غرض سے دینے کا شعور بھی نہیں رکھتا تھا، اس کی بیوی نے وہ کتب بکر کے ہاتھ  
بلغ پانچتھ روپے کے عوض فروخت کر دیں۔ تقریباً ایک سال کا عرصہ گزر جانے پر بکر کے



دل میں یہ خیال آیا کہ مبادا یہ کتب چوری کی نہ ہوں تو اس نے زمیہ کی بیوی سے رجوع کیا کہ  
اپنی کتابیں واپس لے لو اور رقم بھی واپس نہ کرو لیکن عورت کتابیں واپس نہیں لیتی کیونکہ  
اس کے خاوند کو علم نہیں ہے کہ کتابیں کہاں گئیں۔

یہاں یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہے کہ بکر نے ایصالِ ثواب اور نیک نیتی کی  
بند پر خیر بھی نہیں لیکن اب خوفِ خدا کی وجہ سے واپس کرنا چاہتا ہے کہ کہیں مجھے پکڑ نہ ہو  
کہ زید فقہ پرور آدمی ہے اگر اسے علم ہو جائے کہ اس کی بیوی نے بکر کے ہاتھ کتب ہیں  
فروخت کر دی ہیں تو بھی اور واپس چلی جائیں تو بھی فساد کا اندیشہ ہے اور مقدمہ کا خطرہ ہے۔  
اُسے شرع شریف کی روشنی میں بیان فرمائیں کہ وہ کتب بکر اپنے پاس  
رکھ سکتے یا نہیں تو شرعاً گناہگار تو نہیں ہوگا۔ مختصر جواب سے شکور فرمائیں، عین  
کرم نوازی ہوگی۔

الستفتی: سید محمد عبد الغفار شاہ سکھانہ ساہو کا متعلم دارالعلوم تحفہ فیہدیر بہ رجسٹرڈ

بصیر لوپر شریف ۱۵/۹/۸۱



زمیہ کی بیوی نے غلطی کی بلا وجہ فروخت کر دی ہاں اگر اس نے زمیہ سے حق نہ  
یا کوئی چیز یعنی ہے جو شرعاً زید کو ادا کرنی لازم تھی تو اس کے بعد وہ عورت فروخت کر گئی ہے



اور رقم وصول کر سکتی ہے کہ شرعاً جس کے ذمہ حق لازم ہو اور وہ دسے نہ مگر کوئی چیز اسکی  
 اس کے ہاتھ آجائے تو اس چیز سے وہ اپنا حق ادا کر سکتی ہے کہ مافی الثامین  
 وغیرہا مگر بکر دیکھے کہ وہ کتابیں اگر پانچ سو روپے سے زیادہ ہوں تو کچھ اور رقم دیے۔  
 پرانی اور مستعمل کتابوں کی قیمت کا اندازہ لگالے۔

واللہ تعالیٰ اعلم و علما استم وصلی اللہ تعالیٰ علی  
 حبیبہ والہ واصحابہ وبارک وسلم۔

حمود الشعیبہ ابو الخیر محمد نور اللہ النیس غفرلہ

۲۲ صفر ۱۴۰۲ھ ۸۱-۱۲-۲۲

## الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مستے نجشیا یا اور  
 احمد اور ایک شخص تیسرا کے کھیت خرلوزہ ماہ ہاڑ میں قریب قریب تھے و ہر ایک اپنے اپنے  
 کھیت میں رہا کرتے تھے۔ رت کے وقت مستے نجشیا کے پاس مستے احمد گیا کہ میں تھمتیہ ہوں  
 اس نے کہا کہ اسی جگہ پڑا ہو کہ لے جاؤ اور پیو، وہ اس وقت حد لے کر اپنے کھیت میں چلا گیا  
 اس کے بعد تیسرا شخص کا ہمان مستے رمضان آیا ہوا تھا وہ بھی مستے نجشیا کے پاس گیا اور  
 اس نے کہا کہ میں تھمتیہ پیتا ہوں۔

نجشیا مذکور نے کہا کہ دیکھ لو، اگر پڑا ہے تو پی لو..... ورنہ حد مجھ سے ملے گی احمد

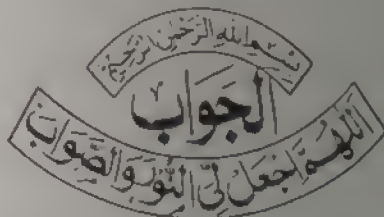


نے طب کیا تا وہ لے گیا ہوگا۔ اس مہمان نے حقہ تلاش کیا مگر وہ اس جگہ نہ ملا تو  
پھر دستے احمد کے پاس آیا کہ حقہ تم سے بخشایا کالایا ہو تو اس نے کہا کہ میں لایا ہوں  
حقہ پڑ ہے تو پھر وہ مہمان حقہ لے کر جہاں رہا ہوا تھا، چلا گیا، وہاں جا کر حقہ  
پی کر سو گیا اور حقہ وہیں رکھ چھوڑا۔

علی الصبح اٹھا تو حقہ وہاں نہ پایا یعنی چوری گیا اور ایک چیز اس کی بھی یعنی  
کپڑ چوری ہو گیا۔

ب دریافت طلب یہ امر ہے کہ آیا وہ حقہ اصل مالک لے سکتا ہے اور اگر  
لے سکتا ہے تو وہ حقہ دستے احمد دیوے یا وہ مہمان جو حقہ احمد سے لایا تھا وہ دیوے ہے  
برہمہ بانی افضل جواب سے سرفراز فرمائیں۔

اسائل، صادق محمد ہوتیانہ بقلم خود ۵۵-۱-۳۱



یہ سوال فصل نہیں لہذا افضل جواب متعسر ہے مگر چند ظاہر صورتوں کا حکم فقہی  
کھا جاتا ہے، اگر کوئی اور صورت ہو تو دوبارہ استفسار کر سکتے ہیں۔

بخشایا نے صرف احمد کے پینے کے لئے دیا ہو کہ وہ کہتا ہے میں حقہ پیتا ہوں اور  
الفاظ "لے جاؤ اور پیو" محض جمع تعظیمی ہوں یا سائل نے اپنی تہذیب کے لحاظ سے



پنجابی انفرادی الفاظ کو جمع بنا دیا اور بقبرینہ لفظ پیتا ہوں صیغہ حال یہ مراد ہو کہ پی کر دیا ہے  
کر لے جاؤ اور پیو، اسی کے جواب میں کہتا ہے اور خود اس کا مادی حقہ ہونا بھی نہیں چاہتا ہے  
کہ واپس کیا جائے اور یہ بھی مراد ہو کہ اپنے کھیت میں ہی پئے، پھر حقہ نے پی کر رکھ دیا کہ  
رمضان کو کہتا ہے حقہ پڑا ہے، تو اس صورت میں احمد کو حقہ کی ضمانت پڑتی ہے اس  
خلاف درزی کی ہے۔

فتاویٰ عالمگیر ج ۳ ص ۴۸۰، فتاویٰ العقود الدریہ ج ۲ ص ۸۷، ۸۸، شامی  
ج ۴ ص ۶۹۷، جامع الفصولین ج ۲ ص ۱۱۳، بدائع صنائع ج ۶ ص ۲۱۵ والنظمین  
الہندیۃ ولا فرق بین ان تكون العاریۃ موقتۃ بصل و  
دلالۃ حتی قیل ان من استعار قدوم مالیکسر حطب فکسرہ  
وامسک حتی هلکت عنده ضمن هکذا فی الفتاویٰ العالیۃ  
اور اگر اس صورت میں احمد نے خود نہ پیا ہو تب بھی یہی حکم ہے البتہ یہ شرط ہے کہ بخشیا  
نے رمضان کو احمد سے حقہ لینے کی اجازت نہ دی ہو اور سوال سے ظاہر ہے کہ ظہر ہی ہے  
اکہ اگر پڑا اور لے گیا ہو گا، احتمالی الفاظ استعمال کرتا ہے تو چونکہ رمضان نے برا جازت  
لیا ہے لہذا اسے بھی ضمانت پڑتی ہے تو مالک حقہ مختار ہے جس ایک سے چاہے  
وصول کر سکتا ہے، احمد سے وصول کرے تو احمد رمضان سے وصول کر سکتا ہے اور اگر  
بخشیا براہ راست رمضان سے وصول کرے تو احمد بری ہو جائیگا۔

بدائع ج ۶ ص ۲۱۸ میں ہے فصارت العین فی یدہ کا مقصود  
فتاویٰ عالمگیر ج ۳ ص ۶۵۳ میں ہے فلما لک ان یضمن الاول و نشی  
فان ضمن المالك العاصب الاول یرجع الاول علی الثاني بما  
ضمن وان ضمن الثاني لا یرجع علی الاول الخ

۳: بخشیا نے رات بھر کے لئے دیا ہوا دریان کا عرف ہو تو پھر بھی وہی حکم ہو گا کہ اگر حقہ کی حفاظت نہ کی۔ رمضان بلا اجازت دوسرے کھیت میں لے گیا اور اگر اسی کھیت میں رکھنا مشروط نہ ہو تب بھی وہی حکم ہے کہ گو اس صورت میں احمد مستعار دے سکتا تھا بشرطیکہ خود نہ پی چکا ہو مگر لایا ہوا اور میں لایا ہوں حقہ پڑا ہے، استعارہ اور اعارہ کے لفظ نہیں حالانکہ اعارہ میں لفظ ایجاب لازم ہے۔

شامی ج ۴ ص ۶۹۱، عالمگیری ج ۳ ص ۴۷۸، بحر الرائق ج ۷ ص ۲۸۰، فتاویٰ قاضی خان ص ۶۶ والنظم ان الاعارة لا تثبت بالسکوت اور جب اعارہ نہ بنا تو اس کا چپ رہنا اسے غائن بنا رہا ہے وذا ظاہر جدد۔

۵: بخشیا نے "لے جاؤ اور پیو" سے جمعی معنی مراد لیا ہوا اور ان کی عادت کے لحاظ سے تیسرے کھیت والے میزبان اور رمضان مہمان بھی عموم میں داخل ہوں مگر یہ منظر عموماً اور عادت ہو کہ جلدی واپس کر جائیں تو پھر صرف رمضان کو دینا پڑے گا کہ جب وہ لے گیا اور واپس نہ کیا تو وہی مجرم ہوا اور اگر اسی عمومی صورت میں رات بھر رکھنے کی اجازت عادت تھی تو مالک کسی سے بھی وصول نہیں کر سکتا کہ کھیتوں میں پاس ہونا بھی حفاظت شمار کیا جاتا ہے۔

فتاویٰ عالمگیری ج ۳ ص ۴۸۴ میں ہے نام قاعد او مضطجعا والمستعار تحت رأس او موضوعا بین یدب و بحوالی بعد حافظا کذا فی الوجینا کردری نیز ص ۴۸۰ و ۴۸۱ میں ہے اذا وضعت المستعیر المستعار بین یدب و نام قاعد الاضمان علیہ وان نام مضطجعا و هو فی المصر یضمن والا فلا کذا فی خزائن المفتین۔





واللہ تعالیٰ اعلیہ وصلى اللہ تعالیٰ علی حبیبہ والہ  
وصحبہ وبارک وسلم۔

شہداء الفقیر الی الخیر محمد زوالہ الدیوبند  
۹ جمادی الاخری ۱۴۲۵ھ

## الاستفتاء

بخدمت اقدس حضرت مولانا علامہ مرجع الفتاویٰ والفتین شیخ الاسلام  
المسین قبلہ فقیر عظیم دامت برکاتہم العالیٰ بمبئی  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ : مزاج ہمایوں۔

معروض آنکہ فقیر موضع ساہو کا تھانہ تحصیل بوریوالہ ضلع دہاڑی میں خطیب ہے  
گذشتہ جمعۃ المبارک کے موقع پر بنا بریں مضمون ایک رقعہ پیش ہوا کہ موضع ہندالہ سبئی بنگلہ  
میں سے سٹے شان محمد کھل اپنی مسجد کی بیٹری برائے چارج کر لے موضع ساہو کا میں مسجد  
بیت الرحمن میں حافظ محمد منشا صاحب جو کہ نابینا ہیں اور پردیسی (غریب الدیار) ہونے کی  
وجہ سے مسجد میں رہائش پذیر ہیں، کے پاس لایا، حافظ صاحب نے دوسرے دن عصر کا  
عدہ فرمایا لیکن صوفی شان محمد مذکور کسی کام کی رکاوٹ کے بسبب نہ آسکا اور اس نے  
دوسرے آدمی کو بیٹری لینے بھیج دیا جو اپنی بیٹری نہ پہچانتا تھا۔ حافظ صاحب جو بیٹری  
دی وہ کسی دوسری سے تبدیل ہو گئی تھی۔ گاؤں جانے پر نمازیوں نے شور برپا کر دیا



کہ چوری بیڑی تو بڑی تھی یہ چھوٹی ہے۔ تب شان محمد مذکور وہ چھوٹی بیڑی لیکر  
حافظ صاحب کے پاس آیا تو حافظ صاحب نے کہا کہ تمہاری بیڑی گم ہو گئی ہے نہ  
یہ بیڑی دریا میں ۲۰۰ روپے سے جاؤ جس پر شان محمد مذکور راضی نہ ہوا تو حافظ صاحب  
نے کہا کہ اس کے علاوہ پھر شرعی فیصلہ پر ہی کوئی قدم اٹھایا جاسکتا ہے یعنی نہ  
جو حکم ہو میں تعمیل کروں گا۔

السائل

سیّد عبد الغفار شاہ غفرلہ متعلم دارالعلوم ہذا  
مستقل مکتبہ سادہ کا ضلع دہاڑی بکرم خود



یہ سکہ اجیر شترک کا ہے وہ حافظ صاحب اجیر خاص ہیں بلکہ اجیر شترک ہے  
کیونکہ وہ سب کی بیڑیاں جو کہ آتے ہیں بھرتے ہیں حالانکہ اجیر شترک کے ہاتھ میں جو بیڑی  
آئے وہ مانت ہے لہذا حافظ صاحب کو ضمانت نہیں پڑتی فتاویٰ عالمگیری ج ۳ ص ۵۵۵  
اور قدوری ص ۹۱ میں ہے واللفظ من الہندیۃ و حکم الاجیر المشترک  
انہنک فی سدہ من غبل صنعہ فلا ضمان علیہ فی قول ابی حنیفہ  
رضی اللہ عنہ

ہاں اگر حافظ صاحب پریشہ نہ ہو کہ دیدارِ نسبتہ کسی اور کو دست دی ہے تو مخالف  
کی قسم اٹھا سکتے ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم وعلیٰ جن مجدہاتہ و احکم و صولہ  
علیٰ حبیبہ الاکرم والہم و صاحب و بارک و سلم۔

تھوہ الفتیر الہا بحیر نور اللہ النبی غفرلہ

اردنی القعدۃ اکرام اللہ ۱۱۰۹ھ



\_\_\_\_\_

شربت

# بَابُ ثُبُوتِ النَّسَبِ

## الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اندر میں مسئلہ کہ ایک شخص ایک لڑکے کو جو اس کی منکوحہ بیوی کے لطن سے ہے، اپنا بیٹا کہتا رہا ہے اور ڈمی سی، اسے ڈمی سی کی عدالت میں بیان دیتا رہا ہے کہ یہ میرا بیٹا ہے جس کی اٹھارہ بیس نقول محکمہ نقول سے حاصل ہو سکتی ہیں اور فنانشل کمشنر سے لے کر پٹواری تک کا غذات میں بیٹا درج ہے اور وہ شخص اس لڑکے کا بیٹا ہونے کا اقرار کرتا رہا ہے۔ اب دس بارہ سال کے بعد وہ شخص اس لڑکے سے خفا ہو کر اپنا بیٹا ہونے سے انکار کرتا ہے۔ آیا اس کا یہ انکار بروئے شریعت صحیح ہوگا اور وہ لڑکا محروم عن الارث ہوگا؟

بروئے فقہ حنفی جواب تحریر فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔ والسلام

السائل

فدوی نور الحسن کوٹ دیوال ضلع مظفری

مبعوث

حاجی سید محمد اسحاق شاہ صاحب چوک مظفری



جب منکوحہ کے پیٹ سے بعد از نکاح پور سے چھ ماہ یا زائد زمانہ گزرنے پر بچہ پیدا ہو تو اس کی نسب نازک سے ثابت ہو جاتی ہے اقرار کرے یا سکوت۔ فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۱۳۹ میں ہے وان جاءت به لستة اشهر فصاعدا يثبت نسبه منه اعترف به الزوج او سكت اور جبکہ صورت مسئلہ میں دس بارہ سال تک اقراری رہے تو نسب مراۃ ثابت ہو چکی بشرطیکہ بعد از نکاح والی شرط مذکور پائی گئی ہو۔ اب اسکا انکار مصلحت خود اور بے کار ہے۔



فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۱۳۱ میں ہے اذا اقرب الولد صریحاً او دلالة لا یصح النفی بعد ذلك اور جب لڑکا ہی رہا تو وارث ہوگا۔  
والله تعالى اعلم وصلى الله تعالى على حبيب واله  
وصحبه وبارک وسلم۔

عقدہ الحقیقہ الہدایہ الخیر مجتہد نور اللہ النعمی غفرلہ

۵ ربیع الثانی ۱۳۷۶ھ

# الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء کرام کہ ہدایت اللہ کی شادی کے وقت سکے الیہاں رحیم بخش نے متبرگواہاں کے رو برو یہ کہا کہ ہدایت اللہ میرا حقیقی بیٹا ہے۔

۲۔ یہ کہ میرا نکاح ہدایت اللہ کی والدہ کے ساتھ فلاں فلاں گواہاں کے رو برو ہوا تھا یہاں یہ امر قابل ذکر ہو گا کہ بیان بالا دیتے وقت گواہاں موقع نکاح کا انتقال ہو چکا ہوا تھا۔

۳۔ یہ کہ میاں رحیم بخش نے اپنی زندگی میں اپنی جائداد ہدایت اللہ اور ہدایت اللہ کے بیٹے کے نام رخصتی کرتے ہوئے ہدایت اللہ کو بیٹا اور اس کے بیٹے کو اپنا پوتا ظاہر کیا ہے

اب مفتیان شرع مبین سے یہ سوں کہ کیا میاں رحیم بخش کا اقرار مجمع ہدایت اللہ کے ثبوت نسب کے لئے کفایت کر سکے گا؟

سائل : راشد قریشی مدرسہ مرکزی دارالتجوید والقرارت رجسٹرڈ  
چوک شاہ عالم گیٹ اندر ڈاڈا آزاد پاکستان گیسٹ ہاؤس لاہور

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
**الْجَوَابُ**  
 اَللّٰهُمَّ جَعَلْ لِي الْوَرْثَةَ الصَّوَابَ

میں رحیم بخش کا معتد گواہوں کے سامنے صرف یہ کہنا کہ ہدایت اللہ میرا حقیقی  
 بیٹا ہے، ثبوت نسب کے لئے کافی ہے بشرطیکہ :  
 ۱۔ ان کی عمروں میں اتنا تفاوت ہو کہ ہدایت اللہ کا ہم عمر رحیم بخش کا بیٹا بن سکتا ہو۔  
 ۲۔ اور ہدایت اللہ کسی اور شخص کا ثابت النسب بیٹا نہ ہو۔  
 ۳۔ اور ہدایت اللہ بھی تصدیق کرتا ہو۔

اور جب ہدایت اللہ رحیم بخش کا بیٹا بن گیا تو لا محالہ اس کا بیٹا رحیم بخش کا پوتا بنے گا۔  
 کز ندائق، بحر الرائق ج ۷ ص ۲۵۵، تبیین الحقائق ج ۵ ص ۲۷، فتاویٰ سرحدیہ ص ۱۲۳، بدائع الصنائع  
 ج ۷ ص ۲۲۸، ہدایہ، کفایہ، عنایہ ج ۷ ص ۳۶۶، تنویر الابصار، در المختار، رد المحتار ج ۲ ص ۶۴۲،  
 فتاویٰ البحر، مجمع الانهر، در المنقذ ج ۲ ص ۳۰۴، فتاویٰ عالمگیری ج ۳ ص ۳۹۸ میں ہے (والنظم  
 من الهندیة) یصح اقرار الرجل بالولد بشرط ان یکون المقر له  
 بحال یولد مثله لثبوتہ وان لا یکون المقر له ثابت النسب من غیرہ  
 وان یتصدق المقر له المقر فافقارہ اذا کان تل عبارة صحیحة  
 نرائی میں ہے حتی ان اذا اقرب بالابن مثلاً فالابن المقر له یرث  
 مع سائر ورثۃ المقر وان جحد سائر الورثۃ نسبہ۔





واللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ والہ  
 واصحابہ وسلم۔

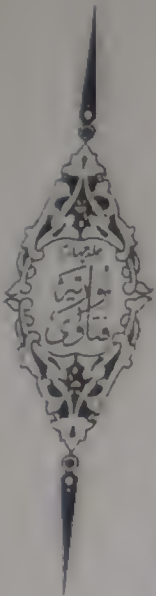
فتوہ الفقیر الی الخیر محمد نور الدین غفرلہ

۱۹ ربیع الثانی ۱۳۷۵ھ

## الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اندر اس مسئلہ کہ محمد ضیف ولد محمد رمضان چٹاٹ  
 یہ کہتا ہے کہ جب میری شادی ہوئی تو میری عمر اس وقت آٹھ سال تھی اور شادی کے بعد سات ماہ  
 میں لڑکا پیدا ہو گیا اور میں نے اس لڑکے کا اسی وقت انکار کر دیا کہ یہ میرا لڑکا نہیں بلکہ حرام زادہ ہے  
 اور اب بھی میں انکار کرتا ہوں کہ یہ میرا لڑکا نہیں کیا وہ لڑکا میری وراثت کا مالک بن سکتا  
 ہے یا نہیں؟

لشان انکوٹھ محمد ضیف ولد محمد رمضان چٹاٹ ۱۳۷۵ھ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
**الجواب**  
 اللَّهُمَّ اجْعَلْ فِي الْقَوْلِ وَالصَّوَابِ

اگر سوال صح اور واقعی ہے تو وہ لڑکا محمد حنیف کا لڑکا نہیں بن سکتا، وارث بھی نہیں بن سکتا، آٹھ سالہ بچہ کا باپ بننا ممکن نہیں تو نسب کیسے ثابت ہو، مبسوط ج ۶ ص ۵۳ میں ہے: **انه لا يصلح ان يكون والد** یعنی بچہ باپ بننے کے قابل نہیں۔ فتح القدير ج ۴ ص ۱۴۹ میں ہے: **ولا يمكن ثبوت** في الولد اور ص ۱۵۱ میں ہے: **لان الصبي لا هائل** فلا يتصور منه العلوق (و هذا من الهداية) یعنی خاوند بچہ ہو تو ثبوت نسب ممکن نہیں کہ بچے کے لئے پانی (مادہ مزید نہیں) اس سے حاصل ہونا مقصود ہی نہیں اور یوں ہی تبیین الحقائق ج ۳ ص ۱۳ وغیرہ میں ہے: **لذا مبسوط عامۃ** اسفار مذہب مذہب میں مصرح ہے: **ان النسب لا يثبت منه** یعنی بلاشبہ بچے سے نسب ثابت نہیں ہوتی۔  
 واللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ  
 والہ وسلم۔

عزہ الفقیر الی الخیر محمد نور اللہ النعمی حفظہ

**الاستفتاء**

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اندر یہ کہ زید نے مرض الموت

میں اپنے بالغ لڑکے بکر جو ہندو جوڑا اولیٰ کے بطن سے جس کے متعلق زینب زوجہ ثانیہ یا کسی  
 اور کے درغلانے سے وصیت لکھ دیا کہ یہ میرا لڑکا نہیں مگر امیر زادہ ہے ورنہ میرے دن مر گیا  
 تو آیا بکر کو رو راست زید سے محروم رہتا گا یا وارث ہوگا؟ بے بنو مہاجور ہیں میں  
 رب العالمین۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
**الْجَوَاب**  
 اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِّیْ اَثَرًا وَ اَلِیُّوْا الصَّوَابَ

سوال سے پڑتا ہے کہ ہندو جوڑا زید بکر کا چچ ہے اور بکر انعام نکاح سے چھوٹا  
 یا اس کے بعد پیدا ہوا اور زید اسے اپنا لڑکا سمجھتا رہا تو نفی مذکور سے نسب بکر پر گزرتا تو نفی  
 ہو سکتی ہے کہ زید کا لڑکا ہے۔ حدیث شریف میں ہے التولد لنفسه اش برایہ فنع القدر  
 عنایہ ۲ مہری، ص ۱۲۶، ۱۲۵، المختار، رد المختار ج ۲، ص ۸۱۳، فتاویٰ عالمگیری مجیدی ج ۲  
 ص ۱۳۱ والنظم من التہذیب واذ لعی الرجل ولد امرأت عفیب  
 الولادة او فی الحال الی نفس التہذیب ویداع الی الولادة صح  
 نفیہ ولاعن بہ و ان بعد مدد ذلک لایعن ویتب النسب ولو کان  
 غائب عن امرأت و لم یعلم بالولادة حتی قدم له النفی عند اجمیعہ  
 رحمہ اللہ تعالیٰ فی مقدمہ ما نقل التہذیب نیز ہندیہ ج ۲ ص ۱۳۱ میں ہے ادا

عن الولد صريحاً ودلالة لا يصح النفي بعد ذلك سواء كان بصريح  
نورده أو بعده والصريح ان يقول الولد منى او يقول هذا اولدى

ودلالة ان يسكت اذهني لكنه يلاعن كذا في غاية البيان به

نحو كذا بغير من في كس مروت من منى متنفذ النسب ليس هو كذا، اگرچه عقیب الولادة ہی ہو کر اس میں

بھی لعان و تنفیذ قطع قاضی شرط ہے۔ بحر الرائق ج ۲ ص ۱۱۹ رد المحتار ج ۲ ص ۸۱۱ عالمگیری ج ۲

ص ۳۲ میں ہے و لنظر منها و اذا فرق القاضی بینہما بعد اللعان

بعدم الولد امه و روی بشیر عن ابی یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ ان

لا بد ان يقول القاضی فرقت بینکما و قطعت نسب هذا الولد

منہ حتی لو لم یقل ذلك لا ینتفی النسب عنہ و هذا صحیح کذا

فی المبسوط و هكذا فی النہایہ شمرین فی القاضی نسب الولد و

یلحقہ بامہ و عن ابی یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ ان القاضی یفرق و

يقول الزمت امه و اخرجت من نسب الولد حتی لو لم یقل

ذلك لا ینتفی النسب کذا فی الکافی و فی المبسوط هذا هو الصحیح

کذا فی شرح مجمع البحرین لابن الملق نیز اسی میں ہے (ج ۲ ص ۱۳۹)

قل أصحاب الثبوت النسب ثلث مراتب الاولى النکاح الصحیح و

ما هو فی معنہ من النکاح الفاسد و الحکمہ فیہ انہ یشیت النسب

من غیر دعویٰ و لا ینتفی بمجرد النفی و انما ینتفی باللعان فان کان

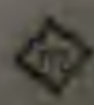
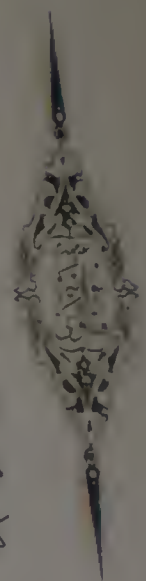
من اللعان بینہما لا ینتفی نسب الولد کذا فی المحيط خصوصاً علی الو

لہ۔ کذا فی من هل اللعان فلم یلاعنا فانہ لا ینتفی النسب کذا فی شرح

الطحاوی و فی رد المحتار و فی النہایہ و فی المبسوط و فی الکافی و فی شرح

مجمع البحرین و فی شرح منہاج و فی شرح منہاج و فی شرح منہاج و فی شرح منہاج

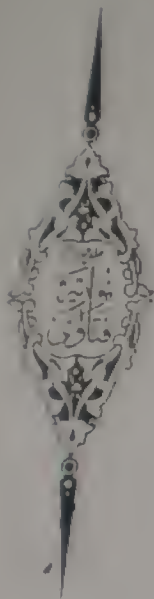
منہاج و فی شرح منہاج و فی شرح منہاج و فی شرح منہاج و فی شرح منہاج



وایسی حالت ہے کہ اگر اس میں عورت کو طلاق مغلط دے اور اس کی عدت میں فوت ہو تو وارث  
 ہوتی ہے چہ جائیکہ بکر ثابت النسب، بالجملة بکرم ضرر وارث زید ہے کہ زید کا لڑکا ہے اور اللہ تبارک  
 تعالیٰ کا فرمان والا ہے للرجال نصيب مما ترك الوالدان والاقرابون وللنساء نصيب مما ترك الوالدان والاقرابون مما قل من وکثر  
 نصيبا مفروضا نیز فرمان والا شان ہے یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل  
 حظ الانثیین الا یہ۔

واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جن مجدہ ام و حکم و صلی اللہ  
 تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و صحبہ و بارک و سلم۔

عقدہ الفقیر الی الخیر محمد نور اللہ العباسی غفرلہ

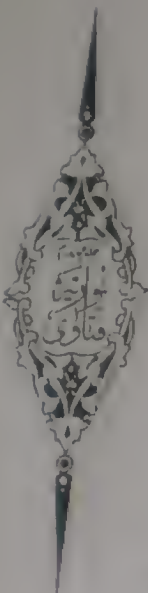


حق پرست  
(حفظانہ الولد)

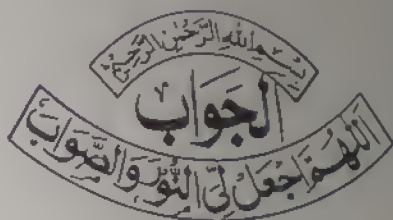
# بِأَحْضَاتِ تَرَاوُلِدَ

## الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اندر اس مسئلہ کہ ایک شخص  
 مسیحی نے اپنی بیوی مسماۃ بشیرا کو طلاق دی جبکہ بشیرا کے بطن سے محمد یسین  
 کی لڑکی بھرچھ سات ماہ تھی، وہ بچی بشیرا کے پاس رہی اور اب ۱۳ سال کے  
 لگ بھگ اس کی عمر ہے۔ اب محمد یسین وہ لڑکی بشیرا سے لینا چاہتا ہے۔ بشیرا  
 نے دوسری جگہ عقد کر لیا ہے اور محمد یسین نے بھی دوسری شادی کر لی ہے۔ بشیرا  
 کے والدین بقید حیات ہیں جو کہ اس بچی کے سکے نامادانی ہیں۔ محمد یسین کے والدین  
 بھی بقید حیات موجود ہیں جو کہ اس بچی کے سکے دادا دادی ہیں۔ اس وقت بچی کی عمر  
 تقریباً تین چار سال ہے۔



شرعاً حکم تو یہ فرمائیں کہ لڑکی کی تربیت کے لئے زیادہ مناسب و مقدار  
 نامزدگانی میں یا داد و ادائی جبکہ بچی کے لئے دونوں فریق بصد ہیں نیز دوا اٹھائی سال  
 کے عرصہ کا خرچہ جس میں اس کی پرورش نہضال نے کی ہے، وہ لینے کے لئے شہر  
 سستی میں یا نہیں؟ بیوا تو جسروا۔

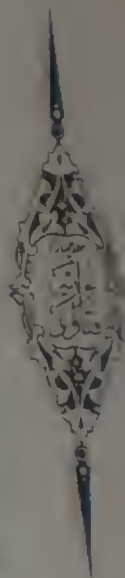


سماء بشریاں کے نکاح کے بعد بشریاں کی ماں جو کہ لڑکی کی مانی ہے زیادہ  
 حقدار ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے ج ۲ ص ۱۴۱ والام والجدۃ احق بالجاریۃ  
 حتی یحصی اور جو بچی کی پرورش پر خرچ ہو یا جب پہلے کچھ مقرر نہیں ہوا تھا تو اب خرچ  
 وصول نہیں کر سکتے۔ ہاں آئندہ کے لئے باقاعدہ مقرر ہو جائے تو وہ وصول کر سکتے ہیں اور یہ  
 حق بچی کے جوان ہونے تک ہے۔

والله تعالى اعلم وصلى الله على خير خلقه محمد  
 وعلى آله واصحابه اجمعين وبارك وسلم۔

عزہ الفقیر الی الخیر محمد نور اللہ النعمی غفرلہ

۱۶ جمادے الآخر ۱۴۰۶ھ ۱۱ اپریل ۱۹۸۶ء





# الاستفءا

كفا فرماتے ہیں علمائے دین متین اندر یں سئد كه هنده نامى اىك عورت كا زىء  
كه ساآه نكاح هوا۔ هنده كه لطن سے زىء كا اىك لڑكا اور اىك لڑكى پىءا هوئى اور زىء  
فءت هو كىا۔ هنده بد چلن آھتى وه زىء كه حءر سے چلى گئى اور لڑكه كو اپنے ساآه لے گئى اور  
لڑكى جس كى عمر تقرىبا چار سال آھتى اسے چھوڑ گئى۔ بعد ازاں زىء بهى مر كىا اور وه لڑكى بالء  
بے سهارا هو گئى۔

بعد ازاں اس لڑكى كى سوتلى بهن كه خاوند نے جو اىك اجنبى شخص آھ اس نے  
اس لڑكى كى پرورش كى، اب وه لڑكى جوان ہے اور اس كا حقيقى بھائى جس كو ماں اپنے  
ساآه لے گئى آھتى وه بهى جوان ہے۔ اب ان دونوں نے لعنى لڑكى كى ماں اور اس كه بھائى  
نے اپنا استحقاق جءا كر لڑكى كو لينے كى كوشش كى ہے، لڑكه كه پرورش كنده نے عرصه  
بىء سال كا خرچہ مانگا ہے۔

درىافت طلب یہ امر ہے كه آيا پرورش كنده خرچہ لينے كا شرعا مجاز ہے يہيں؟

اگر ہے تو كتنے عرصه كا خرچہ لے سكا ہے؟ كىا لڑكى بالغ ہونے كه بعد خرچہ لے سكه كا؟  
يادر ہے كه لڑكى بالغ ہونے كه بعد اپنے سوتيلے بھنؤى كه گھر ہتے وقت  
ديھاتى ماحول كه مطابق كچھ كام كا ج يا ان كى كوئى خدمت بهى كرتى رہى هو كى تو اس مدت



کابھی خرچہ درنار پر لازم ہوگا۔ واضح ہو کہ ہندہ اور اس کا لڑکا خرچہ ادا کرنے پر رضا مند نہیں۔  
سائل: میاں فاضل سرگاز، دولت آباد ضلع وٹاری ۸۱-۴۰-۱۹



شرعاً اس سوئلی ہمیشہ کے خاوند کا نابالغہ بچی کو پرورش کرنا تبرع تھا یعنی  
اپنی مرضی سے نیک کام کرتا تھا لہذا اس کا معاوضہ نہیں لے سکتا۔ شامی ج ۲ ص ۹۰۶  
میں ہے وَالنَّظْمُ لِلنَّوِيْرِ وَالنَّفَقَةُ لَا تَصْمِيْدِيْتِ الْاَبَالَ قَضَاءُ  
وَالرَّضَا اَوْ رَأْسُ عَمُوْرَتٍ مِّنْ نَّفَقَتِيْنِ نَحْكُمُ دِيَا اَوْ رَأْسَ رَضَايَ وَالِدِيْنِ سَے خرچہ ہوا  
تو مطالبہ نہیں کر سکتے ہاں اگر والدہ اور بھائی اپنی رضامندی کچھ دینا چاہیں تو ہو سکتے ہے۔

وَلِلّٰہِ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَصَلٰی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ وَاٰلِہٖ وَسَلٰم

محررہ الغنیۃ ابوالکحیر محمد نور الدین نعیمی غفرلہ

الرجاء سے ماخوذ ہے ۱۴۰۱ھ ۹۱-۴۰-۱۹

الاستفتاء

کیا فرائض میں غلامے دین بیچ اس مسئلہ کے ایک عورت نے جوانی کے عالم میں

بیوہ ہو گئی، بیوہ ہونے کے وقت اس کے دو نابالغ بچے ایک لڑکی بھرپانچ سال اور ایک لڑکا بھرپانچ سال کا رہ گیا۔ اب لڑکی کی عمر تقریباً نو سال اور لڑکے کی عمر تقریباً پانچ سال ہے۔  
 خاوند کی موت کے بعد عورت مذکورہ نے ایک غیر شخص کے ساتھ اپنے تعلقات استوار کرتے اور بغیر نکاح کے اس کے ساتھ رہنا سہنا شروع کر دیا۔ عورت کے لوہتین نے اسے سمجھایا کہ وہ اس مرد کی عورت شادی کرے لیکن وہ شادی کے لئے بھی تیار نہیں اور اس مرد کے ختم تعلقات منقطع کرنے پر بھی رضامند نہیں۔ عورت مذکورہ کے موجودہ کردار کے باعث اس کے دونوں نابالغ بچوں پر اخلاقی لحاظ سے سخت برا اثر پڑ رہا ہے۔ خصوصاً چھوٹا بچہ اپنی کم عمری و مصیبت کے باعث اپنی ماں اور اسی کے آشنا کا ذکر دیگر لوگوں سے کرتا ہے۔ ساتھ ہی عورت مذکورہ دونوں یتیم بچوں کی جائیداد کی آمدن پر اسے آدمیوں کو کھانا خرید کر دے رہی ہے۔ ازر دے شرت ٹھکری موجودہ صورت حالات میں جو احکام دینی ہوں صادر فرماتے جائیں

البتس

مجتبیٰ احمد معرفت فینٹ برل مشاق احمد جنرل ہیڈ کوارٹر دہلی

جنرل سٹاف بریج انٹرمیڈیٹ



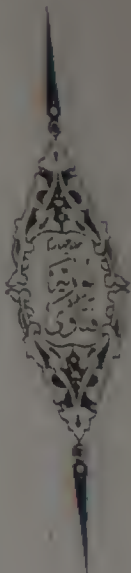
اگر یہ سوال صحیح اور واقعی ہے تو لازم کہ ان یتیم بچوں کے مال کی حفاظت کی جائے

کہ ایسی حالت میں بچہ روں کی جائیداد ضائع نہ کر دے، شرمناک و متوفی کی اولاد ہو تو بڑی ایک  
 یا زیادہ کاٹھنوں حصہ ہے تو اگر وہ عورت مالیت جائیداد کا اٹھواں حصہ ضائع یا وصول کر چکی  
 ہے تو اس کا کوئی حق نہیں رہا ورنہ اس کا حق اس کے لیے پیر و کر کے بچوں کی جائیداد سے الگ  
 کر دیا جائے پھر ایسی ماں کو حق نہیں پہنچتا کہ بچوں کو جبراً اپنے پاس رکھے۔ فتاویٰ عالمگیری ج ۲  
 ص ۴۲ میں ہے: **ان تكون مرتدة او فاجرة غير مأمونة كذا في الكافي**  
**ثانی ج ۲ ص ۸۷۲ میں ہے:** **والحاصل ان الحاضنة ان كانت فاسقة فسقاي لزم**  
**من ضياع لولد عند هاسقط حقها اور بچوں کی پرورش الیاسرشتہ دار مڑ ہو یا**  
**عورت جو نیک نیتی سے کر سکے کرے۔**

والله تعالى اعلم و صلى الله تعالى على حبيب و آلہ و

صحابہ و برکت و سلمہ

ضمہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعمی مغفرلہ

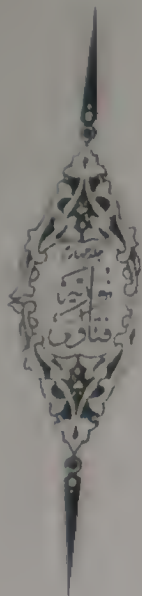


وَصَايَا

كتب عليكم اذا حضر احدكم  
الموت ان تترك خيرا الوصية

(البقره : ١٨٠)

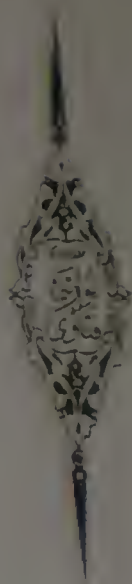
”تمہارے اوپر فرض کیا گیا ہے‘ جب تم میں سے کسی  
کو موت آنے لگے‘ اگر وہ کچھ مال چھوڑے تو وصیت  
کرے“



## لا وصية لوارث

(مشکوٰۃ ، باب الوصایا ، الفصل الثانی)

”وارث کے حق میں وصیت معتبر نہیں“



## کتاب الوصایا

وصیت کے لغوی معنی ہیں: اتصال الشيء یعنی ایک شے کا دوسرے تک متصل ہونا (پہنچنا، ملنا، ملا دینا) و سمیت وصیت لاتصالها بالمر المیت (تابع العروس، جلد: 15، صفحہ: 394) وصیت کو بھی وصیت اس لئے کہتے ہیں کیونکہ یہ میت کے معاملات سے متعلق و متصل ہوتی ہے۔

شرعاً کسی کو کسی چیز کے بلا عوض (تبرعاً) مالک بنا دینے کو وصیت کہتے

ہیں۔

وصیت کرنے والے کو ”موصی“ جس کے حق میں وصیت کی جائے اسے ”موصیٰ لہ“ اور جس چیز کے بارے میں وصیت کی جائے اسے ”موصیٰ بہ“ کہا جاتا ہے۔

ابتداءً اسلام میں قریب الموت شخص کے لئے ضروری تھا کہ وہ اپنے والدین، قریبی رشتہ داروں اور عزیزوں کے لئے وصیت کر جائے۔ بعد ازاں



جب احکام میراث نازل ہوئے تو ان میں تمام قریبی رشتہ داروں کے حصص کی تفصیل بیان کر دی گئی۔ اور وصیت کی فرضیت منسوخ ہو گئی۔ البتہ اپنی ذمیت اور حیثیت کے اعتبار سے اب بھی اس (کے جواز یا عدم جواز) کی کئی صورتیں ہیں۔

1۔ واجب: حقوق اللہ (مثلاً زکوٰۃ، حج، قضا نمازیں، روزے وغیرہ) اور حقوق العباد (امانت، قرض وغیرہ) میں سے جو حق اس کے ذمہ ہو اور وہ اسے ادا نہ کر سکا ہو اس کی ادائیگی وصیت فرض یا واجب ہوگی۔

2۔ مستحب: کسی کار خیر مثلاً دینی مدارس، دینی طلبہ، غریب رشتہ داروں کے لئے یا دیگر امور خیر کی وصیت کرنا۔

3۔ مباح: کسی جائز کام مثلاً امیر رشتہ داروں یا دنیا داروں کے لئے مال کی وصیت کرنا۔

4۔ مکروہ: کسی نامناسب امر مثلاً فاسق و فاجر کے حق میں وصیت کرنا۔

جس درجہ کا ناپسندیدہ امر ہوگا کراہت بھی اسی اعتبار سے ہوگی بعض صورتوں میں تنزیہی، بعض میں تحریمی، جبکہ مطلقاً حرام کام کی وصیت، ظاہر ہے، حرام و معصیت قرار پائے گی۔

وصیت کے سلسلہ میں حدیث پاک کی رو سے یہ پابندی عائد کر دی گئی ہے کہ یہ ایک تہائی سے زائد نہ ہو۔ اسی طرح ورثاء کے حصے چونکہ قرآن کریم میں متعین کر دیئے گئے ہیں اس لئے ان کے حق میں وصیت ممنوع ہے۔ اور وارث کے حق میں یا ایک تہائی سے زائد کی وصیت کر لے گا تو وہ

نافذ العمل نہیں ہوگی۔ البتہ عاقل بالغ درمء اپنی رضا مندی سے چاہیں تو  
 عمل درآمد کر سکتے ہیں۔  
 کتاب الوصایا میں چار فتوے ہیں جن کے ضمن میں متعدد جزئیات آگئی  
 ہیں۔

(مرتب)



# کتابُ العَصَا

## الاستفتاء

مستفتی مرد جو کہ بل سنت جماعت سے تعلق رکھتا تھا، فوت ہو سبب جس کے چار لڑکے نور محمد، رجاہ، بیگ، سراج الدین تھے ورتین لڑکیاں تھیں، اس کی فوتگی کے وقت دو لڑکے نور محمد، رجاہ اور لڑکی گوماں اس کی موجودگی میں فوت ہو چکے تھے نور محمد کے چار لڑکے ہیں احمد، رمضان، سوہنا، مہماں۔

بیگ اور سراج الدین ورتین دیگر معززین علاقہ بیان کرتے ہیں کہ متوفی نے برقت فوتیگی زبانی وصیت کی تھی کہ نور محمد پسر کی اولاد کو حصہ دیا جاوے۔ اس نے اپنی موجودگی میں ان کے حصہ کے برابر زمین تقسیم کر دی تھی، قبضہ احمد وغیرہ کا ہے دو لڑکیاں



مسما سیدال وحبت اپنا حصہ دینے کو تیار نہیں جواب دیا جاوے کہ آیا اٹھ غفرہ کو مار کے تیرے حصے دیا جاوے یا نہیں؟



یہ وصیت شرعاً جائز ہے، قرآن کریم میں ہے من بعد وصیة یوصی بہا و دینہ پھر اس صورت میں تو متوفی نے زمین تقسیم کر کے تیسرے حصہ پر احمد وغیرہ کو قبضہ بھی دے دیا اور وہ باقاعدہ قبول بھی کر چکے ہیں تو وہ باقاعدہ شرعاً مالک بن چکے ہیں فتاویٰ عالمگیری ج ۴ ص ۲۲۳ میں ہے و لموصی نہ یسملک بالقبول توان کا وہ حصہ بحال رکھا جائے اور ان کے نام انتقال کیا جائے، سیدال اور حجت کو کوئی حق اعتراض قطعاً نہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ والہ  
و اصحابہ و بارک و سلم۔

عقودہ الفقیر الی الخیر محمد نور اللہ النبی غفرلہ

۲۲ ربیع الثانی ۱۴۰۹ھ

# الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ان رب سنیہ کربوبہ منتقل ہو  
حالانکہ اس کا وارث صرف ایک اخیانی بھائی ہی ہے و مرض فوت میں اس نے وصیت  
کی کہ میرا کل مال خیرات کیا جائے اور جو نقد ہے وہ بقرہ لایا جائے اور تین بوائے کا تقاضا یہ ہے  
کہ سامان اور نقدی سے مجھے بھی کچھ پہنچتا ہے یا نہیں اور یہ بھی تقاضا ہے کہ قبر پر خرچہ اپنے  
انتظام سے خرچ کروں تو کیا حکم ہے سببوا لوجہ۔

نوٹ: زید کا ایک سوتیل بھائی بھی ہے کیا اس کو بھی کوئی حق پہنچتا ہے یا نہیں؟

اساس: عبد الحفیظ  
عبد الحفیظ بقلم خود ۱۴۱۶ھ



عینی بھائی کے ہوتے ہوئے سوتیل بھائی وارث نہیں کہ فی السراحۃ  
موت قبرت محمدت نافذ کی جائے کہ فی السراحۃ و منصوب فی



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
**الْجَوَابُ**  
 اللَّهُمَّ اجْعَلْ لِي الْبُؤْسَ وَالضُّوْبَ

قرآن کریم نے حصّہ مال وراثت کو نصیب مفسر و ضا فرمایا ہے تو وہ  
 رواج وغیرہ سے ساقط نہیں ہو سکتا لہذا سمندر کے ورثہ اپنے حصّے لے سکتے ہیں اور  
 وصیت صرف بیوی کے اپنے حصّے سے (جو کل مال کی چوتھائی ہے) نافذ ہوگی اور اس کا  
 بھی صرف تیسرا حصّہ مسجد کا حق بنے گا کہ والثلث کشیر ہاں اگر وارث بالغ اپنی خوشی  
 سے اپنے حصّے مسجد میں لگا دیں تو جائز ہے مگر کسی نابالغ کا حصّہ بلا رضا بالغ کا حصّہ  
 لگانا جائز نہیں کہ مسجد پر مال طیب ہی لگایا جاسکتا ہے اور مال سمندر کا حصّہ بوجہ غلطی ربع  
 سدس بارہ سے آئے گا مگر چونکہ بن بھائیوں پر باقی بعد الفرائض بجا کسر نیم نہیں ہو سکتا لہذا  
 سب ذیل قاعدہ بارہ کو چھ میں ضرب دی جائیگی اور ۷۲ سے حسب ذیل تقسیم درست ہو جائیگی :

سمندر ۱۲ سے صحیح از ۷۲

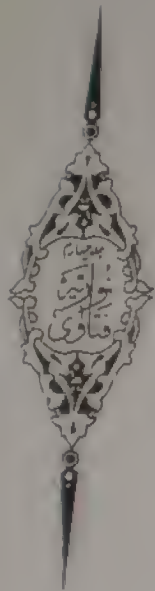
بیوی	والدہ	ماچھیاخ	نور اراخ	زینب خست	سائل خست
$\frac{18}{42}$	$\frac{12}{42}$	$\frac{12}{42}$	$\frac{12}{42}$	$\frac{6}{42}$	$\frac{6}{42}$

کذا فی السراجیۃ وغیرہا من اسفار المذہب المہذب -

واللہ تعالیٰ اعلم وصلى الله تعالى على حبيبہ محمد

والہ وصحبہ وبارک وسلم -

عزہ الفقیر الی الخیر محمد زور اللہ النعمی غفرلہ



# الاستفتاء

- ۱۔ وصیت اور بیہ میں از روئے شرع کیا فرق ہے؟
- ۲۔ کیا والد اپنی نرمینا ولاد میں سے صرف ایک کے نام جائیداد کا کچھ حصہ بیہ کر سکتا ہے جبکہ اس کے دو اور وارث موجود ہوں اور ان کو اس نے عاک نہ کیا ہو؟
- ۳۔ اگر والد اپنے والد کی زندگی میں فوت ہو جائے تو مستوفی لڑکے کی نرمینا ولاد اپنے دادا کی جائیداد کی وارث ہو سکتی ہے؟ اگر ہو سکتی ہے تو اس کی شرح کیا ہوگی جبکہ والد کی اولاد صرف تین لڑکوں پر مشتمل ہو۔
- ۴۔ کسی شخص کے مرنے پر اس کی جائیداد کی تقسیم کیسے ہوگی جبکہ اس کی دو بیویاں ضرب دو لڑکیاں (ایک بیوی سے) اور ایک بھائی زندہ ہو اور ایک فوت ہو گیا ہو مگر اس کی اولاد زندہ ہو۔

السائل: مہتر عبدالحکیم اسٹنٹیشن مہتر مہرباں ضلع سیالکوٹ



- ۱۔ وصیت شرعاً کسی چیز کا بلا عوض دوسرے کو اپنی موت کے بعد مالک بنادینا اور بیہ



کسی چیز کا دوسرے کو بلا عوض مالک بنادینا اسی حال میں ہے تو وصیت میں ثبوت  
ہلک موت کے بعد ہو گا اور ہبہ میں موت سے پہلے اور اگر ہبہ کر نیول فوت ہو جائے  
قبل از قبضہ ہو بہ لہ تو ہبہ باطل ہو جاتا ہے۔ ایک فرق تو یہ ہے قبل موت اور بعد موت کا۔  
دوسرا یہ ہے کہ ہبہ وارث کو بھی کر سکتا ہے اور وصیت وارث کے لئے نہیں کر سکتا اور اگر کرے تو  
شرعاً بالکل باطل ہے اور بھی بہت سے فرق ہیں مگر امید کہ سائل کے لئے یہ دو ہی کافی ہوں گے۔

۲۔ اگر ایک کو دو سروس پر دینی فضیلت ہے مثلاً عالم ہے کفایت علم دین میں مصروف ہے  
یا عبادت و مجاہدہ میں مشغول ہے تو کوئی حرج نہیں اور اگر با فضیلت دنیاوی ہے تو ہبہ  
ہو جائے گا اور دو سروس کا اس صورت میں بھی کوئی اعتراض یا مصلحت الہیہ نہیں ہو سکتا مگر مکرر دہرے  
اور گنگنا ہو گا۔ بحر الریق ص ۷۷

۳۔ بوقت وفات والد ایک یا زیادہ ترکے زندہ ہوں تو کسی ترکے زندہ دیا متوفی کی کوئی اول و زماؤ  
وارث نہیں ہو سکتی البتہ اس صورت میں داد ان کے لئے وصیت کر سکتا ہے ورنہ  
ہی مرض الموت سے پہلے ہبہ سے بھی ان کے لئے نظام معاش کر سکتا ہے ان کی  
یتیمی کی وجہ سے۔

۴۔ کل ترکہ کے ۴ حصے کئے جائیں گے و حسب تفصیل میں ہوں گے متوفی بھائی کی وارث  
اس صورت میں وارث نہیں ہوں ترکہ کو سولہ سولہ و بیویوں کو تین تین باقی ہیں  
زادہ بھائی کے۔ بیویوں کا حق برابر ہے ہر ایک۔

محکماتی معتبر لکھنؤ -  
اللہ اور ایسے ہی گرائی میں یا کسی وجہ سے مفلج ہو تو جائز ہے۔ بفتح باری میں حضرت امام محمد سے مروی ہے قولہ  
لا تباہ بسل تویدہ - من غفل - صہ سراجہ وغیرہ - مذمت بکات

زید اس سده ۲۴ تصحیح سن ۲۸ سراجیه و غیره

رژکی رژکی رژکی رژکی رژکی

و الله تعالى اعلم و عليه حل مجده الحمد و احکم و صلی الله تعالی علی حبیب و صلی الله علیه و آله

الفقیه ابو الجبر محمد نور الله الخفای القادری الشریفی النعمانی

۲۴ محرم الحرام شریف ۱۳۶۹ هـ

قول هذا هو الحق والحق بالاتباع الحق

ابو غیاث محمد باقر قادری الشریفی النعمانی



# فراض

(قانون وراثت)

للرجال نصيب مما ترك الوالدان و  
 الاقربون و للنساء نصيب مما ترك  
 الوالدان و الاقربون مما قل منه او  
 كثر نصيبا مفروضا

(النساء : ۷)

”مردوں کے لئے اس (مال) میں حصہ ہے جو چھوڑ  
 گئے ماں باپ اور قرابت والے۔ اور عورتوں کے لئے (بھی)  
 حصہ ہے اس (مال) سے جو چھوڑ گئے ماں باپ اور قرابت  
 والے (خواہ) تھوڑا ہو یا بہت۔۔۔۔۔ حصہ مقرر کیا ہوا“

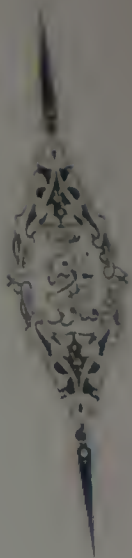


تعلّموا الفرائض و علموها الناس

شعب الايمان ، جلد : ۲ ، صفحہ : ۲۵۵

حدیث ۱۶۶۸

”علم فرائض یکھو اور سکھاؤ“



## کتاب الفرائض

فرائض، فریضہ کی جمع ہے، جو فرض سے مشتق ہے۔ فرض کا لفظ مقرر کرنے، واضح طور پر بیان کرنے، بلا عوض مال ملنے، اور بعض دیگر معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ علم الفرائض کا تعلق میراث سے ہے، چونکہ ورثاء کے حصے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر و متعین ہیں اور وضاحت سے انہیں بیان کر دیا گیا ہے، اس لئے اس علم کو علم الفرائض اور علم المیراث کہتے ہیں۔

اصطلاح شریعت میں علم الفرائض ایسا علم ہے جس کے ذریعے میت کے ترکہ میں سے اس کے ہر ہر وارث کا حصہ معلوم کیا جاسکے۔

میت کے مال سے متعلق بالترتیب چار حقوق ہیں:

(1) تجنیز و تکفین

(2) اوائے دین (قرضہ)

(3) نفاذ وصیت (ایک تنائی تک)



(4) ان تینوں امور کے بعد بقیہ ترکہ شریعت مطہرہ کے احکام کے مطابق میت کے ورثاء میں تقسیم کیا جائے گا۔ درج ذیل افراد بالترتیب مستحق وراثت ہوں گے:

### 1۔ ذوی الفروض

وہ ورثاء جن کے حصے قرآن کریم میں مقرر کر دیئے گئے ہیں۔۔۔۔۔  
یہ بارہ اشخاص ہیں۔۔۔۔۔ چار مرد اور آٹھ عورتیں، جو کہ حسب ذیل ہیں:

- 1۔۔۔۔۔ میت کا باپ
- 2۔۔۔۔۔ میت کا دادا (جد صحیح)
- 3۔۔۔۔۔ میت کا اخیانی بھائی (ماں شرکا)
- 4۔۔۔۔۔ میت کا خاوند
- 5۔۔۔۔۔ میت کی بیوی
- 6۔۔۔۔۔ میت کی بیٹی
- 7۔۔۔۔۔ میت کی پوتی
- 8۔۔۔۔۔ میت کی سگی بہن
- 9۔۔۔۔۔ میت کی علاقائی بہن (باپ شرکی)
- 10۔۔۔۔۔ میت کی اخیانی بہن (ماں شرکی)
- 11۔۔۔۔۔ میت کی ماں
- 12۔۔۔۔۔ میت کی دادی (جدہ صحیحہ)

ان (ذوی الفروض) کے لئے چھ حصے مقرر ہیں:



1 \_\_\_\_\_ نصف (1/2)

2 \_\_\_\_\_ چوتھائی (1/4)

3 \_\_\_\_\_ آٹھواں (1/8)

4 \_\_\_\_\_ ایک تہائی (1/3)

5 \_\_\_\_\_ دو تہائی (2/3)

6 \_\_\_\_\_ چھٹا (1/6)

## 2۔ غصبات

ایسے وارث جو ذوی الفروض سے باقی نہ بچنے والا تمام مال سمیت میں اور  
ذی فرض نہ ہونے کی صورت میں تمام ترکہ کے حق دار محض ہیں۔  
غصبات کی تفصیل یہ ہے:

میت کے اصول (باپ، دادا)

میت کے فروغ (بیٹا، پوتا)

میت کے باپ کے فروغ (بھائی، بھتیجا)

میت کے دادا کے فروغ (چچا، چچا کا بیٹا) جبکہ یہ مذکر ہوں، البتہ میت کی

بیٹی، پوتی، حقیقی اور علاقائی بہن اپنے بھائیوں کے ساتھ اور یہ حقیقی اور علاقائی

بہنیں میت کی بیٹی اور پوتی کے ساتھ بھی عصبہ ہو جاتی ہیں۔

## 3۔ رد علی ذوی الفروض

غصبات نہ ہونے کی صورت میں بقایا مال دوبارہ ذوی الفروض پر تقسیم

کیا جائے گا۔



#### 4۔ ذوی الارحام

میت کے وہ قرابت دار جو نہ ذوی الفروض میں سے ہوں اور نہ ہی  
عصباء میں سے، جیسے ماموں، نانا، خالہ وغیرہ

نوٹ:۔۔

- قرہی رشتہ دار کی موجودگی میں دور کا رشتہ دار محروم ہو گا (جیسے باپ  
کی موجودگی میں دادا محروم)
- قوی قرابت دار ضعیف قرابت دار کو محروم کرتا ہے (جیسے حقیقی بھائی  
کی موجودگی میں علائی بھائی محروم ہو گا)

#### 5۔ مولیٰ الموالاة

وہ شخص جس سے میت نے زندگی میں معاہدہ کر لیا ہو کہ ہم میں سے جو  
پہلے فوت ہو دوسرا اس کے مال کا مستحق ہو گا۔

#### 6۔ مقررہ بالنسب

متوفی نے اپنی زندگی میں کسی مجہول النسب شخص کے بارے میں نسب  
کا اقرار کر رکھا ہو۔

#### 7۔ موصیٰ لہ بجمع المال

جس شخص کے لئے میت نے تمام مال کی وصیت کی ہو۔



درج بالا مستحقین میں کوئی بھی موجود نہ ہو تو میت کا تمام ترکہ بیت المال (سرکاری خزانہ) کی ملکیت ہو گا تاکہ تمام مسلمانوں کے کام آئے۔

### موانع میراث

وراثت سے رکاوٹ کے اسباب درج ذیل چار امور ہیں

(1) غلامی (یہ صورت اس وقت منقور ہے)

(2) وارث اپنے مورث کو ناحق قتل کر دے۔۔۔۔۔ (اس میں قتل

بالبسب کے علاوہ باقی تمام اقسام قتل شامل ہیں، مزید تفصیل کے لئے ”تب الدیۃ والقصاص“ کا تعارف ملاحظہ کریں)

(3) اختلاف مذاہب۔۔۔۔۔ البتہ مرتد کے زمانہ ارتداد سے پہلے کی

جائیداد سے مسلمان وارث کو میراث ملے گی۔

(4) اختلاف دار۔۔۔۔۔ غیر مسلم وارث و مورث میں مملکت کا

اختلاف مانع وراثت ہے۔ یعنی ایک دارالاسلام کی حدود میں اس کا شری ہو

اور دوسرا دارا کلف کا رہنے والا ہو، جیسے حبشہ و ذمی اور مستمن اور ذمی کہ

ان میں سے ایک دارالاسلام کا شری ہو اور دوسرا دارا کلف کا، ان کو ایک

دوسرے کی میراث نہیں ملے گی۔۔۔۔۔ البتہ اگر مسلمان دارا کلف میں جا کر

فوت ہو یا دارالاسلام میں فوت ہو اور اس کے مسلمان وارث دارا کلف میں

مقیم ہوں تو اختلاف دار کے باوجود حق وراثت سے محروم نہیں ہوں

گے۔۔۔۔۔ (در المختار رد المحتار، جلد 5، 73، 12، 16)

فتاویٰ دہلیہ کی کتاب الفرائض کافی مفصل ہے۔ اس میں درج ذیل  
بواب شامل ہیں۔

### 1۔ باب ذوی الفروض

ذوی الفروض، جن کے حصص قرآن کریم میں مقرر کر دیئے گئے ہیں،  
تفصیل اسی مضمون میں پہلے بیان کر دی گئی ہے۔

### 2۔ باب العصبات

عصبات کی تفصیل بھی اسی مضمون کے گزشتہ صفحات میں درج  
ہے۔

### 3۔ باب ذوی الارحام

ان کی تشریح بھی پہلے بیان ہو چکی ہے۔

### 4۔ باب العول

ذوی الفروض کے حصص کی تعداد زیادہ اور مخرج ادائے فرض سے کم  
رہے تو مخرج کے اجزاء میں حسابی زیادتی پیدا کرنے کے عمل کو ”عول“ کہتے  
ہیں

### 5۔ باب الرد

عمل کے برعکس ذوی الفروض کے حصص کم اور مخرج زیادہ ہو تو بقیہ  
ذوی الفروض، ہذا ارکان کے حصص میں اضافہ کرنے کو ”رد“ کہتے ہیں

## 6۔ باب التصحیح

وارثوں کے کسی گروہ کا حصہ پورے طور پر نہ بٹ سکے تو ضرب و لطمہ دے کر ایسی صورت کی جائے جس سے وہ حصہ پورا تقسیم ہو جائے اسے ”تصحیح“ کہتے ہیں

## 7۔ باب المناخہ

میت کی میراث ابھی تقسیم نہ ہوئی تھی کہ بعض وارث فوت ہو جائیں تو مورث اعلیٰ کی میراث ان مرنے والے ورثاء کی طرف منتقل کر دینا ”مناخہ“ کہلاتا ہے

## 8۔ باب مسائل الشتی

اس باب میں ترکہ، مفقود الخبر شخص اور دیگر متفرق امور کے بارے استفتاءات شامل ہیں

مجموعی طور پر کتاب الفرائض میں (154) استفتاءات شامل ہیں۔

(مرتب)

ذَوِي الْفُرُوسِ

# کتاب الفرائض

## الاستفتاء

خداوند سواں یہ کہ جمال متوفی نے ایک عورت منکوحہ اور ایک لڑکی چھوڑی ہے  
 علاوہ انہیں اس نے یہ عورت جو غواہ کر کے لایا تھا جس کا نکاح کسی اور کے ساتھ بنے ہو  
 بھی چھوڑا ہے اور عورت منکوحہ تہہ بیاسات سال سے اس کے پاس نہیں رہی بلکہ اپنے  
 میکے رہی تو شہداء اس کی وراثت کا حق کس کو ہے؟ — نیز حالِ فتمیہ نے بیان کیا کہ متوفی جمال  
 کی تین ہمشیرہ ہیں دو حقیقی اور ایک متبلی اور ان دو حقیقی بہنوں میں سے ایک دین اسلام چھوڑ کر لٹ گئی  
 اور متوفی کا باپ اور مائی اور بھائی موجود نہیں۔





از روئے شریعت مطہرہ جمال متوفی کے وارث اس کی منکوحہ عورت اور لڑکی اور گاہی ہیں۔ کل مال متروک و نفع اغراجات کفن و دفن و وصیت کے بعد میں سے اٹھواں حصہ عورت منکوحہ کا حق ہے اور نصف لڑکی کا حق ہے اور باقی تھقیقی بہن کا اور آپس کے نزاع یا عورت کے بچے پہلے جلنے سے اس کا حق سلب نہیں ہو سکتا جب تک طلاق کا صحیح ثبوت نہ ملے اور عورت کے اس کہنے سے کہ جمال نے مجھے ماں بہن کہا تھا، کچھ نہیں ہوتا، بدستور عورت عورت کا حق پاسکتی ہے اور دوسری عورت انوار کردہ کا قطعاً یقیناً کوئی کسی قسم کا حق نہیں ہے اور تنہا بہن اور دین اسلام سے الگ ہونے والی بہن ان دونوں کا بھی کوئی حق نہیں۔ یہ احکام شریعت مطہرہ، قرآن کریم اور حدیث شریف اور کتب مذہب میں ملحقہ بلا شک بشہ موجود ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعملہ جل مجدہ اتمہ واحکم وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ والہ واصحابہ وسلم۔

عزیزہ الغفیرہ البواکیر محترمہ نور اللہ النعمی غفرلہ

۲۸ ربیع الثانی ۱۴۱۵ھ



# الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اندر اس صورت کہ نسبی محمد اسحاقی فوت ہو گیا ہے اور اس کے ورثہ میں سے ماں، سگی بہن، لڑکی، بیوی اور دو چچے ہیں تو اس کی وراثت کا کیا حکم ہے جبکہ بیوی نے حق نہ بھی وصول نہیں کیا ہوا نیز متوفی کی ماں چاہتی ہے کہ متوفی کی لڑکی اپنے پاس رکھے حالانکہ لڑکی بالکل کم عمر ہے صرف پونے دو سال کی ہے اور متوفی کی ماں بہت ضعیف ہے اور کمزور نظر والی محتاج ہے۔ لڑکی کی پرورش اور نگرانی نہیں کر سکتی، تو کیا وہ لڑکی لے سکتی ہے یا متوفی کی بیوی لڑکی کے غیر محرم سے نکاح کرے تو پھر لے سکتی ہے یا کیا حکم ہے؟ حق حضانہ والی عورتوں میں سے صرف متوفی کی ماں اور بیوی اور بہن ہے جو لڑکی کے غیر محرم کے نکاح میں ہے اور مردوں میں سے متوفی کے صرف دو چچے ہیں جن سے ایک لڑکی کا ناما ہے

ببینوا توحید

اساس: محمد دین، از دیکیہ مہار ۹ ذی الحجۃ المبارک ۱۳۶۶ھ



حسب دستور شرع مطہر تجمیع تکفین کے بعد دیون اور حق مہر جو داخل دیون ہے





دکے جائیں بعد ازاں وصایائے مال سے اور باقی مال کا چھٹا حصہ والدہ اور آٹھواں بیوی اور اہل  
 لڑکی کو دیا جائے اور باقی بن کو بچوں کو کچھ نہ دیا جائے کہ بہن لڑکی کی وجہ سے عصب بن گئی ہے تو یہ  
 بسبب خلیفہ شمس دہس چو بیٹا سے بیگا :

محمد بنی مسند از ص ۲۴

زوجه بنت اخت لاب وام

x

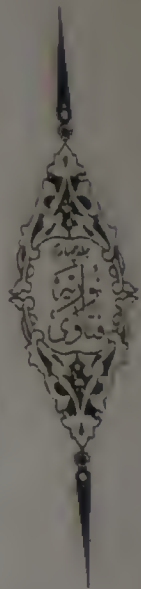
۵

۱۲

۳

۲

قرن کریم کا ارشاد میں ہے من بعد وصیة یوصی بہا او دین اور تقسیم  
 بر وصیت حکم حدیث شریف ہے اور عطف متقاضی ترتیب نہیں نیز قرآن کریم کا ارشاد ہے ولا یویہ  
 لکن و احد منہما السدس، نیز ارشاد ہے فلہن الثلثن مما ترکتم، نیز فرسہ ان  
 والا شان ہے و ان کنت واحدة فلہا النصف فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۴۴۲ مثالی ج  
 ص ۶۷۶، مرجع ص ۱۱۰ میں ہے والنظم من السراجیة ولهن الباقی مع البنات  
 و بنات لابن لقونہ علیہ السلام اجعلوا الاخوات مع البنات عصبہ  
 فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۴۰۵ میں ہے اذا اجتمعت العصابات بعضها عصبہ بنفسہا  
 وبعضہا عصبہ بغيرہا وبعضہا عصبہ مع غیرہا فالترجیح منہا بالقرب الخ  
 حق حنات سب سے قول واقدم ہاں کے لئے ثابت ہے اور غیر محرم سے نکاح کی صورت میں گو وہ  
 حق نہیں رہتا مگر جب س کے سوا کوئی دوسرا لڑکی کے لئے خاطر خواہ انتظام نہ کر سکے تو اس کا حق بن سکتا  
 ہے اگر یہ انتظام کر سکتے ہوں ورنہ وراثتی و غیرہ چہچہ کی حفاظت و پرورش کر کے حق دار نہیں  
 بن گئی تو غیر محرم سے نکاح کرنے کے بعد پرورش کا حق متوفی کے اس پیچھے کا ہے جو لڑکی کا نام بھی ہے  
 حق مگر کتب شریعہ سے ظہر ان الشمس ہے اور شامی ج ۲ ص ۸۷۱ میں ہے قال الرملی



ویشترط فی الحاضنة ان تكون حرة بالغة عاقلة امينة قادرة  
ان تخلو من نرجس اجنبی، نیز تہیہ قادریہ کے قوانین فرمایا ہے معلوم من حکم  
ما اذا كانت مریضۃ او کبیرۃ عاجزۃ نیز شامی ج ۲ میں ہے، فینبی لستفی  
ان یکون ذا بصیرۃ لیراعی الاصلح للولد فان قد یکون له قریب  
مفضل له یتمنی موتہ و یکون نرجس امہ مشفق علیہ یعرض علیہ  
فراقہ فیرید قریب اخذہ منها لیؤذیه ویؤذیہا ولیا کل  
من نفقتہ او نحو ذلک وقد یکون له زوجۃ تؤذیه ضعف  
ما یؤذیه زوج امہ الاجنبی وقد یکون له اولاد یخشی علی لبنت  
منہم الفتنة لسکنہا معہم فاذا علم المفتی او القاضی شیئ من  
ذلک لا یحل له نزعہ من امہ لان مدار امر الحضانۃ علی نفع  
الولد الخ وحکم العصبۃ ایضا واضح۔

واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ جل مجدہ اتمم وحکم وصلى الله  
تعالیٰ علی حبیبہ والہ وصحبہ وبارک وسلم۔

عزہ الفقیر الی الخیر محمد نور اللہ النعمی غفرلہ

وزی الحجۃ المبارکۃ ۱۳۳۶ھ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اندر اس صورت کہ زید فوت ہو گیا ہے و

دولہ کے اور ایک عورت چھوڑ گیا ہے، عورت کو ترکہ میں سے از روئے وراثت کتنا حصہ ملے گا؟  
 بینوا اما جودین من رب العلمین۔



قول بتوفیق اللہ تعالیٰ وعونہم عورت کو ترکہ میں سے از روئے وراثت  
 اٹھواں حصہ ملتا ہے جس طرح کہ قرآن مجید میں موجود ہے قوله تعالیٰ فان كان لکم ولد  
 فلهن الثمن مما سترکم من بعد وصية توصون بها او دین (موتہ النساء)  
 یعنی اگر تمہارے اولاد ہے تو ان کا تمہارے ترکہ میں سے اٹھواں حصہ ہے جو وصیت تم کر جاؤ اور دین  
 نکال کر برابر ہے کہ ایک بیوی ہے یا زیادہ ہوں۔ واللہ اعلم۔

حزقہ الفقیر البائس محمد نور اللہ النعمی غفرلہ  
 ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۶۷ھ

## الاستفتاء

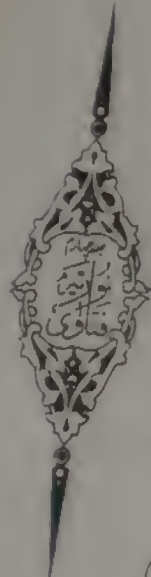
نقل استفتاء و فتویٰ مولوی بحر العلوم علی بابہ لفظ و عبارتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین فقہائے شریعت میں اس مسئلہ میں ایک شخص امیر کبیر اس کا  
 صرف ایک لڑکا، دونوں فقہائے الہی سے فوت ہو جاتے ہیں اور امیر کبیر کی بیوہ اور لڑکی شادی  
 اور اس کی ایک پوتی بمع والدہ ماجدہ حیات میں۔ وراثت کا انتقال متوفی لڑکے کے نام نہیں ہو اس  
 امیر کی تمام جائیداد جدی وراثت نہیں تھی۔ کچھ حصہ اپنے ماموں کی جائیداد سے بہ کچھ حصہ اپنی خالہ سے  
 جو کہ اہل ہندو کے پاس فروخت ہو چکا تھا، ہوتے حق شفعہ حاصل کیا۔ متوفی امیر کے بقی وراثت تھریبا  
 پانچ پشت پڑتے ہیں۔

### جواب

اس صورت مسئلہ میں لڑکی تمام شریعت کی مستحق ہوگی جیسا کہ المختار ج ۳ ص ۱۲ میں ہے  
 ان القربی تحجب البعدی یعنی قریبی وارث دور والوں کو محروم کر دیتا ہے یعنی بیٹی کے  
 ہوتے ہوئے پوتی کو از روئے فتوے محروم کیا جائے گا جیسا کہ فتاویٰ شامی ج ۵ ص ۵۵ میں ہے  
 ام الام ترث ومع الام وكذا احجبت بنت لابن مع بنت الواحد لصلبۃ  
 یعنی ماں محروم کر دیتی ہے نانی کو اور اس طرح پوتی محروم ہوتی ہے بسبب بیٹی کے جو بسبب متوفی  
 سے پیدا ہوئی ہو۔

اس عبارت سے صاف ظاہر معلوم ہوا کہ قرابت قریبی کے سبب دوری والے محروم  
 رہیں گے۔ یہ فقہ کا مسئلہ بڑی کتابوں میں ہے بمبسوط، جامع صغیر اور محیط وغیرہ میں اس صورت میں  
 لڑکی نصف میراث سے کل کی طرف لوٹے گی، نصف میراث کی اور صورت ہے نہیں، عمار کو دھوکہ  
 نہ کھانا چاہیے۔ شامی کی عبارت میں نے پیش کی ہے اور یہ موت متوفی کے بعد واپس بہہ کر نیرالے  
 کی طرف نہ پھرے گا بلکہ متوفی امیر کبیر کی اولاد کو ملے گا، اسی پر فتوے ہے اور شفعہ کے سبب متوفی  
 امیر کبیر نے جو جائیداد ملی ہے وہ پچھلے وارثوں کی طرف از روئے میراث نہ لوٹے گی جیسا کہ پہلے بیانی و اب



کی اولاد کو دینے کا بلکہ جو بموجب لہ نہر کی اولاد کو ملے گا یعنی جس کو سبب ہوا، اس کے بعد اس کی اولاد کو ملے گا، اسی طرح شفیع کی اولاد کو ملے گا یعنی اس کو جسے شفیع کا حق ملا ہے اور پچھلوں کو میراث نہ ملے گی۔ اسی طرح در المختار ج ۲ ص ۳۵ میں ہے الشفعة لا تورث یعنی شفیع میراث نہیں بنا اور پچھلے وارث جنہوں نے وہ جائیداد اپنی اہل ہند کے پاس فروخت کی تھی اب وہ شفیع کی میراث سے حق نہیں پاسکتا۔ یعنی کا حق از روئے شریعت حدیث بخاری شریف پارہ ۱۱ ص ۸۳ سے ثابت ہے کہ بیٹی کی جائیداد بھی لے سکتا ہے جیسا کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور وارثوں کے ہوتے ہوئے بیٹی اور عورت میں وراثت تقسیم کیا اور حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا تھا اور آپ نے اجازت دی تھی وہ بخاری کی حدیث کے آخری الفاظ یہ ہیں ولھیکن زیومئذ لابنتہ یعنی سعد بن ابی وقاص کے نزدیک وراثت میراث کا کوئی حق نہ تھا بغیر بیٹی کے حال نکاح اور وراثت موجود تھی مگر کبھی بیٹو نے بغیر اپنی بیٹی اور بیوی کے کسی کو میراث نہ دی، اسی معنی شرح بخاری میں مرقوم ہے اور بخاری شریف کے حاشیہ پر بعینہ یہ الفاظ موجود ہیں اور فقہ شامی ج ۲ ص ۳۵۲ میں ہے کہ مال ایک میت کا اقرب وراثت بغیر لیتا ہے جیسا کہ بیٹی مذکور تمام کو محروم کر دیا اور خود اس نے تمام جائیداد پوری گھیر لی۔

دوسری عورت شامی میں لکھی ہے کہ اگر وراثت جائیداد کا صغیر ہو تو اس کا مال ساتھ والے کو میراث کرینگے جیسا کہ بیٹی صغیر ہونے کے سبب اس کی ماں تمام جائیداد گھیر لے گی اور امانت رکھے گی اور اس کی حفاظت اس کے سبب سے سرانجام دے گی۔ حاصل کلام یہ ہے کہ جائیداد مذکورہ سے دوسرے ورثاء مدعی محروم مگر بیوی اور لڑکی دونوں میراث لیں گی اور تمام جائیداد پر قابض ہوں گی۔



تفسیر شان اپر

بنت

زوجہ

زید میت

۲۱

۳

زوجہ بنت

۱ حصہ

۱ حصہ

حررہ عنہ منہج العلوم مولوی عبدالجبار بھٹی پوری دہلوی مدرس کتب عربی

۱۲ جمادی الاول ۱۳۶۹ھ



یہ فتویٰ فتویٰ نہیں بلکہ فتنہ و شرع مستہر بعض افترار ہے، چند عبارت فقہیہ حدیثیہ کو توڑ کر پیش کیا جس سے قرآن کریم و حدیث شریف و فقہ منیف کے احکام منصوصہ اُٹھیں گے قرآن کریم میں صاف موجود ہے کہ **وَحَدَّثْنَاهَا لِنَصْفِ** یعنی ایک بی بی ہو تو اس کے لئے نصف ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فیصد فرمایا کہ لڑکی کے لئے نصف اور لڑپتی کے لئے ستر تکملہ ثلثین کا ہے رد و البخاری ج ۲ ص ۹۹ وغیرہ لکن لائمہ تمام فقہاء کرام نے اس پر فتویٰ دیا ہے، درالحقار کی پہلی نقل کردہ عبارت کے ساتھ متصل سی بیان





نہیں بلکہ تسلّی و التّخاتر میں ہے والدس لبنت لابن داکر مع البنت  
 الواحدة تکملة لثلاثین یعنی چھّاھ ایک پوتی یا زیادہ کا ہے۔ ایک لڑکی کے  
 ساتھ ثلاثین کا تکملہ اور شامی کی عبارت میں حجب حرمان نہیں بلکہ حجب اختصاص کا بین ہے  
 یعنی ایک لڑکی کے ہوتے ہوئے پوتی کو نصف نہیں ملے گا بلکہ سب ملے گا۔ ص ۸۳ میں  
 ہے قوله وبنت الابن تحجب مع الصلیب من النصف ای نسب  
 اور ایسے ہی مبسوط ص ۲۹ ص ۱۴۱ میں ہے بلکہ جمیع کتب مذہبیہ میں یہی ہے کہ یہ مخصوص قرن شد  
 اجماع ہے کما مر اور منصوص کا خلاف تو مسائل قیاسیہ میں بھی نہیں ہو سکتا چنانچہ  
 مسائل فرائض کن میں تو قیاس کو بالکل دخل ہی نہیں کما صرح بہ العلامة فی الدرر  
 الشامی فی حاشیئہ وغیرہما فی غیر ہما اور ظلم بظلم یہ کہ جب لڑکی تمام وراثت کی مستحق  
 ہے اور نصف سے کل کی طرف لوٹی تو بیوی کے لئے ثمن کہاں سے آگیا؟ یہ تناقض عجیب ہے  
 اور اسی طرح عدم رجوع فی المہر سے استدلال نہایت ہی مضحکہ خیز ہے۔ وراثت کو کون دیکھ نہ  
 رجوع قرار دیتا ہے۔

شامی وغیرہ نے تصریح فرمادی کہ موت سے ہلک وراثت کی طرف منتقل ہو جاتا ہے  
 شامی کے لفظ یہ ہیں لا یشقال المذک لثوارث اور وراثت کو اولاد میں منھ کرنا یہ یولوی حسب  
 ہی کا کام ہے اور عدم وراثت شفعہ سے استدلال وراثت اولاد کے لئے عقل و انصاف کو لٹی چھپی  
 سے ذبح کرنا ہے کہ بس عدم وراثت سے عدم وراثت او بار وغیرہ وراثت ہی میں نہیں اور ہر خط شفعہ  
 سے حاصل کی ہوتی جائیگا و بذریعہ شفعہ مراد لینا یہ یولوی صاحب کا ہی منصب اجتہاد ہے۔ افوس!



در الحناہ و شامی کا بیان کردہ معنی شفعہ معنی یا زہرا یا اور حدیث بخاری سے استدلال کرتے ہوئے  
تو حدیث دینی کی نثار ہی کر دی، اجمال میں تو دعویٰ یہ کہ حدیث بخاری سے ثابت کی جاتی ہے  
لے سکتی ہے اور تخصیص میں نبوی کو بھی حصہ دار بنا دیا، پھر یہ کہنا کہ حضرت سعد نے ورثہ تقسیم کیا تھا  
یہ بھی موضوع ہے تقسیم ورثہ کا اس حدیث میں ذکر ہی نہیں بلکہ یہ بھی نہیں کہ حضرت سعد اس  
مرض میں فوت ہوئے، بلکہ اسی حدیث سے ثابت کہ تندرست ہو کر کافی مدت تک زندہ رہے  
فتح الباری و بیہقی میں ہے کہ چالیس سال سے بھی زیادہ زندہ رہے، تاہم شاہد ہے کہ  
فاتح فارس بنے، اور پھر اسی تقسیم کی اجازت حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر  
منسوب کرنا سخت جرأت ہے، اس حدیث میں تو وصیت ہی کی اجازت کا ذکر ہے۔



معاذ اللہ! یہ کیونکر ممکن کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حق تبارک و تعالیٰ اور ظلم  
کی اجازت دیں بلکہ مرفوع کلمات مبارکہ میں رعایت جمیع ورثہ کی ہدایت فرمائی اور پانچ حصے  
بیان فرمایا کہ وارث زیادہ ہیں تو راوی کے قول لحدیکن لہ یومئذ الا ابنتہ کا وہ  
غیر محقق تھے جو مولوی جیسے بیان کیا اگر واقعی ہوتا تب بھی باطل ہو جاتا چہ جائیکہ حاشیہ میں صحیح معنی میں  
ہے جسے کہ معنی لاعمل کی گئی پھر قول شامی سے استدلال وہی ادعائے بے دلیل و متناقص  
ہے اور امانت کے طور پر پیغمبر کا مال سپرد کرنا پیغمبر کے حق کو ثابت کرتا ہے مگر اس کا کیا علاج کہ دلیل  
محرمی بنا رہے ہیں اور اخیر میں فرائض دینی پر یوں مہر تصدیق ثبت کر دی کہ تصحیح ۲۴ سے کہہ رہے ہیں  
حالانکہ پوتی کو ثلث عدا دیا جائے تو تصحیح بالکل بے جا و مغل جاتی ہے، شاید یہی خیال آیا کہ تقسیم ثانی ہر یک  
مگر یہ بھی متناقص مذکور کی وجہ سے باطل ہے، واقعی کسی نے صحیح فرمایا ہے

گر ہمیں متسیان ہاں فتوے دخت و مادر حلال خواہد شد



ایں صوفیوں کی یا فقط ترکستان کے رہنوں کو دانت بنانا اور جو تین زبان حاصل  
 بیان میرے پہلے فوٹے میں ہو چکا۔ راستہ تعالیٰ عہدہ عہدہ جس مجدد و واحد  
 صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ و صلواتہ و سلامہ و علیٰ آلہ و سلمہ

حضرت مفتی ابوالفیض محمد نور الدین صاحب

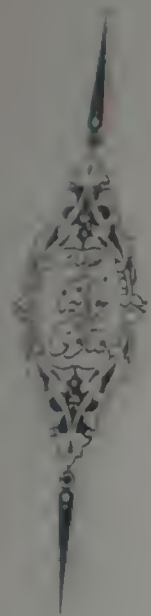
۳ رمضان المبارک ۱۳۵۰ھ

## الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع عتین اس سلسلے میں دو بھائی بھتیجی ہیں اور ایک  
 ان کی والدہ حقیقی اور دونوں شادی شدہ بے اولاد، چند دن کے بعد چھوٹا بھائی فوت ہو گیا۔ اب  
 توفی کی بیوی اور اس کا بڑا بھائی اور اس کی بیوی اور والدہ یعنی کل چار اشخاص ہوئے۔ اب ہمیں  
 ان کے ارض تقسیم کریں۔ بیٹو اتوجروا۔



اگر صورت مسئلہ واقعہ اور صحیح ہے تو ماں کا تیسرا حصہ اور توفی کی بیوی کا چوتھا



باقی سب بھائی کا ہے اور بھائی کی بیوی کا کچھ حصہ نہیں، قرآن کریم میں ہے فلا تعد الثلث  
فلین الرابع للرجال نصیب اربعۃ حدیث شریف میں ہے فلا ولی رجل ذکر  
اتفق علیہ اور یہی تمام کتب مذہب مذہب حنفیہ میں مخرج و مخرج ہے اور چونکہ مسند میں ثلث  
اور ربع آگیا ہے لہذا بارہ سے آئے گا کذا

میت	زید	مسند از ۱۲	کذا فی لہستہ والدرجین و غیر
ماں	بیوی متوفی کی	بھائی	بیوی بھائی کی
تیسرا حصہ	چوتھا حصہ	باقی از ۱۲	

واللہ تعالیٰ اعلم وصلى الله تعالى على حبيب وآله وصحبه

وبارک وسلم

عزہ الفقیہ ابو الخیر محمد نور اللہ النعمی غفرلہ

۱۸ ایچ الاول شریف سنہ ۱۳۷۱ھ

## الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اندر مسند کرمی و ریام فوت ہوا اور اس کی اولاد نہیں  
کچھ بن بھائی و ایک بیوی مسماہ صباہاں باقی میں تو از روئے قانون وراثت شرعیہ مسماہ صباہاں  
کا و ریام کی کل جائیداد باقی سے کیا حق ہے؟ بینوا تو جروا۔

السائل: عبدالغفور ساکن بارہ پور تحصیل اوکاڑہ ضلع منٹگمری

ترجمہ گہریوں کی لہجہ چوتھا حصہ مقرر فرمایا ہے دین و غیرہ کے بعد وہیں  
الرابع مما تترک من نعم یکن شک و نہ -  
و اللہ تعالیٰ محمد و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ و آلہ  
و صحبہ و برک و سلم -

حضرت الشفیہ ابوالخیر محمد بن ابوالنعمان غفرلہ

۲۱ ذی الحجہ المبارک ۱۲۸۷ھ

## الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ندیری مسئلہ کہ سنی محمد علی فوت ہو

اور اس کے پس ماندگان حسب ذیل ہیں :

بیوی مسماۃ گاماں ۲- حقیقی بہن مسماۃ نشان ۳- حقیقی بہن مسماۃ جوائی



۴۷۔ بھتیجی سماء سزاراں ۵۔ احمد دین حقیقی پچھ کا لڑکا

تو شرعاً اس کی جائیداد کس طرح تقسیم ہوگی، قرض اور وصیت نہیں، کفن دفن ہو چکا ہے

سیدنا توجروا۔

سائل : احمد دین، موضع چک نمبر ۲



شرعاً بیوی کا حق کل ترکہ میں چوتھائی اور بہنوں کا دو تہائی، بانی تحقیقی چچے کے لڑکے کا ہے اور اختلاط ربع و ثلثان کے سبب مسئلہ ۱۲ سے آئے گا ہکذا،

محمد علی مسئلہ از ۱۲

بیوی گاماں ۳ بہن نشاں ۴ بہن جوانی ۴ عم زاد احمد دین ۱ بھتیجی سزاراں ۵

قرآن کریم میں ہے وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَلَدٌ  
نیز قرآن کریم میں ہے فَإِنْ كُنَّ اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الشَّلْثُ مِمَّا تَرَكْتُمْ  
حدیث شریف میں ہے مَا بَقِيَ الْفَرَاتُضُ فَلَا وَلِيَ سِوَا جَلِ ذَكَرٍ، اور  
اسی سے ثابت ہے کہ بھتیجی محض محروم ہے۔

وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى حَبِيبِهِ وَالْم

# الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شریعتین اندر میں مسئلہ بسمی جی نہ ہو  
اور تین پوتے مسیان شیرا شریف محمد نذیر اور پوتی مسماۃ نور الہی اور بیوی مسماۃ عنایت  
چھوڑ گیا، ان کے علاوہ اس کے بھتیجے بھی موجود ہیں البتہ لڑکا یا لڑکی نہیں تو شریعہ اسکے وارث  
کون کون ہیں، کفن دفن، جو چکا ہے وصیت و قرض نہیں۔ سائل محمدہ آبادی تحصیل پیاپور  
آہ صغیرہ



صورت مذکورہ میں وراثت کے مستحق صرف بیوی اور پوتے ہی ہیں کہ اس صورت  
میں پوتے اور پوتی لڑکوں اور لڑکیوں کے حکم میں ہیں کہ وہ بھی اولاد میں جن کا کوئی حاجب نہیں  
البتہ اگر متوفی کا لڑکا زندہ ہوتا تو مستحق نہ ہوتے، تو اس صورت میں بیوی کا آٹھواں حصہ ہے،



باقی کل پوتی اور پوتے یوں تقسیم کر لیں کہ ایک ایک پوتے کے دو دو حصے اور ایک پوتی کا ایک  
 بوجہ شش سکہ ۸ سے آئے گا جو صحیح طور پر تقسیم ہو جائیگا حسب ذیل ہے :

جس سکہ ۸

سیت	۱	۲	۲	۲	۱
بیرونی سہاہ عفت پوتہ شیرا	شریف	پوتی سہاہ نور الہی			

قرآن کریم میں ہے فان كان لكم ولد فله من الثمن مما تركتم يوصيه  
 الله في اولادكم للذكر مثل حظ الانثيين۔

والله تعالى اعلم وصلى الله تعالى على خبي خلقه  
 حبیبہ والہ وصحبہ اجمعین۔

عزہ الفقیر الی الخیر محمد نور اللہ النعمی غفرلہ



## الاستفتاء

بسم الله الرحمن الرحيم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین اندریں سکہ کہ سستی شیرا کی حاصل کردہ  
 جائیداد اس کے دونوں لڑکوں سمیان ہسا و سستا کے نام انتقال ہوئی انگریزی دور میں اور  
 دونوں بھائیوں کی ہمشیرہ سہاہ دولاب بی بی جواب تک زندہ رہے جب سستا فوت ہوا تو اسکی  
 ایک بیوی اور تین لڑکیاں اور ایک بھائی ہسا موجود تھے تو انگریزی قانون کے مطابق اس کی



کل مترکہ جائیداد مستی ہستا کے نام منتقل ہوئی۔ اب ہستا بھی فوت ہو چکا ہے اور اس کی ایک  
 رو کی مسادۂ غلام ناظر نے ہے و رستا کی تین لڑکیاں مسادۂ مریم و شرفاں و کریم بھی موجود ہیں مستی  
 شیر کے حقیقی بھائی سسٹہ ادیرہ کی اولاد سے سمیان رمضان وغیرہ زندہ ہیں تو ب شرف شریف  
 کی رو سے اس کی جائیداد کس طرح تقسیم کی جائیگی؟ نیز مستی ہستا نے اپنی جائیداد کی وصیت  
 باقاعدہ اپنی لڑکی مسادۂ غلام کے نام تحریر کر دی تھی، اس کو کچھ اعتبار شرفاں سے یا نہیں؟  
 سائل: رمضان وغیرہ پسرین ادیرہ و انچک نمبر ۱۴۰۰ میں پی۔ ۱۰۰ میں شرفاں شریف



شرف سے ہستا کے وارث لڑکیاں بیوی بھائی و بہن بھئی لڑکیوں کو تناسیلا  
 اور بیوی کا آٹھواں حصہ و باقی بھائی و بہن کے لئے تھا، بھائی کا بہن سے دگن حق ہے،  
 گو انتقال انگریزی دور میں بوجہ کمزوری کسی طریق سے خدادادوں کو گر حق مل سکے تو تناسیت  
 ہی ضروری و مجوز نہ ہے، ارستی ہستا کے وارث صرف لڑکی غلام فاطمہ و بہن دولاں ہی  
 ہیں، رمضان وغیرہ کو کچھ نہیں مل سکا کہ بہن لڑکی کے ساتھ عصب بن جاتی ہے گرمیت کا  
 بھائی نہ ہو تو، لہذا یہ، دلوں اندر یہ صورت نصف نصف کی مستحق ہیں۔ قرآن کریم میں ہے  
 وَاَنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ، اگرچہ یہ ہے وَلِهِنَّ الْبَقِيَّةُ مَعَ الْبَنَاتِ  
 او بنات الابن لقول عليه السلام اجعلوا الاخوات مع البنات عصبۃ۔





واللہ تعالیٰ اعلم وصلى اللہ تعالیٰ علی حبیبہ والہ وصحبہ

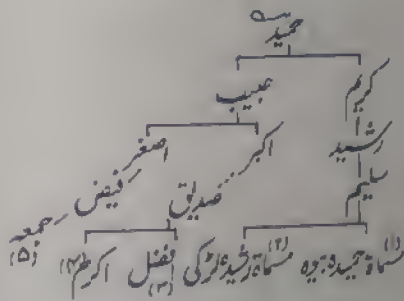
وہم ک وسلم۔

نوٹ: یہ سوال قبل ازیں مورخہ یکم ربیع الثانی ۱۳۸۷ھ کو شی غلام ازبک حیات کی طرف سے آیا  
مگر اس میں بہن مسعودہ دہل در ایسے ہی مستکی بیوی کا بھی ذکر نہیں تھا تو جواب اور دیا گیا اگر  
چھج ہے تو جواب بھی وہی ہے اور اگر یہ سوال درست تو جواب یہی ہے واللہ اعلم  
بالصواب اور وصیت مذکورہ کا اعتبار نہیں۔

عزہ الفقیر الی الخیر محمد نور اللہ النعمی غفرلہ

۲۱ ربیع الثانی ۱۳۸۷ھ

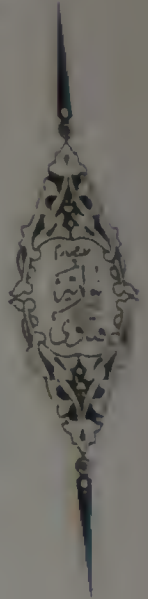
## الاستفتاء



مع بعینہ بطرح یک رسول یا مگر ہم اور حق لہذا اندراج

نکالیا کہ جب ایک ہی جمع تغیر الاسماء فقط۔

البرئ غفرلہ



سليم فوت ہر جانتے۔ مندرجہ ذیل آدمی وارث بننے کی کوشش کرتے ہیں۔ مسماۃ  
حمیدہ ۲۔ مسماۃ رشیدہ لڑکی ۳۔ افضل ۴۔ اکرم ۵۔ جمعہ۔ ان کے حصص ہر جہ شریعت  
کیے ہوئے چاہئے۔ سليم توفی اہل سنت سے تعلق رکھتا تھا۔ سليم کے فوت ہونے سے پہلے ان کے  
والدین اور صاحبزادے فیض، اکبر اور اصغر فوت ہو چکے تھے۔ اب صرف ۵۰۴۰۲۰۰ حیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
**الْجَوَابُ**  
اللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِّی الْتَوَّابَ الْقَوَّابَ

بریری کا  $\frac{1}{8}$  لڑکی کا  $\frac{1}{8}$  افضل کا  $\frac{1}{8}$  اکرم کا  $\frac{1}{8}$  جمعہ کا  $\frac{1}{8}$  حصہ ہے۔ مسماۃ سے آئیکا۔

حب ذیل :  
سليم  
مسماۃ ازہ  
سر سید بی بی فاطمہ  
نوٹ : بی بی فاطمہ نے فوت ہوئی۔

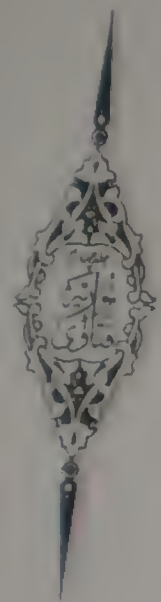
حمیدہ بریری	رشیدہ لڑکی	افضل	اکرم	جمعہ
$\frac{1}{8}$	$\frac{2}{8}$	$\frac{1}{8}$	$\frac{1}{8}$	$\frac{1}{8}$

کما فی القرآن الکریم والاحادیث الصحیحۃ والفقہ الحنفیۃ  
الملیفۃ۔ واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیب والہ

وضحبہ وبارک وسلم۔

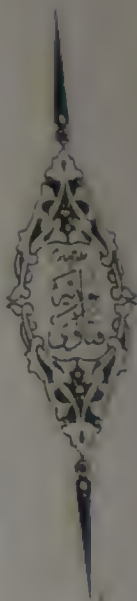
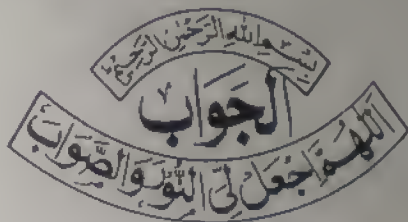
عزہ الفقیر الی الخیر محمد نور اللہ النعمی غفرلہ

یکم ذی الحجۃ المبارک ۱۴۲۷ھ



# الاستفتاء

سائل: مغلہ کہہ رہے تھیں کہ فوت ہوا اور ایک لڑکی کا پیشیاں اور حقیقی بہن مسماۃ صیدال  
 وچھاڑا تین بجائی پھوڑیا تو شرعاً اس کا ترک کس طور پر تقسیم ہوگا اور تمام مال کی وصیت لڑکی کے لئے کر لی ہے  
 تو میں وغیرہ کچھ نہیں کفن دفن ہو چکا۔ سائل: رمضان پر ایسی از نوریکے



شرعیہ وصیت بحکم حدیث شریف لا وصیۃ لوارث باطل ہے اور لڑکی کا حق  
 بحکم قرآن کریم نصف ہے وان كانت واحدة فلها النصف اور باقی سب بہن کا ہے بحکم  
 حدیث شریف اجعلوا الاخوات مع البنات عصبۃ۔ واللہ تعالیٰ اعلم وصلو  
 اللہ تعالیٰ علی حبیبہ والہ وصحبہ وسلم

عزیز الفقیر ابو النجیر محمد نور اللہ النعمی غفرلہ

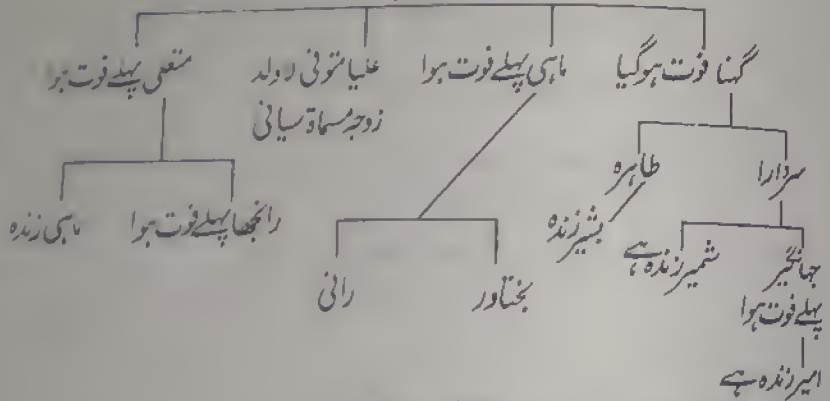
۳ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۵ھ



# الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اندر اس مسئلہ کہ مسہ علیا فوت ہوا، اس کے پس ماندگان مسماۃ سیارہ اور ماہی ولد علی اور امیر شمیم بشیر، گہنا برادر علیا کے پوتے ہیں تو شرعاً اس کی جائیداد کے مستحق کون کون ہیں اور تقسیم کس طرح ہوگی، شجرۂ نسب حسب ذیل ہے:

باگڑ



نوٹ: علیا متوفی اور اس کے تینوں بھائی حقیقی بھائی ہیں۔

السائل: ماہی ولد متعل از مالی سار تحصیل دیپال پور ضلع مظفر گڑی



مسماۃ سیارہ زوجہ کا ۱۴ حصہ ہے باقی کل سہ ماہی بھتیجا کا ہے، امیر وغیرہ مرد میں کہ بھیجے

کے ہوتے ہوئے بھیجے کے لڑکے وارث نہیں ہو سکتے، سہ چار سے آئیگا حبیب ذیل،  
علیا مسئلہ ۴

مسماۃ بیانی زوجہ ماہی برادرزادہ امیر شمیر بشیر بھتیجوں کے لڑکے  
۱/۴ ۲/۴ x x x

کذا فی السراجیۃ وغیرہا۔ واللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علی  
حبیبہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

عزہ الفقیر الی الخیر محمد نور اللہ انعمی غفرلہ

## الاستفتاء

شجرہ نسب  
الشیخ

خدا بخش  
نصیر  
امان علی  
ندان

ملکھی خاں (اپنے والد کی جہاں میں فوت ہو گیا تھا  
اب ملکھی کی ایک لڑکی بیان ہوتی ہے۔

مانگھی اللہ دے، بھولا، مولا بخش مھولا  
صدو

غلام نبی بقلم خود

۲۹-۱۲-۵۳



ہاتھی کی نر کی کے متعلق تصدیق کیا جائے، اگر ثابت ہو جائے تو نصف رکع و رہا  
نصف ندان کے عصبات ہاتھی وغیرہ جو بوقت وفات ندان زندہ تھے (کا کراس نے زبانی بیان  
کیا، نصیر ندان سے پہلے فوت ہو گیا تھا اور اگر یہ ثابت ہو جائے کہ ندان کی کوئی پوتی بھی نہیں تو  
ہاتھی وغیرہ کل جائیداد کے وارث ہیں۔

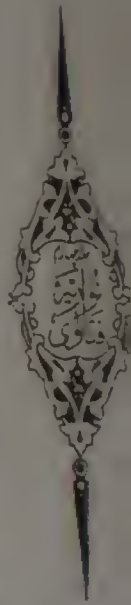
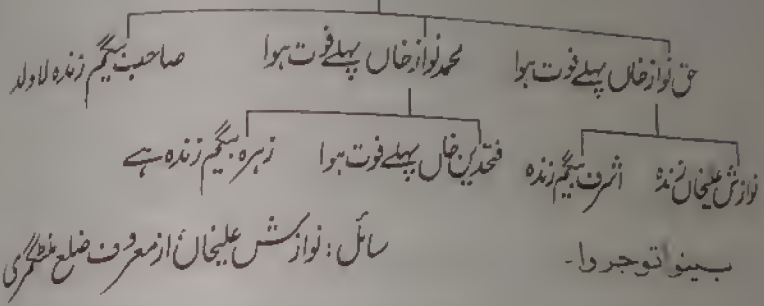
واللہ تعالیٰ اعلم وصلى الله تعالى على حبيب و صحبه وسلم۔

حضرت الفقیہ ابو الحکیم محمد نور اللہ النعمانی

## الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اندر یہ مسئلہ کہ مستی غلام محمد خاں حسب  
ذیل وارثوں سے فوت ہوا تو اس کی جائیداد کس طرح تقسیم ہوگی؟

شجرۂ نسب  
غلام محمد خاں ترقی



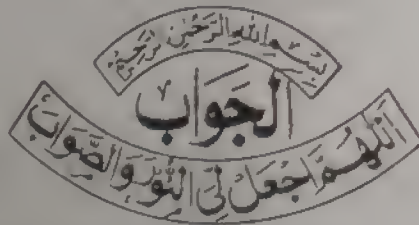
سماۃ صاحب بیگم لڑکی کا حصہ  $\frac{1}{8}$  ہے، قرآن کریم میں ہے وان كانت واحدة  
فلمبا النصف، مزاج میں ۸ میں ہے النصف للواحدة، سہمی نوازش علیخان پوتے کا  
 $\frac{1}{8}$  اور سماۃ اشرف بیگم پوتی کا  $\frac{1}{8}$  اور زہرہ بیگم پوتی کا بھی  $\frac{1}{8}$  ہے، قرآن کریم میں ہے یوصیکم  
اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین (پہ ۱۳۷)، سر اچھی میں ہے  
والباق بلیغہم للذکر مثل حظ الانثیین۔ واللہ تعالیٰ اعلم وصلی  
اللہ تعالیٰ علی حبیبہ والہ وصحبہ وبارک وسلم۔

عزہ الفقیر الی الخیر محمد نور اللہ النبی غفرلہ



# الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں محمد عبدالرحمن بن محمد یعقوب  
عبدالغفار و عبدالجبار لہران میاں رحم الدین ہیں، محمد عبداللہ پہلے فوت ہو چکا ہے جس کا ایک  
رو کا عبدالعزیز ہے بعد ازاں محمد یعقوب بھی فوت ہوا۔ عرصہ ۳۵/۴۰ سال جو اپنے اس کی  
کوئی اولاد نہیں، اس کی ایک بیوی مسماۃ روشن بی بی ہے اور عبدالغفار و عبدالجبار و بیانی  
اور بیعتجا عبدالعزیز موجود ہے، محمد یعقوب کا سالم حمزہ زمین مسماۃ روشن بی بی کے نام بطور  
فانون انگریزی ہے اور وہ عبدالغفار و عبدالعزیز کو ہسب یا پیڑ کی صورت میں کھ زمین دینا چاہتی  
ہے اور عبدالجبار کا حق تلف کرنا چاہتی ہے۔ کیا وہ اس طرح ہسب یا پیڑ کی صورت میں  
دے سکتی ہے اور ایک کی حق تلفی کر سکتی ہے؟ حق بیان کریں تاکہ کسی کی حق تلفی نہ ہو۔  
سائل: عبدالجبار موضع ڈولہ پختہ ۱۰۰ اشوال مکرم ۱۳۸۷ھ



مسماۃ روشن بی بی کل زمین ہسب یا پیڑ نہیں دے سکتی کہ اس کا حق کل جائیداد میں



عرف ہے باقی ہے عبدالغفار و عبدالجبار کا ہے کہ متوفی محمد یعقوب کے عہد سلطنت و بھائی ایک  
 کے ہیں اور عبدالغفر بن جنتیہ کا حق نہیں۔ سراجی میں ہے اما للزوجات فحالات  
 لربح للواحدة فصاعدة عند عدم الولد و ولد الابن وان سفل  
 ص ۷۸ و ۸۰ نیز ص ۱۲ میں ہے ثم جزاء ابی ای الاخوة ثم بنوهم وان سفلو  
 نوروشن بی بی اپنا حصہ بعد از تقسیم بہہ یا پٹہ پر دے سکتی ہے۔

نوٹ : یہ جواب سوال کی واقعیت پر مبنی ہے اگر سوال میں فرق ہو مثلاً ایک بھائی  
 حقیقی دوسرا سوتیلیا ہم درجہ یا قریب تر ہیں ہو تو جواب بھی بدل جائے گا۔

ابوالخیر غفرلہ ۱۶ سوال المکرم ص ۷۳

واللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ والہ

و اصحابہ و سلم۔

حقیر الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ ایضاً غفرلہ



## الاستفتاء

جناب عالی ! عرض ہے کہ میری پیشینہ بنام بیگیاں کے نام ۱۸ ایکڑ زمین عطیہ خود اس کو  
 ملا ہے اور خاوند اس کا بنام شیر چنگ گز گیا ہو انتھا اور شیر کے نام آگے زمین ملکیت کی قریب  
 ۴۰ سال تھی اور شیر خاوند مائی کا پہلے زمین ملنے سے ۱۴۰-۱۵ سال کا فوت ہو یا ہو انتھا، دو اسکی لڑکی  
 تھیں ایک لڑکی فوت ہو گئی اور ایک زندی ہے اس کے نام تو نصف ۹ ایکڑ زمین انتقال ہو گئی

ہے اور دوسرے ایچے کا حصہ سے فتویٰ تحریر کیا ہے جسے جو پاکستان اور حدیث شریف و کلام پاک میں جو حکم ہو۔

زمین مائی نے خود پیدا کی جو مٹی ہے۔ انشا اللہ اس میں کوئی غصہ نہ ہوگی۔  
الراقم: بندہ تو کھل لہیں پکے بندہ نہ تھیں دیباں پر۔



اگر سوال درست ہے کہ راضی خاص سماج بیگیاں کو عطیہ ہوتی ہے ورنہ بیگیاں ہی اس کی مالک تھیں تو اس راضی کے وارث بیگیاں کسے وارث ہی ہوں گے حدیث شریف میں آیا ہے من تراث ما لا ف لمورثتہ متفق علیہ (تو دوسرے و کیر کے مستحق اس کے دوسرے بھائی ہوں گے جو سائل نے زبانی زندہ بیان کئے حدیث متفق علیہ ہے۔ دہو لاؤلی رجل ذکر قریب میں ہے والا قریبون۔

والله تعالى له وصي الله تعالى عن حبيب الله وصي  
وباركت و سلم

عقدہ اعلیٰ و کچھ محمد نور اللہ نسیمی غفرلہ

نوٹ: سائل وہی سوال سابق ترسیم شدہ دوبارہ لایا جو درج ذیل ہے:

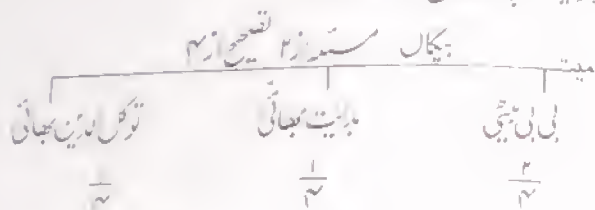
# الاستفتاء

جناب عالی! عرض ہے کہ سماء بیگیاں بیوہ شیر مہار فوت ہو گئی ہے اور اسکا  
 خاوند قبل ۳۶ سال سے فوت ہوا ہوا ہے۔ خاوند کی موت کے بعد سماء بیگیاں کو گورنمنٹ کی طرف سے  
 زمین بطور عطیہ دی گئی تھی۔ مائی بیگیاں کی دو لڑکیاں بی بی اور ستاں تھیں جن میں سے ستاں  
 فوت ہو چکی ہے۔ اب صرف بی بی زندہ ہے۔ مرحوم ستاں کے دو پسرافضل اور نجنا و کچی زندہ  
 ہیں۔ سماء بیگیاں کے خاوند کے دو بھتیجے سادنا اور سید بھی زندہ ہیں۔ ہم سماء بیگیاں کے حقیقی  
 بھائی ہدایت اور توکل الدین بھی زندہ ہیں۔ برائے مہربانی فوتہ حقیقی اور نزدیک وارثان کو دیا جاوے۔  
 سائل: توکل الدین ولد خوشحال جٹ مہار چک ۵۵ تحصیل دیپالپور ضلع منٹگمری  
 ۲۴ ذی قعدۃ المبارک ۱۳۷۳ھ



سائل نے زبانی بیان کیا کہ سماء ستاں دختر بیگیاں بیگیاں سے پہلے فوت ہوئی ہے  
 تو شرعاً متوفیہ بیگیاں کے وارث سماء بی بی دخترش اور سیدیاں ہدایت اور توکل الدین حقیقی بھائی

ہیں۔ بی بی کا نصف اور عدا بیت و توکل الدین کا باقی نصف نصف و نصف ہے۔ درکن کہیں میں ہے و ان كانت و حدة فلها النصف و عدا بیت تنفق عا میں سبہ قبول اولیٰ رجل ذکر توپند چارے صحنہ برگا ملکدا :



ناض و نجات و ریسرین ستاں اور سادو سید پسران برادر زوج بیگانہ محروم ہیں۔

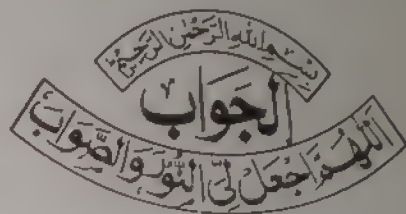
واللہ تعالیٰ عید و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ و آلہ و صحبہ و سیدہ

عزہ الغمیر الابرار الخیر محمد نور الشامی غفرلہ

## الاستفتاء

کیا ذہن میں آئے ہیں سمائے دین بیچ اس مسئلہ کے کہ ایک شخص کو نہال کی طرف سے یعنی نانا کی جائیداد غیر مقورہ رضی بذریعہ بیٹی تھی، کچھ عرصہ کے بعد وہ شخص فوت ہو گیا۔ اسکی یہ ملکیت یا رضی کا ۱/۴ حصہ اس کے والد اور ۱/۴ حصہ اسکی والدہ کے انتقال ہو گیا۔ اب اس کے اس سال کے بعد اسکی والدہ بھی فوت ہو گئی۔ اب اسکی والدہ کے مذکورہ ۱/۴ حصہ جو اس کے بیٹے کی طرف سے انتقال ہوا تھا کون حصہ دار ہے جبکہ متوفیہ مذکورہ کا کوئی تھقیقی باپ، بھائی بہن، بیٹا وغیرہ کوئی نہیں ہے البتہ اس کا خاوند زندہ ہے اور اس کے خاوند کے نہیں لڑکے دوسری بیوی سے موجود ہیں۔

سائل نے زبانی بیان کیا کہ متوفیہ کے جدی رشتہ دار جو پرداد میں ملے ہیں وہ ہیں  
 معرفت مولانا محمد صدیق صاحب حجرہ شریف



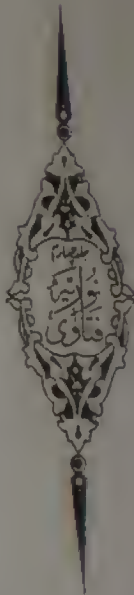
متوفیہ کا خاوند ۱۲ حصہ کا مستحق ہے، قرآن کریم میں ہے وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ  
 اَزْوَاجُكُمْ لَمْ يَكُنْ لِهِنَّ وَلَدٌ، سراجیہ عیسیٰ میں ہے النصف عند عدم  
 الولد، اور باقی ۱۲ جدی مردوں کے لئے ہے جو عصبات میں، حدیث شریف میں ہے الحقوا  
 النضر انض باھلہا فمابقی ذھول اولی رجل ذکر (متفق علیہ) مشکوٰۃ  
 مع المغالبع ص ۲۴۳، سراجیہ ص ۴ میں ہے ثم بالعصبات من جهة النسب  
 ص ۱۵ میں ہے ثم فی اعمام ابیہ ثم فی اعمام جدہ۔

واللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ والہ  
 و اصحابہ و بارک و سلم۔

حقرہ الفقیر الراجی محمد نور اللہ العیسیٰ غفرلہ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارہ میں کہ تیسرا و چہارم



ولد شاہ دین شاہ سکھ محبوب شاہ تحصیل دیبا پور ضلع فٹنگری کے والدِ دُزینہ نہ ہونے کی وجہ سے  
 اپنی جائیداد منقولہ وغیرہ منقولہ برائے وصیت اپنی بیوی مسماۃ زہرو بی بی کو وارث قرار دیا مسماۃ زہرو بی بی  
 کئی بیات کے بعد جائیداد کا وارث و قائم مقام دونوں لڑکیوں مسماۃ گاما بی بی و شفا بی بی کو قرار دیا۔  
 مسماۃ شفا بی بی بحالتِ ناکتختائی میں ہی فوت ہو گئی۔ مسماۃ زہرو بی بی نے اپنی جائیداد اپنی وصیت  
 مسماۃ گاما بی بی کو مورخہ ۲ فروری ۱۹۲۴ء قائم مقام مقرر و تسلیم کیا مسماۃ گاما بی بی کی کنواری  
 مسمیٰ جمال شاہ نمبردار سکھ محبوب شاہ سے ہوئی۔ عرصہ ۱۲۔۱۳ سال کے بعد جہاں شاہ نے ایک  
 اور شادی کر لی۔ مسماۃ گاما بی بی کی والدہ مذکورہ کے فوت ہونے پر وارثانِ بازگشت اس جائیداد  
 کے حقدار بننے کا جھگڑا کیا، زرعی جائیداد کا انتقال پانچواں حصہ مسماۃ گاما بی بی کو دیا گیا اور  
 چار حصے وارثانِ بازگشت نے تقسیم کر لیا جس کے بعد مسماۃ گاما بی بی نے وصیت بذریعہ جہری  
 اپنے سوتیلے لڑکے مسمیٰ مظہر حسین شاہ کے غی میں ۵ مارچ ۱۹۲۶ء میں کی اور جس میں درج کرایا کہ  
 وارثان نے مجھ سے دھوکہ کیا تھا، اب میں بارضامندی مظہر حسین شاہ کو وارث قائم مقام قرار دیتی ہوں  
 اب مسماۃ گاما بی بی ماہِ نومبر ۱۹۵۶ء کو فوت ہو گئی جسے جس کی جائیداد اب کس طرح تقسیم ہونی ہے  
 بذریعہ شریعت، فتویٰ دیا جائے۔

نوٹ: مسماۃ گاما بی بی لاولد فوت ہوئی ہے اور اس کے سوتیلے بہن بھائی بھی نہیں اور

عصبیات ہیں۔

سائل: سید جمال شاہ ولد سید غلام قادر شاہ نمبردار

سکھ محبوب شاہ تحصیل دیبا پور ضلع فٹنگری

۱۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۷۵ھ



مسماۃ گاہوں بی بی کی کل جائداد جو بخش دین اور قرض ادا کرنے کے بعد بچی اسکا تیسرا حصہ مظهر حسین شاہ کو دیا جائے اور باقی کا نصف جمال شاہ خاوند کا چلے رہا قیامند عھتاً کہجے ہاں اگر جمال شاہ خاوند اور وارث عصبیہ اجازت دے دیں تو باقی دونوں حصے بھی مظهر حسین شاہ کو دے جائیں اور اگر سب اجازت نہ دیں اور بعض دیں تو اجازت دینے والوں کے حصے دے جائیں اور باقی اپنا اپنے لیے لیں، فتاویٰ عالمگیری میں ہے ثم تنفذ وصایا ہ من ثلث ما یبقی بعد الکف و الدین الا ان تجیز الورثۃ اکثر من الثلث ثم یقسم الباقی بین الورثۃ علی اسہام المیراث۔

واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و حکم و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ و آلہ واصحابہ و بارک و سلم۔

حضرہ الفقیر البواخیر محمد نور اللہ النعمی غفرلہ

۲۰ جمادی الاخریٰ ۱۳۷۵ھ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اندر یہ مسئلہ کہ بچہ نے اپنی بیوی کو طلاق





دی اور اس بیوی سے ایک لڑکا ہے پھر پھر نے دوسری شادی کر لی جس سے تین لڑکیاں اور  
 نہیں تھے کہ بکس فوت ہو گیا اب مسئلہ درپیش ہے کہ متوفی کی وراثت کا حصہ کون سے بیویاں چڑھیں



سائنس نے زبانی بیان کیا کہ تھانہ کی عدالت قبل وفات پوری بیوی بچی تھی اور متوفی کے  
 والدین اور دادا دادی، نانا نانی زندہ نہیں تھے تو اندریں صورت انھوں نے حصہ بیوی کے حصے اور  
 باقی کل لڑکے کا ہے۔

وَبَارِكْ لِي عَمَّ وَعَلَ جَلَّ مَجْدُهُ وَحَمْدُهُ وَصَلَّى وَسَلَّمَ  
 عَلَى خَيْرِ خَلْقٍ سَبَّحَهُ وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

ضمیمہ الفقیر الی الخیر محمد نور اللہ النعمانی غفرلہ

دار حجب المرجب ششمہ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اندریں مسئلہ کہ زید انگریزی دور میں فوت ہوا ایک



لو کی، دو بیویاں اور کچھ اور عصبے زندہ تھے مگر انگریزی قانون کے مطابق نصف جائیداد بطور  
گزارہ، ایک بیوی کے نام منتقل ہوئی اور دوسرا نصف دوسری بیوی کے نام، بعد ازاں ایک  
بیوی اور لو کی جو اسی کے پیٹ سے تھی، فوت ہو گئیں اور اس مست فی بیوی کی جائیداد وارثوں میں  
تقسیم ہو گئی۔ اب دوسری بیوی فوت ہوئی ہے اور اس کے دو حقیقی بھتیجے اور دو بھتیجے کے لڑکے  
موجود ہیں اور متوفی زید کے عصبات اور ایک نواسہ بھی موجود ہیں تو اندریں صورت اس متوفی  
کے بھتیجوں اور بھتیجے کے لڑکوں کو اس نصف جائیداد سے شریک چھوڑ سکتا ہے یا نہیں؟

ببینو اسوجرد

نوٹ : اس دوسری بیوی کے والدین اور بھین، بھائی اور خاندان نہ ہیں



اس نصف جائیداد میں اس بیوی کا حصہ زید خاندان سے آقاوں بقا تو وہاں سے  
حصہ اس کے دونوں بھتیجوں کا حق ہے اور باقی بچہ حصے حسب دستور شرع زید کے ورثہ کے ہیں  
قرآن کریم میں ہے نسر جال نصیب ممات لک الوالدان و الاہر میں حاجت  
پاک میں ہے فلا ولی سرجل ذکر استفق علیہ، فتاویٰ مالکیہ ج ۴ ص ۴۰۴ میں ہے  
فاقریب العصبات الی ان قالوا ابن الاحم تو بیوی کے بھتیجوں کے ہوتے ہوئے بھتیجے



کے لڑکوں کو کچھ نہیں ملتا۔

واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ صلوات جلال مجدہ اللہ و حکمہ و صلی اللہ  
تعالیٰ علی حبیبہ و آلہ و اصحابہ و بارک و سلمہ ۔

حزبہ الفقہیہ ابو الحکیم محمد بن نور اللہ العالی غفرلہ

۲ شعبان ۱۴۳۸ھ بمطابق ۲۰۱۷ء

## الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین و مآذین مستند کہ متوفی سنی حنفی کی ایک  
لڑکی و تین حنفی جہان و ایک ہمشیرہ و ایک بیوی ہونی میں ترکیب لڑکی کو شرم نکال کر باقی کا نصف  
لے کر کیا کل ترکہ کا نصف ، ہمشیرہ و بیوی حصہ پسے گی یا نہیں ؟  
مستفتی : حاجی توفیق الرحمن چٹھہ ٹھیکہ دارانہ ذوالفقار ضلع مظفر گڑھ



ایک لڑکی کے لئے کل ترکہ کا نصف ہے ، قرآن کریم میں ہے و ان کانت

وحدہ قلب النصف ورفاوی عالمگیر ج ۴ ص ۴۰۳۔ سر جیو ص ۸ وغیرہ میں ہے  
 نصف لہو وحدہ یعنی کیل ٹوکی کے لئے نصف ترکہ ہے۔ دشمن نکال کر باقی کا نصف بڑا  
 کا نصف نہیں بن سکتا بلکہ وہ باقی کا نصف ہے جس کا ذکر نہ قرآن پاک میں ہے اور نہ ہی کسی  
 حدیث شریف میں ہے۔ در کسی کتاب فقہ میں بھی نہیں لکھا جس نے یوں کہا اس نے محض  
 فترہ کیا۔ حقیقی ہن بھی بھائیوں کے ساتھ ضرور حصہ دار ہے، قرآن کریم میں ہے وان کاہن  
 اخوة رجالا و ساء فذلک ذکر مثل حظ الانثیین یعنی اگر بھائی بہن ہوں تو مرد و  
 حصہ و عورتوں کے برابر ہے اور یہی فتاویٰ عالمگیر ج ۴ ص ۴۰۴۔ اور سر جیو ص ۱۰ میں ہے ومع  
 اخ لاہب و ام لذلک مثل حظ الانثیین تو روز روشن کی طرح ثابت ہوا کہ بہن  
 حصہ دار ہے گو اس کا حصہ بھائی کے برابر نہیں بلکہ اس سے آدھا ہے کسی کا یہ کہنا کہ ایسی  
 صورت میں حقیقی ہن حصہ نہیں پاتی قلنا قابل اعتبار نہیں۔

وَلِلّٰہِ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَعَلِمَ جَلَّ جَدَدُہٗ تَمَّ وَحُکْمُہٗ وَصَلٰی تَعَالٰی  
 عَلٰی حَبِیْبِہٖ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارُکَ وَسَلَامُ

حترمہ الفقیر البواکیر محمد نور اللہ نعیمی غفرلہ

۲۵ ربیع الثانی ۱۳۹۹ھ ۵۹-۱۰-۲۸

الاستفتاء

قلہ وانا مولوی محمد نور اللہ صاحب مدظلہ

آداب کے بعد عرض ہے کہ فدوی کو مندرجہ ذیل مسئلہ کا حل دریافت کرنا مطلوب ہے

میری ہمیشہ صاحب جس کو میرے والد صاحب مرحوم کے ترکہ میں سے حصہ وراثت پہنچا ہے۔ بد  
وقت ہو چکی ہے۔ اس کا خاندان جیتا ہے در اس سے کوئی درد نہیں ہے لہذا اس کو بھی ترکہ  
کس نسبت سے تقسیم کیا جائے۔ اس کی والدہ صاحبہ اور بندہ پر اور تحقیق جہت ہے۔

ساتھ : محمد ریاض الداعی و بیٹے



خانہ کا نصف کن ترکہ ہے۔ قرآن کریم میں ہے وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ  
ازواجکم من بعدہم۔ اور والدہ کا نصف یعنی کن ترکہ کا ۱/۴ اور باقی سب پرورد  
حقیقی کا ہے۔ قرآن کریم میں ہے وَنِسْفَ لِكُلِّ عِدَةٍ مِّمَّ هُوَ رَءُوسُهُمْ كُوفُوا  
قرآن کریم میں ہے مَدَامَ نَسْفَ مَدَامَ مَدَامَ مَدَامَ مَدَامَ مَدَامَ

مَدَامَ مَدَامَ

مَدَامَ

والدہ

خانہ

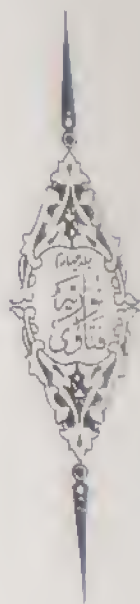
وَاللَّهُ يَدْعُو عَمَّ وَصَلَى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى حَبِيبِ وَآلِ

وَصَحَابِهِ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ

عَفْوُ الْفَقِيرِ الْوَالِدِ مُحَمَّدِ بْنِ مُحَمَّدٍ

# الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اندر اس مسئلہ کہ ایک خاتون جسے باپ کے ترکہ سے حصہ ملا  
لازم فوت ہوئی اور اس کا خاوند اور والدہ اور برادر حقیقی زندہ ہیں تو اس کا ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا؟  
سائل: محمد الیوب خاں ولد محمد یعقوب خاں



خاوند کا حصہ  $\frac{1}{4}$  ہے، قرآن کریم میں ہے وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ  
ان لم یکن لهن ولد۔ ترجمہ میں ہے النصف عند عدم الولد الخ اور والدہ کا  
حصہ  $\frac{1}{4}$  ہے۔ قرآن کریم میں ہے فَلَاحِمَ التَّلِثِ اور ترجمہ میں ہے وَتِلْثُ الْكُلِّ عند عدم  
هؤلاء وراثتی کا حصہ۔ حدیث متفق علیہ میں ہے فَلَاحِمٌ ذَكَرٌ اور ترجمہ میں  
ہے ثم جزء ابیہ ای الاخوة مسئلہ ۶ صحیح ہے سب ذیل :

مستند از خانوان  
والدہ ۲  
میت خاوند ۳  
برادر حقیقی

واللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیب و آلہ  
راضیہ و باہرک وسلم۔

حرمہ الغیرہ البراکہ محمد نور اللہ النبی و غفرلہ

شب ۳ شعبان معظم ۱۳۵۷ھ

## الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اندر میں مسئلہ کہ ایک شخص فوت ہوا  
حالانکہ اس کی ایک لڑکی ایک بیوی اور ایک بھائی زندہ ہیں، ان کے سوا کوئی اور قریبی ورث  
نہیں تو شرعاً اس مرنے والے کا ترکہ کس طرح تقسیم کیا جائے؟  
سائن.....



میت کے کفن و دفن اور قرض و وصیت سے جو بچے، اس کا نصف لڑکی کا حق ہے

در آٹھوں حصہ بیوی کا ہے، باقی سب بھائی کا ہے۔ یہ مسئلہ ۸ سے صحیح ہوگا، حسب ذیل

مسئلہ از ۸		
بیوی	لڑکی	بھائی
$\frac{1}{8}$	$\frac{2}{8}$	$\frac{3}{8}$

قرآن کریم میں ہے من بعد وصیۃ یوصی بہا و دین نیز قرآن کریم میں ہے فان کان نکم و لد فلہن الثمن نیز ہے وان کانت واحدة فلیہا النصف نیز ارشاد عادت شریف ہے ما بقیتہ صاحب الفرائض فلا و قی رجل ذکر۔

واللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ و آلہ و اصحابہ

و باریک و سلم۔

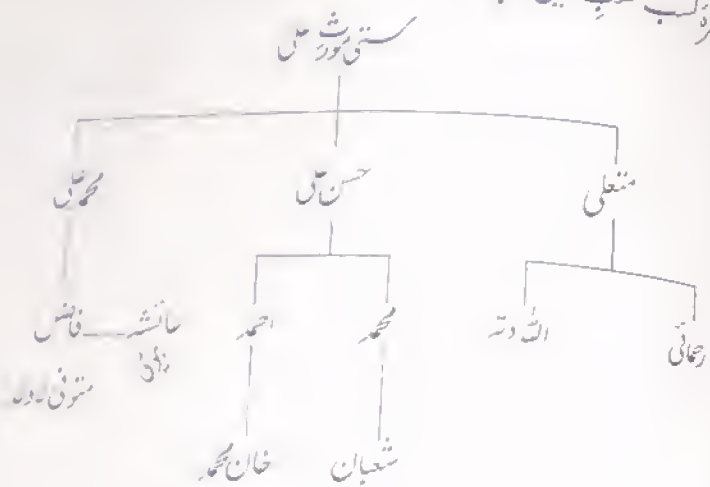
حضرہ الفقیر البواکیر محمد نور اللہ النعمی غفرلہ

نورخ ۲۸ محرم الحرام ۱۳۸۰ھ ۲۰۰۶-۲۰۰۷

## الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اندر میں مسئلہ کہ سہمی فاضل ولد محمد علی الاولاد فوت ہوا ہے اس کے والدین اور اس کے دونوں تائے اور تائے کے لڑکے پہلے فوت ہو چکے ہیں البتہ اس کے ایک تائے کا لڑکا سہمی اللہ دتہ اور تائے کی لڑکی سہمی اللہ

درستہ شعبان بمبئی خان محمد دوسرے تائے کے پرستے اور سہ ماہیہ بیویں بہو و بیویں  
شجرہ نسب ذیل ہے :



تازہ روزے شرع مطہ فاضل کی وراثت کس طرح تقسیم ہو۔ بیہنو تو جو و۔

سائل بمبئی اللہ دتہ و متعلیٰ کو کھربک  $\frac{2}{5}$  حصہ دیا پھر بیاض و منگھری نشان نکھارے۔



صوت مندرجہ بالا میں بیوی کا چوتھا حصہ ہے۔ سہری ص میں ہے السومع  
للوحدۃ نصف عدد۔ باقی سب مستحق لہ دتہ کا ہے کہ دو عصبہ قرب ہے۔ سہری ص ۴  
میں ہے شجرہ جرد ای الزعمہ دم شہ بنو محمد اور شعبان اور خان محمد چوٹیکہ  
دور ہیں لہذا محرم نہیں۔ سہری ص میں ہے لا اقرب ولا اقرب برحور بقرب الدرہ



اور سماء رحمتی بھی محروم ہے۔

و اللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ وال

و صحابہ و بارک و سلم۔

حقیر الفقیر البواکیر محمد نور الشدائیں غفرلہ

۱۰ رجب المرجب ۱۴۲۰ھ ۲۰-۲۱-۲۹

## الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت لادولہ  
رضائے الہی سے فوت ہو گئی جس کے والدین اور خاوند زندہ ہیں اسکی جائداد کس طرح تقسیم کرنی چاہیے؟  
السائل : نیاز علی شاہ از قادر آباد فقط



خاوند کا حق کل ترکہ کا نصف ہے۔ قرآن کریم میں ہے وَلِکُلِّ نَصْفٍ مَا تَرَکَ

ازواجکم ان لم یکن لهن ولد اور باقی سب والدین کا ہے۔ اس کے دو حصے باپ کے  
اور تیسرا حصہ ماں کا ہے۔ قرآن کریم میں ہے فان لم یکن ل ولد و وراثہ ابوہ  
فللمہ الثلث۔ مرآۃ میں ہے وثلث ما بقی بعد فرض الحد للزوجین  
وذلك فی مثلتین زوجه و یوین لہ

حب القوام یہ سہہ چھپے گئے گا۔ حسب ذیل :

عورت سہہ اچھ

بیٹہ	باپ	خاوند
$\frac{3}{4}$	$\frac{2}{4}$	$\frac{1}{4}$

واللہ تعالیٰ اعلم وصلى اللہ تعالیٰ علی حبیبہ و

الہ وبارک و سبح

مترجمہ الفقیر ابو یحییٰ محمد نور اللہ النیسینی غفرلہ

۳۰-۱۲

الاستفتاء

بخدمتِ قدس الحاج قبلہ فقیر اعظم مدظلہم العالی

از حیث پور ۳۰-۱۲

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :-

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتی مشرع متین دریں مسئلہ کے بارے میں کہ زیادہ

بگردنوں بھائی ہیں، نزدیک بھائی ہے اور بچھڑا بھائی ہے، دونوں بھائی شادی شدہ ہیں  
 زیر کے ہاں تین لڑکیاں ہیں دو شادی شدہ ہیں اور ایک کنواری ہے، نزدیک بھائی بچہ فوت  
 ہو گیا ہے، بچہ کی بیوی صرف اکیلی ہے، بچہ کا کوئی لڑکا لڑکی نہیں ہے (اگے ایسے واقعات پر  
 ذکر ہے جو استفسار کے لئے ضروری نہیں لہذا درج نہیں کئے)

السائل : امراؤ خاں میو حصہ ارجیٹھ پور

۳۰-۱۲-۶۲



شرعی بچہ کی بیوی کا چوتھا حصہ ہے، قرآن کریم میں ہے و لیس الریبع مما لمرکتہ  
 ن نسبیکن لکم ولد یعنی بیویوں کے لئے چوتھا حصہ ہے اگر میت کا کوئی بچہ نہ ہو تو وراثتی  
 تمام زیر کا حق ہے، قرآن کریم میں ہے للرجال نصیب مما ترکوا النساء و  
 الاقربون یعنی مردوں کا حصہ ہے اس مال سے جو ماں باپ چھوڑ کر فوت ہوں اور زیادہ  
 قرابت والے تو چھوٹے بھائی زیادہ قرابت والا ہے لہذا اس کو حصہ ملے گا جس کی تشریح حدیث پاک  
 نے کی ہے ما ابقیت الفراءض فلا ولی سرجل ذکر یعنی جو قرہ کردہ حصوں سے بچے  
 وہ تمام ایسے مرد کا حق ہے جو رب سے زیادہ نزدیک ہو تو اس صورت میں چونکہ مقرر کردہ حصہ صرف  
 چھ بھائی ہے جو بیوی کا حق ہے تو باقی تمام حکم قرآن کریم اور حدیث پاک "زید" کا حق ہے جو



بھائی ہے اور یہی سرجمیہ اور فتاویٰ عالمگیر اور دوسری تمام کتب فقہیہ ہیں۔  
واللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ و  
وصحابہ و بارئہ وسلم۔

نوٹ : یہ حکم اس دعوت میں ہے کہ زندہ اور بکروہ لوگوں حقیقی بھائی ہوں یا سوتیلی  
مگر باپ ایک ہی ہو۔

مردہ الغنیۃ ابو الخیر محمد نور الدین بن عبد اللہ

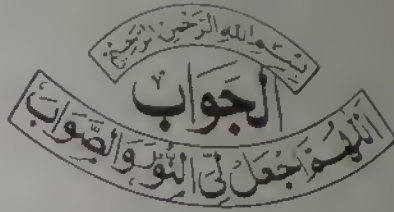
۳ - ۶۳

## الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شریعتین اندریں مسئلہ کہ کسی نور الدین  
متوفی کے وارث حسب ذیل ہیں : دو بیویاں مریم بی بی و جنت بی بی و دوڑ کے محمد ضعیف  
ضعیل احمد اور چار لڑکیاں سہارا سہرا مریم بی بی فیض اسی و زینب بی بی زندہ ہیں و ایک  
لڑکے سمی محمد رمضان جو نور الدین کے عین حیات میں ہی فوت ہو چکا ہے کیڑکی سماء و عین بی بی  
بھی موجود ہے کیا شرعاً سماء و عین بی بی بھی نور الدین کی وارث ہے یا نہیں؟  
سائل : محمد ضعیف ولد نور الدین مرحوم زلد حیوالتھیل دیپال پور ضلع مظفر گڑھ

۱۲/۶/۲۷





شرعاً رکوں اور رکڑیوں کی موجودگی میں پوتی وارث نہیں بن سکتی کسافی  
الرجیة والہندیة وغیرہا۔  
واللہ تعالیٰ اعلم وصلى اللہ تعالیٰ علی حبیبہ والہ  
اصحابہ وبارک وسلم۔

حضرت الفقیر البواخیر محمد نور اللہ النعمی غفرلہ

۲۶ ربیع الثانی ۱۳۸۶ھ

## الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین اس مسئلہ میں کہ سنی فضل الدین ولد سفری سلم شیخ  
کی بیوہ ہے، میرے خاوند کے فوت ہونے کے بعد میرے سوتیلے لڑکوں نے مجھے مار پیٹ کر  
گھر سے نکال دیا اور گھر کے تمام اثاثہ سے محروم کر دیا ہے۔ میرے خاوند کی فوتیگی کے بعد

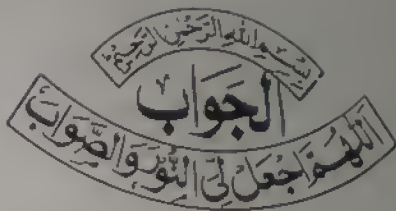
حسب ذیل مویشی اور زویرات میری کھول میں تھے جو مجھے گھر سے نکالتے وقت ہمیں لگے  
ہیں، کیا ان اشیاء میں سے میرا کسی شے پر حق شرعی حکم سے ہے یا نہیں؟

- ۱۔ نام رکھاں سنہری وزنی ۲ تولہ
- ۲۔ تیز سنہری وزنی ۳ تولہ
- ۳۔ نیاں سنہری وزنی ۱ تولہ
- ۴۔ تختی خورد ۱ تولہ کل وزن ۳ تولہ
- ۵۔ خست چاندی وزنی ۲ تولہ
- ۶۔ خست خورد وزنی ۵ تولہ
- ۷۔ کنگن دو جوڑے وزنی ۳ تولہ
- ۸۔ گڑیاں دو جوڑے وزنی ۱۰ تولہ
- ۹۔ چوڑا مچھکچنگ وزنی ۲ تولہ
- ۱۰۔ پنگ رنگین قیمتی ۲ روپے
- ۱۱۔ پٹری رنگین قیمت - ۵ روپے
- ۱۲۔ تھال کانسی قیمت - ۷ روپے
- ۱۳۔ چھتا کانسی قیمت - ۸ روپے
- ۱۴۔ صندوق ۲ عدد - ۲۰ روپے
- ۱۵۔ بستر ۲ عدد قیمت - ۵۰ روپے
- ۱۶۔ پرات پتل قیمت - ۲۰ روپے
- ۱۷۔ کڑیا پتل قیمت - ۱۲ روپے
- ۱۸۔ چکی قیمت - ۸۰ روپے
- ۱۹۔ گدھی دو کلام قیمت - ۳۰ روپے
- ۲۰۔ بکریاں دوکان قیمت - ۲۵۰ روپے
- ۲۱۔ بھٹریں چالیس کان قیمت - ۲۰۰ روپے
- ۲۲۔ چار پایاں ۴ عدد قیمت - ۳۲ روپے
- ۲۳۔ نقد روپیہ - ۵۰ روپے

نوٹ : ملاحظہ فرمادیں کہ والدین مجھے میری شادی کے وقت دی تھیں اور وہاں  
گھر میں چھوٹی بڑی اور بھی کئی اشیاء تھیں۔

سائلہ : فدویہ ام بی بی بیوہ فضل الدین ساکن بھانہ صاحبہ، تھانہ منڈی پیر سنگھ

ضلع ساہیوال



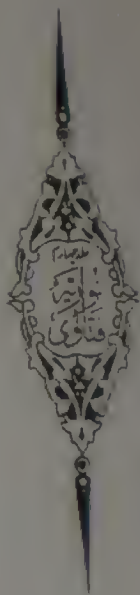
وہ چیزیں جو سائلہ کے والدین نے سائلہ کو دیں وہ سائلہ کی ہی ہیں اور باقی سب مال جو مستحق فیض الدین کی تجہیز و تکفین اور دوسرے امور سے بچا اس کا اٹھواں حصہ بھی سائلہ کا ہے، یہ حکم قرآن کریم اور حدیث پاک کا ہے جو فتاویٰ عالمگیری وغیرہ میں مفصل مذکور ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و محبوبنا الاعظم  
مولانا محمد والہ و اصحابہ و بارک و سلم۔

حقوہ الفقیر البواکیر محمد نور اللہ النعمی غفرلہ

۲۴ صفر المظفر ۱۳۸۹ھ

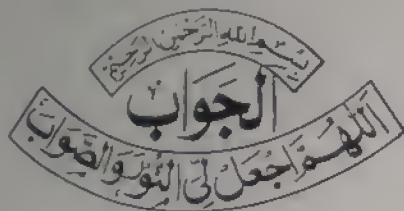
۶۹-۱۱



## الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اندر یہ مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو حسب دستور یکے بعد دیگرے ایک ایک طلاق کے تین نوٹس اپنی صحت اور ہوش و

جاس سے پیچھے بعد ازاں بیمار ہو کر فوت ہو گیا تو کیا وہ عورت اس کی وارث ہو سکتی ہے یا نہیں؟  
 سائل محمد انور ولد باجھی محمد دارالبصیر پور پشتریف  
 محمد انور بقلم خود ہے



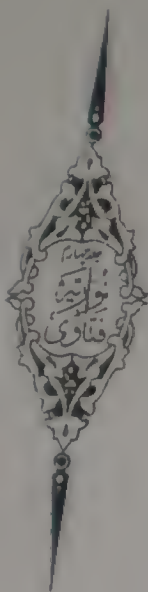
اگر وہ شخص مطلقہ کی عدت پوری ہونے کے بعد فوت ہوا تو وارث نہیں ہوگی،  
 فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۱۰۵ ولو انقصت عدتها ثم ماتت لم ترث۔  
 واللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد و  
 علی آلہ واصحابہ اجمعین و باریک وسلم۔

مفت محمد تقی عثمانی صاحب دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

۳ جمادی الاخریٰ ۱۴۳۰ھ ۲۰-۸-۲۰

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو ایک طلاق رجعی دی



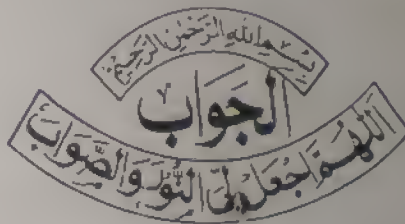


اور اس کے بعد اس نے پھر رجوع کر لیا اور طلاق واپس لے لی کیا وہ اس کی جائداد کے  
تقدیر سے یا نہیں اور وہ فوت ہو گیا ہے۔

۲۔ اسی طرح اس کی لڑکی بھی ہے اور بھائی بھی ہیں، کیا وہ بھی جائداد کے تقدیر میں  
یا نہیں؟ کیا لڑکی کتنے حصہ کی مالک ہے؟

فتویٰ کی طالبہ

جنت بی بی



اگر عورت سوال صحیح اور واقعی ہے تو وہ عورت بوقت وفات اس شخص کی باقاعدہ بیوی  
ہے جو کچھ قرآن کریم اس کی جائداد کے ٹھوس حصے کی وارث ہے اور جب اس کی صرف ایک  
لڑکی ہے تو وہ لڑکی نصف جائداد کی وارث ہے اور باقی ماندہ جائداد بھائیوں کی ہے بحسب  
حکم قرآن مجید و مذهب المذنب الخنفی۔

واللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد و علیٰ آلہ



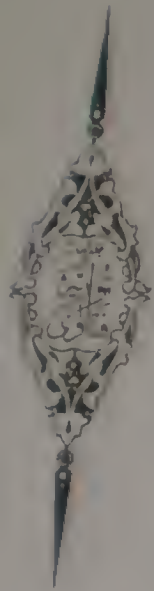
صمد الغنیۃ فی التبحر فی نور الدین

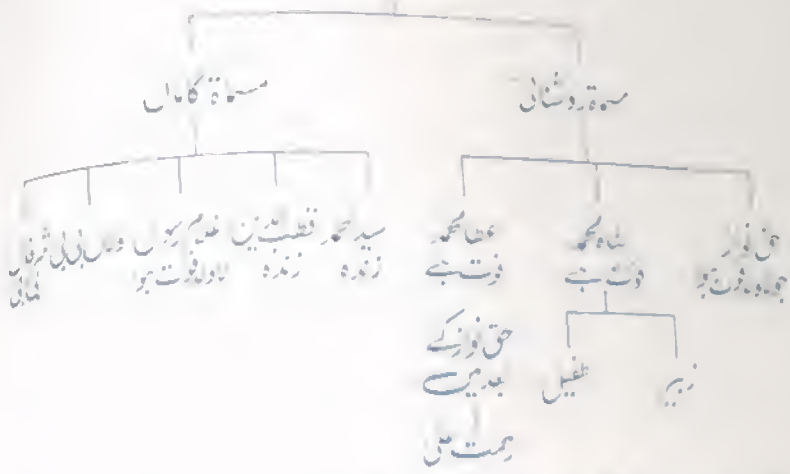
۹ رجب المرجب ۱۳۹۰

## الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اندریں صورت کہ متوفی گرجے میں قلم و راجپوت کے درشہ میں سے صرف اس کی دو بیویاں مسماۃ روشنائی اور مسماۃ گاماں موجود ہیں پہلی بیوی روشنائی میں سے تین لڑکے حق نواز شاہ محمد عطا محمد اور دوسری بیوی گاماں میں سے تین لڑکے سید احمد قطب الدین، غلام رسول اور دو ہمیشہ گون ولاں بی بی اور سرفراں بی بی موجود ہیں جو گرجے میں چھوڑ کر فوت ہوا تو ہمیں اس کے وراثت کے انتقال ہو گئے تھے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ جب پہلی بیوی روشنائی میں سے حق نواز لا ولد فوت ہوتا ہے تو اس وقت اس کا سگہ بھائی عطا محمد موجود تھا اور گاماں میں سے سید احمد قطب الدین اور ان کی دو ہمیشہ گان موجود تھیں اور اسی طرح جب گاماں میں سے غلام رسول لا ولد فوت ہوتا ہے تو اس کے سگہ بھائی سید احمد قطب الدین اس کی والدہ اور دو ہمیشہ گان موجود ہیں اور روشنائی میں سے حق نواز شاہ محمد اور عطا محمد موجود تھے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ متوفی حق نواز اور غلام رسول کی وراثت کے کون کون حقدار ہیں؟





موسیٰ حق نواز ولد سکے بھائی عطاء محمد اور مسماۃ کمال میں سے سید محمد قطب الدین  
وہابی بی بی شرفا بی بی ورن کی والدہ

موسیٰ غلام رسول ولد سکے بھائی سید محمد قطب الدین وہابی بی بی شرفا بی بی ورن  
ان کی والدہ اور روشانی میں سے حق نواز شاہ محمد و عطاء محمد

اساتل رحمت علی ولد عطاء محمد قوم ٹو، موضع پنجوی پتھریں، یہاں پر ضابطہ پیرا  
رحمت علی و ٹو بٹلر خود ہے ۵



غلام رسول کے وارث صرف اس کے حقیقی بھائی اور ولدہ اور بہنیں گان ہی ہیں  
اور اس کے سوتیلی بھائی وارث نہیں ہو سکتے اور یہی حق نواز فوت ہوا تو اس کا وارث صرف



حقیقی بھائی عطا محمد ہی ہے اور سوتیلی بہن بھائی ورثہ میں کیونکہ قرآن و حدیث میں  
 بَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ اور  
 وَبَارِكْ لَكُمْ عَلٰی مَا كَسَبْتُمْ مِنْ حَرْثٍ  
 اَلْوَالِدٰی وَارْحَمٰہُمْ و سَلَامٌ

مذہب اہل حق پر جو کچھ نورانی احادیث میں مذکور ہے  
 دشر میں لکھ کر ہے

# الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین مدظلہ العالی کہ کسی بی بی یا عورت کو جس کو  
 مکہ بصریہ پر جب فوت ہو اس وقت اس کی لڑکی مسوۃ خان بی بی وہ بی بی جنت بی بی وہ  
 مسوۃ طابع بی بی اور کچھ عورتیں جو رہی ہو تھیں وہ مسوۃ طابع بی بی فوت ہوئی تو اس کی بہن  
 مسوۃ طابع بی بی فوت ہوئی تو اس کی بہن مسوۃ طابع بی بی فوت ہوئی تو اس کی بہن  
 ورثہ لڑکی خان بی بی اس کا بی بی فوت ہوئی تو اس کا بی بی فوت ہوئی تو اس کے  
 تو دریافت طلب یہ رہے کہ کسی بی بی یا عورت کی ورثہ سے کیا ملتا ہے ؟  
 سائل : اہل حق پر جو کچھ نورانی احادیث میں مذکور ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
**الْجَوَابُ**  
 اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِيْ اَثْوَابَ الصَّوَابِ

سُئِلَ النَّبِيُّ كَوْنِيْ نَحْسٍ كِيْ جَانِيْدٍ اَوْ سَوَاهِيْوَا حَصْرًا مَلَا سَبْعَ كِيْوْنٍ مَّا قَبْلَ بِيْ  
 اَوْ جِيْزِيْ نَحْسٍ كَاتِقٍ اَمْ تَهْوَا حَصْرًا مَلَا سَبْعَ كِيْوْنٍ مَّا قَبْلَ بِيْ فَوْتٌ هُوَ تَوَا سَ اَمْ تَهْوَا حَصْرًا مَلَا سَبْعَ كِيْوْنٍ  
 جَوَاهِرًا حَصْرًا مَلَا سَبْعَ كِيْوْنٍ مَّا قَبْلَ بِيْ كَاتِقٍ تَهْوَا سَ كِيْوْنٍ مَلَا سَبْعَ كِيْوْنٍ مَّا قَبْلَ بِيْ  
 كَاتِقٌ هُوَ. قَرَأَنَ كَرِيْمٌ مِّمَّنْ هُوَ فَانْ كَنَ لَكُمْ وَلَدٌ فَهِيَ الشَّمْنُ اَوْ سَرَجِيْ مِمَّنْ هُوَ  
 وَ الشَّمْنُ مَعَالُوْدٌ اَيْ خَاوِنْدُ كِيْ اَوْلَادٌ هُوَ تَوِيْوِيْ كَاتِقٍ وَ اِثْتُ اَمْ تَهْوَا حَصْرًا مَلَا سَبْعَ كِيْوْنٍ  
 ج ۲ ص ۹۹۸ مِمَّنْ حَضَرَتْ مَعَاذِ بَنِ تَهْلَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ كِيْ حَيْثُ هُوَ اَلْصَفْ ثَلَاثِيْنَ  
 وَ اَلْصَفْ ثَلَاثِيْنَ مَرَّجِيْ ص ۱۱ مِمَّنْ هُوَ وَلَهُنَّ نِسَاءٌ مَعَ نِسَاءٍ اَيْ نِسَاءٌ  
 كِيْ اِيْكَ تَرَكِيْ اَوْ اِيْكَ بَنِ هُوَ تَوِيْوِيْ كَاتِقٍ هُوَ.

وَاللّٰهُ تَعَالٰى عَلِيْهِ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ  
 اَلْجَوَابُ وَ اَلْجَوَابُ وَ اَلْجَوَابُ

عَقْرَةُ الْفَقِيْهِ الْوَالِي الْخَيْرِ مُحَمَّدٍ نَوَا اللّٰهُ اَلْنَبِيِّ غَفَرُ لَهٗ

۲۴ رَجَبِ الثَّانِي ۱۳۹۱ هـ

# الاستفتاء

علمائے دین و شریعتین کیا فرماتے ہیں شیخ مس سمر کے کچھ سے میرے بھائی  
 تھا جس کے پاس کوئی اولاد نہ تھی۔ اس کو فوت ہوئے چار سال گزر گئے ہیں۔ اس کے بعد اس کی  
 صرف بیوی تھی۔ میں نے اپنے بھائی کی جائیداد کو کوئی معاملہ نہیں کیا کہ یہ بہو ہے مگر کت پندھن  
 جو چکے ہیں کہ میرے بھائی کی بیوی فوت ہو گئی۔ میرے بھائی کی جائیداد اللہ کی زیور میں مویشی  
 باقی ہیں جو کہ میری بھانجہ کا بھائی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں حق دار ہوں اور آپ حق دار نہیں ہیں  
 میرے حق کے متعلق شرعی ثبوت فرمادیں۔

میرے باپ اور اس فوت ہو چکے ہیں۔ میرے سوانہ اور بھائی ہے اور

زمین ہے۔

اب اس کی اولاد نہ ہو۔ قوم ہمارے ساکن جیٹھ پر ہے۔



سائل نے زبانی بیان کیا کہ ہمارے ماں باپ بھائی سے بہت پہلے فوت ہو چکے

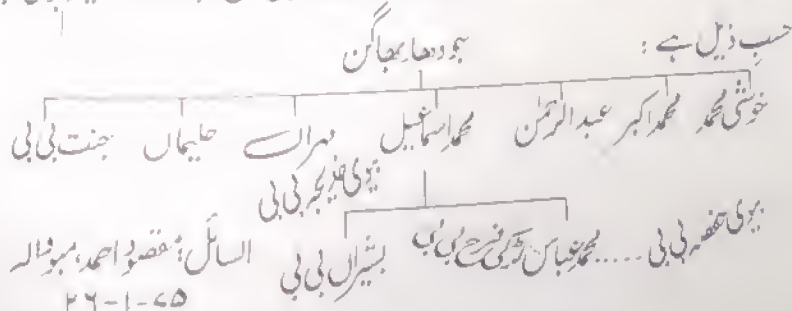
ہیں اور ہمارا کوئی بہن بھائی اور سہواری نہیں تو اگر یہ سوال صحیح اور واقعی ہے تو اس متنی کے وارث اس کی بیوی اور سات دونوں ہیں۔ بیوی کا حصہ ایک چوتھائی ہے اور باقی تین چوتھائی سات کے ہیں جو بھائی ہے حسب القرن الکرم و مذهب الحنفی بس جمیع المذہب علی هذا۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلى اللہ تعالیٰ علی حبیبہ وآلہ  
و برک و سلم۔

صدر الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النعمی غفرلہ  
۱۳ رزی القعدۃ المبارکۃ ۱۳۹۳ھ ۹/۱۳

## الاستفتاء

کیفایت میں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ عکاس نامی شخص فوت ہو اب اس کے وارث صرف اس کی والدہ سماء خدیجہ بی بی اس کی بیوی سماء خدیجہ بی بی اس کی لڑکی فرح بی بی اس کی بہن بشیر بی بی اور چچا کانش ستمیان خوشی محمد محمد اکبر عبد الرحمن ہیں، اب متوفی مذکور کی وراثت ان وارثان میں فقہ سنی کے مطابق کس نسبت سے تقسیم ہوگی۔ شجرہ حسب ذیل ہے :





والد کا سس : بیوی کا شش ، لڑکی کا نصف ، باقی بہن کا ہے اور بچے وغیرہ  
سب محروم ہیں۔ یہ سب حسب القوانین چوبیس سے بے حسب ذیل :  
غیاث الدائمین مسد از ۴۰

ضمیمہ الدہ فرت لڑکی بشیرا بہن سخصہ و جب خوشی محو چچا وغیرہ محروم  
۶/۲۶ ۲/۲۶ ۵/۲۶ ۲/۲۶

کسانی القدر نکاح و رخصت تشریف و تسرا حیات و غیرہا  
و نہ صرف و نہ وصی نہ عی حبیبہ لا غصہ و عی  
الم و صاحب و رت و سو۔

ضمیمہ الغنیہ بر کثیر محمد نور الدین غفرلہ

الاستفتاء

ایک عورت کا خاوند قضائے الہی سے فوت پا گیا ہے اس کے خاوند کو



کو ابھی سات روز ہی گزرے تھے کہ عورت کے کسے نے جو عورت کا بچا بھی تھا عورت کو پرہیز  
 کہ وہ اپنے مرحوم خاوند کے چھوٹے بھائی سے نکاح کر لے لیکن عورت نے خاوند کے پہلے  
 سے قبل نکاح کرنے سے انکار کر دیا اور کساد و ماہ کے بعد اگر میری مرضی ہوئی تو نکاح کر لوں گی  
 عورت مذکورہ کے کسے نے نکاح سے انکار کرنے پر عورت کو گھر سے نکل جانے  
 کا حکم دیا چنانچہ عورت مذکورہ اپنے خاوند کے گھر سے دو جانور ایک گھڑا پ اور ایک گدھے  
 اور چند من گندم لے کر کسی دوسری جگہ چلی گئی۔

اب عورت مذکورہ نے کسی دوسرے شخص سے نکاح کر لیا ہے اور اس کے  
 سابقہ خاوند مذکور کے بھائی اور کسے نے مذکور بالا جائیداد کی والیسی کا مطالبہ کیا ہے جناب  
 ہر دے شریعت محمدی فتویٰ جاری فرمایا جاوے کہ عورت مذکور کا مرحوم خاوند کی جائیداد منقولہ  
 غیر منقولہ میں حصہ ہے یا نہیں؟

یاد رہے کہ عورت مذکور کے مرحوم خاوند اور اس کے چھوٹے بھائی کی جائیداد  
 مشترک ہے اور اس جائیداد میں سے سات جانور، گندم اور مکان وغیرہ پر مرحوم خاوند  
 کا چھوٹا بھائی قابض ہے نیز عورت مذکور کے لطن سے کوئی اولاد نہ ہے۔



سائل نے زبانی بتایا کہ خاوند فوتی کی اولاد ہے ہی نہیں تو عورت کا شرعاً

خاندان کی منقولہ وغیرہ منقولہ جائیداد سے چوتھا حصہ حق ہے۔ قرآن کریم میں ہے، پس  
 السبع مما شترکم ان لکم ولکم ولد اسوۃ النساء پتہ۔  
 واللہ تعالیٰ اعلم وصلى اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم

مرد اختیاریہ کی بیوی پر نور اللہ منیر غفرلہ

۵۰۰

## الاستفتاء

کیا ذماتے میں عمامے دین و مفتیان شرع تین اس سنہ میں کہ دو بھائی  
 جن میں سے ایک بھائی فوت ہو چکا ہے جس کی بیوی تین گنہگار اور ایک گدھی و ایک  
 بھینس اور کچھ زلیورات لے کر سی اور آدمی کے عقد میں آچکی ہے، اب دوسرے بھائی  
 کو جو کہ غیر شادی شدہ ہے اس کو اس مال سے کتنا حصہ آتا ہے؟  
 نوٹ: وہ دونوں بھائی ایک ساتھ کٹھے رہتے تھے اور ان کے باپ کا کھانا  
 اور دونوں اکٹھا ہی کام کرتے رہے اور ان کا کوئی ور بھائی نہیں صرف ایک مال تھی جو کہ  
 فوت ہو چکی ہے اور ایک شادی شدہ ہے۔  
 السائل: محمد دین و علی محمد قوم و تو

سکنہ موسیٰ ال نزدیک نمبر ۳۹ شریف

اگر وہ مال ان کی وراثت کا باپ سے ملا ہے اور اس پر دو نوں بھائی بھیساری  
کام کرتے رہے اور اپنی بہن کا حق دے دیا ہے تو نصف حصہ اس کے بھائی کا ہے اور باقی نصف  
حصہ اس کی بیوی کا چوتھا حصہ ہے اور باقی تین حصوں سے ایک بہن کا اور دو بھائی کے  
صورتہ ہند :-

ایک بھائی مسئلہ از ۴۴ تفصیح بھی از ۴۴

ایک بھائی	ایک بہن	اور	ایک بیوی
$\frac{2}{4}$	$\frac{1}{4}$		$\frac{1}{4}$

در اگر بہن کا حق پہلے نہیں دیا تو اس کا حق دے کر اسی تفصیل سے تقسیم کریں کہ کافی القرآن  
الکریم والسراجیۃ وغیرہا۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلى الله تعالى على حبیبہم وعلى الہ

و أصحابہم و بارئک و سلمہ۔

صوۃ الفقیر ابو الجبر محمد نور اللہ النعمی غفرلہ

# الاستفتاء

بسم تعالیٰ

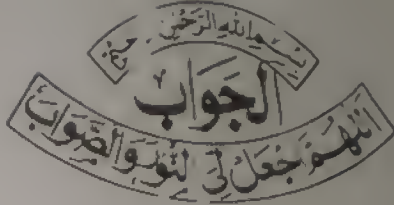
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین بیچ مسند کے کرمین بیوی کا زیور تھا یعنی ڈیڑھ تولہ سونا چالیس تولہ چاندی تھی اور اس کی ملکیت میں ایک مکان بھی تھا۔ وہ میرے گھر سے تقریباً سولہ سال آباد رہی۔ اس کے بطن سے تین بچے پیدا ہوئے۔ دو لڑکے ایک لڑکی، اس کے بعد وہ رضائے الہی سے فوت ہو گئی ہے۔ زیور مذکور در مکان کے کفایت و تیدگی سے پہلے ہی میرے سرال کے گھر تھے۔ اب میرے سرال والے کہتے ہیں کہ زیور در مکان کا تو خدا انہیں ہے صرف تیری اولاد خدا رہے جب وہ بالغ ہوں گے تو بچہ ہم ان کو زیور اور مکان دیں گے، تینوں بچے میرے پاس ہیں اور میں ان کی پرورش کر رہا ہوں لہذا شرعی طور پر وضاحت فرمائی جاوے کہ آیا واقعی میں زیور اور مکان کا حقدار نہیں ہوں یا حقدار ہوں۔

السائل: رشید احمد ولد محمد رمضان تو ختم سیم بصیر لور شریف

محله احاطہ الدین

رشید احمد بظلم خود

مؤرخہ ۱۱/۲۸



جمعہ نے میں بلکہ رشید احمد حسب قرآن کریم چوتھائی کا مالک مقتدار ہے اور ان کے بڑے اور بڑے رشتہ میں اور اگر اس متوفیہ کے والدین سے کوئی زندہ ہے تو وہ بھی مختار ہیں چھٹے چھٹے حصہ کے درجہ نہیں اور چونکہ رشید احمد اپنی اولاد کا جائز وارث اور نگران ہے تو وہ پنی ۔۔۔ کے حصے بھی طلب کر سکتا ہے کما فی القرآن الکریم وکتب المذہب۔  
واللہ تعالیٰ اعلم وصلى الله تعالى على حبيبہ وعلى آله وصحبہ وبارک وسلم۔



حقیر الفقیر البواخیر محمد نور اللہ النعمی غفرلہ

۸۰ - ۱۱ - ۲۹

## الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ رشید احمد کی شادی رحم کی لڑکی سے ہوئی تو رحم نے اپنی لڑکی کو جو زیور الابھیز دیا تھا اس میں رشید احمد نے ۱۰ اولاد سونا اور ۳۰ تیرے چاندی اپنے ہاتھ سے مجھے دے دی ہے اور ۱۰



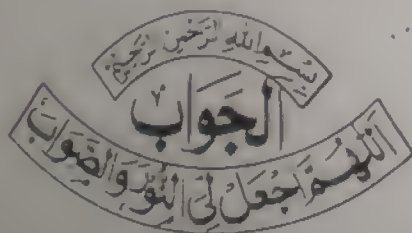
سونا حاجی غلام محمد صاحب کے مشورہ سے ... ۹۵۰ میں فروخت کر کے رب و تم اپنے پاس رکھ لی ہے۔

۲۔ جو زیور رشید احمد کے والد محمد رمضان کے لڑکی شریفاں یکم کو شادی کے موقع پر پایا تھا اور اس کے ہلک کر دیا تھا وہ زیور تقریباً ۱۱ اور چاندی تقریباً ۵ توں میں وہ بھی رشید احمد کے پاس موجود ہے اور شریفاں بی بی کے لپٹن سے ۳ لڑکے در ایک لڑکی موجود ہے۔

۳۔ اور شریفاں بی بی کا حق مہر مبلغ ۵۰۰ روپے میں جو کہ انہیں کئے گئے۔ اس کے کون کون وارث ہیں؟

۴۔ مکان لڑکی کی طرف رہائش کے لئے ہم نے اپنی گروہ سے خرید کر دیا تھا جو ہمارے ہلک ہے اور اس کے اسٹامپ بھی ہمارے ہی نام میں اور ہمارے پاس میں تو کیا لڑکی کی وفات کے بعد رشید احمد کا حق ہمارے مکان میں بھی ہے اور شریفاں بی بی کے وارث کون کون ہیں جبکہ شریفاں کی وفات کے وقت اس کا والد رحمہ و والدہ و والدہ کے ور ایک لڑکی اور خاوند موجود تھے۔ بےینوا تو جروا۔

مہربان علی ولد رحمہ الدین بصرہ خود



اگر سوال صحیح اور واقعی ہے تو رشید احمد کا حصہ شریفاں بی بی کے ترکہ

سے ایک چوتھائی ہے اور اس کے ۱۱ باپ کا چھٹا چھٹا ہے کل ترکہ سے اور چوبیس ارک  
پانچ حصے بنائے جائیں۔ لڑکی کا ایک اور دونوں لڑکوں کے دو دو حصے ہیں تو حسب القاب  
یہ سہ ۲ سے صحیح ہوگا یعنی کل ترکہ کے بارہ حصے مساوی بنا کر تقسیم کیا جائے گا صورتہ

شرعیاں بی بی سہ از بارہ

۲	۲	۲	۲	۲	۲
۱۲	۱۲	۱۲	۱۲	۱۲	۱۲

قرآن کریم و سرسری، مالگیری وغیرہ۔ واللہ اعلم و صلی اللہ علی حبیبہ و آلہ و اصحابہ  
جمعین و بارت و سلمہ

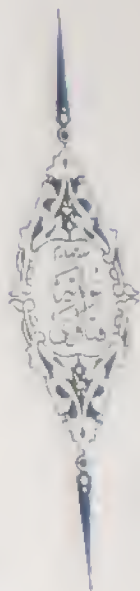
عزیز الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النعمانی غفرلہ

۵ صفر ۱۲۸۷ھ ۱۲-۲-۹۰

نوٹ: اس سہ کا ایک استفار قبل ازین بھی آیا ہے مگر اس کی صورت تھی۔ اور اس  
سوال کی صورت اور ہے تو پیر میں صاحب تحقیق کر لیں اگر یہ سوال صحیح ہے تو یہ جواب حق اور  
صحیح ہے اور اگر حقیقت میں اول صحیح ہو تو جواب وہی ہے تحقیق کر لیں اور مستثنیٰ نہ رہد حق ہر  
اگر انہیں کیا گیا تو وہ بھی ترکہ میں داخل ہے اور وہی سہ از بارہیں جن کا بیان ہو چکا ہے کیونکہ  
وہ بھی شرعیاں بی بی کا مال ہے۔

عزیز الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النعمانی غفرلہ

۵ صفر ۱۲۸۷ھ ۱۲-۲-۹۰





# الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک بی بی بیمار تھا اور اس نے بیماری کی حالت میں اپنی عورت کو حلاق دے دی اس نیت کی بنا پر کہ عورت کے دراشت سے محروم رکھا جائے حالانکہ اس کی عورت نے حلاق طلب نہیں کی عورت کی عدت میں ہی یعنی ابھی پندرہ دن جوئے تھے حلاق کو کہ وہ آدمی قصائے لہی سے فوت ہو گیا، گناہ واثا البیہ راجعون کیا اس عورت کو زوج کے ورثہ سے کوئی حصہ ملے گا یا نہیں، اور متوفی کی کوئی اولاد نہیں، شرع کی رو سے بیان فرمائیے، آپ حضور کی عین نور شمس ہوگی اس میں، محمد صلیہ سکن جھگیاں رحمتوں کا نذر جو ان تحفیل بجا پر نفع رہا ہیں



زیر صورت سوال بی بی اورو متقی ہے تو یہ طلاق صحیح ہے جس میں عدت پوری ہو چکی ہو  
نکاح ثابت رہتا ہے تو وہ عورت اپنے خاوند کے ترکہ میں باقاعدہ حق رکھتی ہے فتاویٰ عالمگیری



ج ۲ ص ۱۰۵ اور ہدایہ ج ۲ ص ۳۹۴ میں ہے و النظم من الہندیۃ الرجل اطلاق  
امر انہ طلاقاً رجعیاً فی حال صحۃ او فی حال مرضہ  
بر صفا او بنیر رضا ہا شتمات وہی فی العدة فانہما یوارثان  
بالاجماع بہر حال وہ عورت وارث ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلى اللہ علی حبیب سیدنا محمد  
والہ واصحابہ وبارک وسلم۔

حضرت افضیہ البواکیر محمد نور الشدانیمی غفرلہ  
ارجمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ ۱۴-۳-۸۱

## الاستفتاء

- ۱۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جس عورت کا خاوند فوت ہو گیا ہو اس کے مال سے شرعی لحاظ سے اس کو کتنا حصہ مل سکتا ہے؟
  - ۲۔ اگر خاوند اپنی صحت میں اسے کچھ ہبہ کر چکا ہو جسے اس نے قبول کر لیا ہو اور اس کے وارثوں کو بھی اس کا علم ہو اس کے متعلق کیا حکم ہے؟
  - ۳۔ شادی کے وقت عورت کے والدین نے اس کو جو مال دیا ہو اس کے متعلق شرعی حکم کیا ہے؟
- نوٹ: خاوند کی دوسری بیوی سے اولاد بھی ہے اور وہ اپنے خاوند سے پہلے



وقت ہو چکی ہے

لے لے لے : فدویہ اہل بی بی زوجہ فضل دین مرحوم



۱۔ خاوند کا وہ۔ سب بر نفس و فن اور قرض و وصیت سے بچا، اُس کا اس میں اٹھوں حصہ ہے۔

۲۔ وہ عورت کہ حق اور ملک ہے۔

۳۔ وہ بھی عورت کہ حق ملک ہے۔

و ر ہ د ل ی علم و صل ی اللہ علی حبیب العظم

و علی ال۔ و صبحہ و بارت و سلمہ۔

مقرہ الفقیر البرا کیم محمد نور اللہ نعیمی غفرلہ

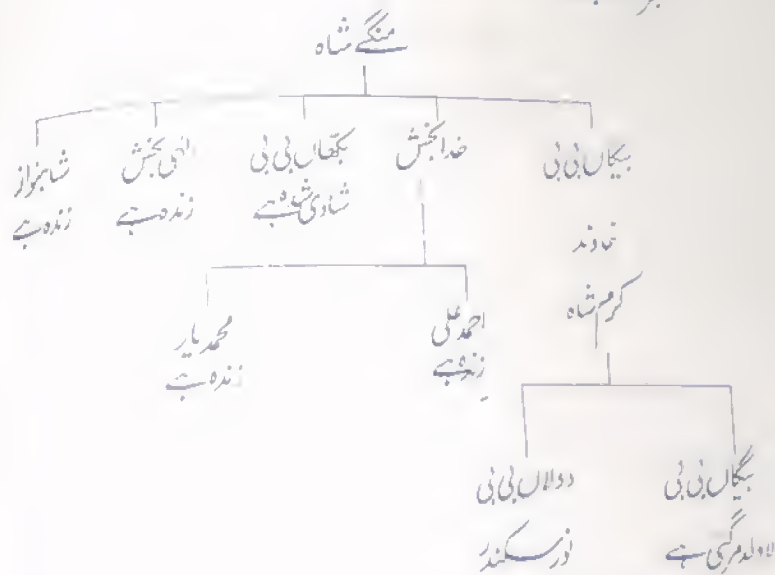
۱۵ ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ ۱۰۷۰-۶۹

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام میں مسئلہ کہ شجرہ مذکورہ ذیل میں بیجاں بی بی مرحومہ کا اس کے

جایوں کو کیا حد ہے کاجب کہ اس کے خاوند کی جائیداد سے نصف حصہ بر  
 مبینوا تو جسروا  
 ملک : حاجی شاہنواز ، دیپال پور

### شجرہ نسب



نوٹ : اس سلسلے میں ذیل امور کی توجہ دینی چاہیے۔

- ۱۔ خدا بخش کب فوت ہوا ہے
- ۲۔ کرم شاہ کب فوت ہوا اور دولت نیش بی
- ۳۔ بیگانہ بی بی کو کرم شاہ کی کل جائیداد سے کتنا حصہ ملا

تو اس نے یہ جواب دیا :-

۱۔ ضد بخش ۹۴۹ میں فوت ہوا ہے

۲۔ کرم شاہ ۹۳۳ میں فوت ہوئے درود علی بی بی ۹۴۲ میں فوت ہوئی تھی

۳۔ بیگم بی بی کو کرم شاہ کی گرجا بنیاد سے نصف حصہ مل گیا۔

۴۔ بیگم بی بی لا ولد گمر گئی اور علیہ الرحمہ ۱۳۲۲ کے در فتیدگی ہوئی اور تہہ بردہ

سائل : حاجی شاہنواز دیپال پور



شرعیات کی بی بی کا حق برکت و خاندان کی جائیدادیں اہل مال حصہ ہے ورجب لاہ  
فوت ہو گئی تو وہ حصہ اہل مال کے ہاں بی بی الہی بخش شاہنواز بن بھائیوں کا ہے اور چونکہ خدایت  
پہلے فوت ہو چکا تھا اس لیے محمد یار کا حق وراثت نہیں اور یہ سب بی بی سے آئے گا نہ بھائی  
حقیقی ہیں تو یہ حکم و راجحہ

بیگم بی بی ۱۳۵۰ء

الہی بخش شاہنواز محمد علی بی بی محمد علی محمد یار

ہ ہ ہ

اور اگر محمد علی محمد یار کے لئے وصیت ہو تو میرے حصے تک حسب وصیت لے سکتے



و دا ط ل شرح جذا الب ح ف ي ع ل م ع ل م الف ق و الف ت ا و ي

و ا ل ه ن ف ع ل م ع ل م ج ل م ج د ه ا ت م و ا ح ك م و ص ل ي ا ل ل ه ت ع ا ل ي ع ل م ا ل ع ل م

و ا ل ه و ا ح ك م و ا ر ك و س م

ع ز ه ا ل ف ق ي ر ا ل ا ل م ج م و ن و ا ل ل ه ا ل ع ل م ا ل ع ل م



غَصَبَات

# بَابُ الْعَصَبَات

## الاستفتاء

مکرم و محترم جناب مولانا نور اللہ صاحب دایہ قاری  
السلام علیکم کے بعد واضح ہو کہ مندرجہ ذیل شجرہ نسب کا مدد فرما کر تحریر فرمائی کہ انتقال  
تصدیق ہو سکے۔

روشن لوٹا فوت ہوا

بیڑہ لوٹا زندہ ہے  
خدا بخش باپ کی زندگی میں فوت ہوا

سیمان زندہ ہے۔

اب انتقال پیش ہوا اور تحصیلدار صاحب نے برائے شریعت محمدی تصفیہ کرنے کی  
فاطر عالموں کو بلا دیا، انہوں نے کہا کہ متوفی کے پوتے سیمان کے نام جائیداد کا اندراج نہیں ہو سکیگا  
اور روشن اسکی بیوہ کے نام انتقال کا آٹھواں حصہ ہوگا۔

اب تحریر فرمادیں کہ اس انتقال کا اندراج کس طرح ہوگا، آیا پوتا اپنے دادا کی  
جائیداد اراضی لے سکتا ہے یا نہیں؟ مکمل تحریر فرمادیں، از حد مہربانی ہوگی کیونکہ میں لوگوں کا



شریت غرار کے دوسے پوتے کو لڑکے کا حکم ہے اگر میت کا لڑکا موجود نہ ہو تو صحیح بخاری شریف ج ۲ ص ۹۹، صحیح مسلم شریف ج ۲ ص ۳۲، سنن بیہقی ج ۶ ص ۳۳۸ وغیرہ کتب حدیث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ حضور پُر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الْحَقُّو الْفَرَضَ بَاحْتِسابِ سَبَقِي فَمَنْ لَاقَى رَجُلًا مِنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ وَهُوَ يَتَحَقَّقُ فِيهِ شَيْءٌ مِنْ حَقِّهِمْ فَهُوَ عَلَيْهِمْ بِأَنْ يَكُونُوا مِنْهُمْ

سنے اس حدیث شریف کو مسئلہ مذکورہ کی دلیل قرار دیا اور بخاری نے حضرت زید صحابی سے اس حدیث سے اور بیہقی نے انہی حضرت زید اور حضرت مولانا علی اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے نقل فرمایا ج ۶ ص ۲۳ میں ہے:

وَأَنْ تَرَكَ ابْنُ ابْنٍ وَلَهُ مِيرَاثٌ بِنَافِذٍ مِنَ الْأَسْمَاءِ الْمَرْكُوبَةِ

پوتا چھوڑے اور لڑکا نہ ہو تو پوتے کو لڑکے کا حکم ہے اور یہی حکم فتاویٰ مالکیہ ج ۲ ص ۲۰۲، برائعی ص ۱۶ وغیرہ کتب فقہ شریف میں ہے، بلکہ اس مسئلہ میں کوئی اختلاف قضا نہیں تو آئینوں حصہ روشن تبصرہ ہو گا کہ ہے اور باقی کل سلیمان پر تے کا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم و عسىٰ جن مجددہ

والحکم و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ و آلہ و سلم

عزیز الفقیر ابو الحکیم محمد نور اللہ النیسینی غفرلہ

۱۹ شعبان المعظم ۱۴۳۶ھ



# الاستفتاء

بخدمت مولانا محمد نور الدین صاحب

السلام علیکم۔ ایک والدہ کی دلیڑکیاں اور ایک لڑکا ہے۔ والدہ بچہ لڑکی سے  
والدہ کی وفات کے بعد ایک لڑکے اور بچہ لڑکیوں کا اس سے تڑکیاں سر کی تو اس کی رو سے سن۔  
حصہ بنتا ہے اور اس کے بعد لڑکے کی آہنی سے اس کی پانچ ہمشیرہ کا اس قدر حق ہے ویسی  
جواب سے مشکور فرمائیں۔



جواب مولانا محمد نور الدین صاحب۔

چند یا مہر جو تھے جواب کا معنیت نامہ مصوں جو مکرمہ اس کے ضروری امور میں سے نہیں  
وجہ سے جواب میں غیر معمولی ناخیر ہوئی۔ والدہ کی رشتہ شریعہ کے صحت باوجود لڑکیاں اور بچہ  
لڑکا وارث ہوں کہفن دفن دین و وصیت شرعیہ کی تنفیذ کے بعد جو مال بچے ساتھ حصے بنایا

نہایت سے ایک ایک روٹی کے لئے اور دوسرے کے لئے اور جب کہ یہ لوگ اپنے شریعتی  
 اور دینی اصولوں کے تحت میں ان کا کوئی حق نہیں مگر کوئی لڑکی یا عورت جو جائے دیکھ کر فی  
 حق نہ ہے وہاں بھائی پر لازم ہے کہ اس کے نان نفقہ کا انتظام اپنے دل سے کرے  
 جسے ہی اگر لڑکا یا عورت جو جائے اور جو عورت وغیرہ کسب پر قادر نہ ہو تو حسب دستور شرع  
 انہیں پر اس کا خرچہ لازم ہوگا بھی طرطر شرط شرعیہ - والسلام

حضرت الفقیہ ابو الحیثم محمد بن نور اللہ انعمی غفرلہ

## الاستفتاء

کی فرماتے ہیں علماء دین اندریں کہ تقریباً تین سال ہوئے مسیحی بوٹا فوت ہوا جس کا  
 بڑا سستی خدا بخش پہلے فوت ہو چکا تھا اور خدا بخش کا لڑکا سلیمان بوٹا مذکور کا پوتا اور بوٹا کی بیوی تھامہ  
 تھامہ اس وقت بے مگر چونکہ قانون وراثت شرعی بنایا پاس ہوا تھا لہذا ابو جبرہ ناواقفی کل زمین بوٹا تھامہ  
 کی اس کی بیوی تھامہ روشن کے نام انتقال کی گئی، اب روشن مذکورہ بھی فوت ہو گئی اور اس کا وارث  
 صرف ایک پوتا سلیمان مذکور ہے، کوئی لڑکا لڑکی ماں باپ نہیں مگر پوتے کے نام انتقال کے متعلق شبہ  
 یا حجب باہر ہے مسیحی نہیں تو دریافت بر بات ہے کہ یا کس صورت میں پوتا سلیمان اپنے دوسرے  
 وارث روشن کا وارث حائز ہے یا نہیں؟ سینیو اتوجرو -

سائلہ :

مسماة الامان رمیولی

# الجواب انہما جعل لی ہکوا وجوب

بلگنجائش شک و شبہ ریب زردے حکام ذرا کریم، سیت شریف و فقہ شریف  
صورت مذکورہ بالا میں کسی سلیمان جائز و حقیقی داشت دادے ۱۰۱ دنی دلوں کات استہ خافق  
ہے کہ دادے کی جائیداد کے سات حصوں کا ورثہ ہے اور تھوں ۱۰ دنی کافہ جو پتے زندہ  
مقی اور آب دادی بھی فوت ہو گئی تو اس کے کل مال و جائیداد کا ورثہ ہے، فہرے کہ ایسے  
آسان اور ظاہر مسائل میں بھی شبہات پیش کئے جاتے ہیں، تو ان کریم سورفہ مسالیت مدح  
نصیب مہاترک الوالدان والا قریبون ددے ۱۰۱ دنی کابب لاکہ ہر  
تو وہ اپنے پوتے کے الا قریبون میں داخل ہونے میں تولد محالہ ثابت ہو کا صیح بخاری ص ۲  
ص ۹۹۷، صحیح مسلم ص ۲ ص ۳۴، ہنن بقی ج ۶ ص ۲۳۱ وغیرہ کتب حدیث میں حدیث شریف مذکور  
ہے الحقوا الفرانصر باہلہ بافہ باقی دلاونی، حل دک پوتے سے زردے ریب  
اور کون ہے، جب اس کا باپ فوت ہو چکا اور چچا یا زہد نو، اور یہی عمر فتاویٰ مایک ج ۲ ص ۲۴  
مراجہ ص ۲۴ وغیرہ کتب مذہب میں ہے المصل ب سلیمان یا کایدی کل ورثہ کا مستحق ہے  
واللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ و آلہ  
صحبہ و بارک و سلم۔

عزہ الفقیر ابو الجحیم محمد نور الدین النعمانی غفرلہ

# الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میری بی بی بعلنی  
ولد مستقر قوم بھٹہ ساکن آجا بھٹہ فوت ہو گیا ہے اور بعد میں دو لڑکے اور تین لڑکیاں چھوڑیں جن میں سے  
دو لڑکے اور ایک لڑکی ایک بیوی سے ہیں اور دو لڑکیاں ایک بیوی سے ہیں۔ اب توفی مذکور  
کی جائیداد کس طرح تقسیم کی جاوے، جو اب لکھ کر منون فرمادیں اور عند اللہ ماجور ہوں۔ ببینوا  
توجروا۔

۲۴ محرم الحرام ۱۳۷۵ھ



حسب دستور شرع معتمد بانی جائیداد وغیرہ لڑکوں اور لڑکیوں میں تقسیم ہوگی یا لڑ  
کہ لڑکے کا حصہ لڑکی سے دگنا ہوگا تو کل سات حصے بنائے جائیں۔ دو دو دونوں لڑکوں کے  
اور ایک ایک تینوں لڑکیوں کا



نوٹ : محمد اسماعیل، ابراہیم پیر بخش، کریم بخش ایک والدہ کے لہجے میں اور خدا بخش امام بخش، کمال الدین  
 کی والدہ جد ہے۔  
 السائل : صالح محمد بقلہم خود



اندریں صورت مسماۃ رانی بیوہ عمر الدین متوفی کا چوتھا حصہ ہے جو اب مسماۃ مذکورہ کے  
 وارثوں کا حق بن چکا ہے اور بانی کل صرف صالح محمد ولد پیر بخش حقیقی عمر از متوفی کا حق ہے کہ  
 وہی حصہ قریب ہے کہ پیر بخش اور کریم بخش حقیقی بھائی ہیں اور چونکہ خدا بخش، امام بخش، کمال الدین  
 سوتیلے بھائی ہیں لہذا ان کے لڑکے صالح محمد قریب ترین کے ہوتے ہوتے وارث نہیں بن سکتے  
 قرآن کریم میں ہے للرجال نصیب مما ترک الوالدان والاقربون  
 فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۴۰۴ میں ہے ثم ابن العم لابی وام ثم ابن العم لابی  
 نیز قرآن کریم میں ہے ولین الربع مما ترکتم ان لم یکن لکم ولد فتاویٰ عالمگیری  
 ج ۲ ص ۴۰۴ میں ہے وللزوجة الربع عند عدمہما حسب ذیل  
 عمر الدین ولد کریم بخش مسئلہ از ۴

بیوی رانی حقیقی عمر از صالح محمد عمر الدین رحمت اللہ علیہ کلیل اللہ گوہر اپر ان عمائدی

x x x x x

۳

واللہ تعالیٰ اعلم وصلى الله تعالى على حبيبہ والہ و

مترہ الغنیۃ الباریۃ محمد نور الدین النبی غفرلہ  
سید  
۲ مجاز اولی

# الاستفہاء

از چیک نمبر ۵۵ ماموں نوآباد

مکرم و معظم مولانا مولوی نور الدین صاحب بصیر پریم قبلا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ : مزاج شریف

عرض یہ ہے کہ رقعہ ہذا آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے۔ یہ چار بھائی ہیں اور  
تین بہنیں ہیں اور ان کی والدہ صاحبہ ان سب سے علیحدہ اپنے گھر والی تھی۔ ان کے زندہ سے  
انہوں نے اپنا مال اسباب علیحدہ کیا ہوا تھا۔ حضور انور! اس چیز کو سمجھ کر فرمادیں تو ہمیں خود پتہ  
ہے کہ والدہ علیحدہ تھی۔

منجانب جیون خاں بذریعہ رحمت اللہ خانہ دارالعلوم

مورخہ ۲۵/۵

مستی اسماعیل پاؤلی نے زبانی بیان کیا کہ ہم سب حقیقی بہن بھائی ہیں اور مدت  
ہوئی کہ ہمارا باپ فوت ہوا اور سامان زیورات وغیرہ ہماری والدہ کے پاس تھا، اب وہ  
بھی فوت ہو گئی تو وہ مال متروک کس طرح تقسیم کیا جائے؟

مجاز اولی





عورت سزا میں سب بہن بھائی خدار اور وارث میں لڑکوں کے دو حصے  
اور لڑکیوں کا ایک ایک حصہ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے یٰرِکُمْ اَللّٰہُ فِیْ اَوْلَادِکُمْ  
لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنثٰی، سہ گیارہ سے آٹھ کا حصہ ذیل ہے :

سزا ۱۱

لڑکا	لڑکا	لڑکا	لڑکا	لڑکا	لڑکا	لڑکا
۲	۲	۲	۲	۲	۲	۱

وَاللّٰہُ تَعَالٰی اعْلَمُ وَصَلِی اللّٰہِ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ وَآلِہٖ

وَصَحْبِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ۔



حقرہ الفقیر الی الخیر محمد نور الدین غفرلہ

۱۲- ہادی الاولیٰ س ۱۵

الاستفتاء

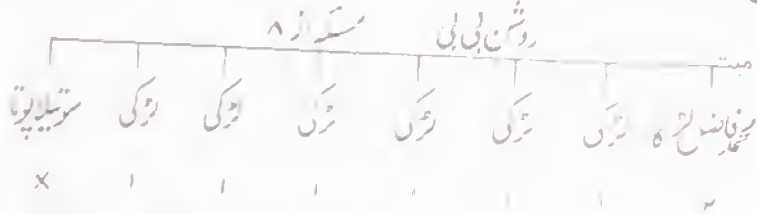
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اندریں کہ مجھ کو فاضل خاں کے



باپ میاں جمال الدین خاں نے اس کی والدہ مسماۃ روشن بی بی کو راضی بہرہ کر کے قبضہ  
دے دیا، اب روشن بی بی کے فوت ہونے پر بہرہ دار راضی سے محمد فاضل کا سوتیلہ بھتیجا اور  
چھٹی بہنیں وراثت کا مطالبہ کرتے ہیں، واضح طور پر بیان فرما کر میری فرائض  
السلامت: محمد فاضل خاں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
**الْجَوَابُ**  
اللَّهُمَّ اجْعَلْ لِي اٰثَرًا وَفَوَاقًا

اس نے بی بی بین کیا کہ جمال الدین خاں پہلے فوت ہوا دوسرے روشن بی بی  
کے والدین بھی پہلے فوت ہو چکے تھے تو شرعاً روشن بی بی کے ورثہ صرف محمد فاضل رکھ کر  
رہ گیا ہیں اور سوتیلے ترکے کے رکے کا جو محمد فاضل کا سوتیلہ بھتیجا سول میں بیان کیا گیا ہے  
کوئی حق نہیں مسئلہ ٹھوسے سے گاہک



قرآن کریم میں ہے للرجال نصيب مما ترك الوالدان والأقربون وللنساء  
نصيب الاية نیز قرآن کریم میں ہے للذكر مثل حظ الانثيين۔ واللہ تعالیٰ اعلم

وصلى الله على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه وسلم

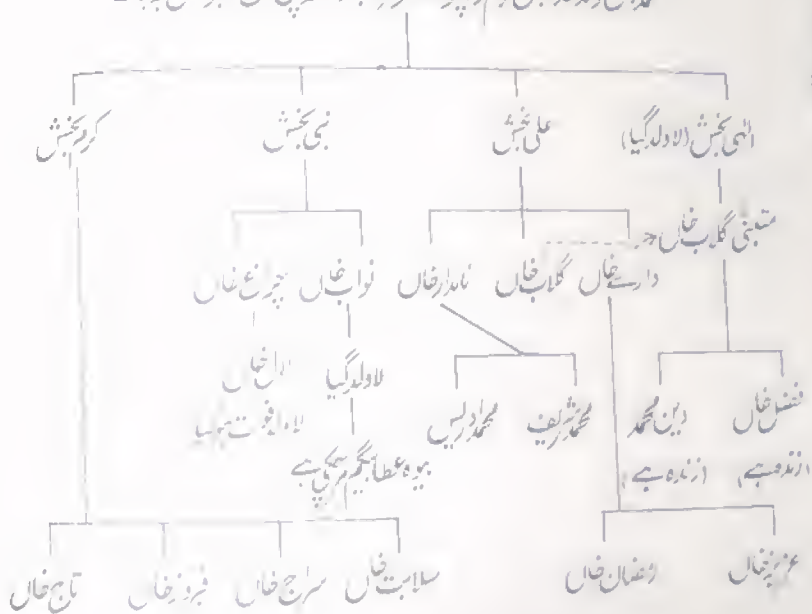
عبد الفتاح البواخير محمد نور الله العيسى مغفله

۲۹ رمی الحجۃ المبارک

الاستفتاء

۸۰ گھاؤں زمین کا مالک

محمد بخش ولد غد بخش قوم راجپوت کھنیر باقہ سکھ پٹی ضلع لاہور و جرنیل



اچاروں بھائی زنہ و میاں

محکم دلائل سے مزین و متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مرچکے ہیں، باقی زندہ ہیں۔ پہلے محمد بخش پھر سادہ بیگم جو محمد بخش پھر لڑکی محمد بخش پھر خاتون محمد بخش پھر  
 کریم بخش پھر گلاب خاں پھر دارے خاں پھر چریش خاں پھر لال خاں پھر نواب خاں پھر ماہ خاں  
 فوت ہو چکے ہیں جو ۹۲۷ سے پہلے مرچکے ہیں۔ اب سہبت خاں، سرچ خاں، فیروز خاں  
 آج خاں ولد کریم بخش زندہ ہیں اور اب یہ زندہ ہیں :

فصل خاں : دین محمد عزیز خاں، دستان خاں، محمد شہین محمد حسن  
 پسران گلاب خاں پسران دارے خاں پسران لال خاں

اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ جب لال خاں فوت ہوا تو اس کی محل جاوید اس کے ماں  
 نواب خاں کے نام منتقل ہوئی اور نواب خاں کی فوتی کے بعد محل جاوید اس کی بیوی بیگم  
 کے نام حسب دستور انگریزی عارضی طور پر منتقل ہوئی بعد ازاں عظیم بیگم فوت ہوئی اور اس کو ولی  
 رشتہ دار نہیں رہا تھا تو اب اس جاوید اکو وارث کون ہے ؟

سوال فیروز خاں ولد کریم بخش از وجہ جنگ ضلع دیو

۴۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم  
 الجواب  
 تممہ جعفری بنو و القیو

عطا بیگم جوہر نواب خاں، نواب خاں کی جاوید کے ہم چوتھائی کی مقدار تھی اور  
 باقی ہم سے سلاست خاں وغیرہ پسران کریم بخش کا حق تھا کہ چپاز دہجانی میں اور فضل دین وغیرہ

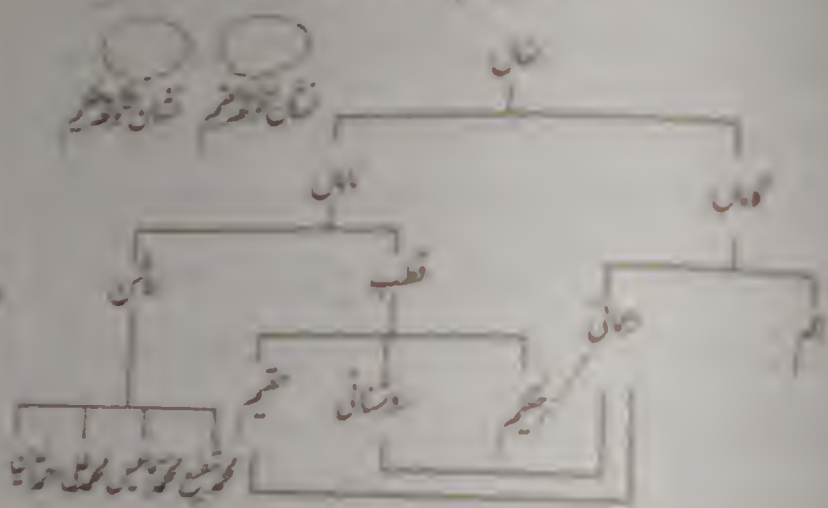
[illegible]

مختار و با غیر محمود است یعنی هر  
کس که در میان است و دیگران را

الاستفتاء

کیا امت مسلمہ کے لیے جنتیں ہیں جس میں کسانوں کی جنت بھی ہے اور  
 زمین قلب ایک مافوق ہے جس کو نام نہ شافی ہے جہاں چاروں گاہوں پر زمین کا  
 سہاگہ چھوڑ کر ان ملک میں ہے اس جہاں کے کیا وقت زمین میں مہر و مہر کی  
 کی جنت میں جو کہ ہر ایک کے ساتھ خود اس جنت میں ہے جس میں آگے سے آگے

بسم الله الرحمن الرحيم



ہم نے یہ کہیں سیکر کر کے ہیں حال، محمد زکریا صاحب، لاہور، پاکستان

وراثت در زندہ بختیالان میں سے کوئی بھی زندہ نہیں تھا۔ اگر یہ سب یا ان میں سے کوئی زندہ ہوتا  
 قیصر غلط ہے ورنہ کسی پدر بھی ہو مگر جب یہ سب رحم سے پہلے فوت ہو چکے ہوں اور سوال سے  
 بھی یہی ثابت ہوتا ہے تو قیصر صحیح ہے اس لئے کہ حکیم مفتیم، احمد الدین، محمد بن محمد بنی، محمد بن علی  
 محمد شفیع رحم کے مصبات ہیں و رحم کے دادے نہال کے پر پوتے ہونے میں برابر ہیں اور ایسے ہی  
 رحم کے چچا، بھائی کے پوتے ہونے میں بھی کوئی فرق نہیں ہے تو یہ سب کے سب برابر تھا۔ چچا  
 و رحم کی کل جائیداد کے چچے سے بنے اور برابر ایک کو ایک حصہ ملا۔ قرآن کریم میں ہے للرجل  
 نصیب مما ترک الوالدان والاقریبون (النساء) اور رحم کی اقریبیت ان  
 سب کے لئے برابر ہے اور متفق علیہ حدیث میں ہے لاولی سرجل ذکر اور اس صفت  
 میں بھی یہ سب یکساں ہیں اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے واذا اجتمع جماعة من العصبۃ  
 فی درجۃ واحدة یقسم المال علیہم باعتبار ابدانہم لا باعتبار اصولہم  
 مت۔ ابن خ و عشرة بنی اخ اخا و ابن عم و عشرة بنی عم اخر  
 المال بینہم علی احد عشرة سہما لکل واحد سہم اور روشنائی کا بھائیوں  
 کی موجودگی میں کوئی حق نہیں۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے وباقی العصابات ینفرد بالمیراث  
 ذکر و ہم دون اخواتہم اور ایسے ہی بھانجے ہونے کی حیثیت بھی مصبات کے ہوتے ہوئے  
 مقبر نہیں کہ بھانجہ ذوی الارحام سے ہے اور ذوی الارحام کا حق مصبات سے بہت پیچھے ہے فتاویٰ  
 عالمگیری میں ہے و اولاد الاخوات کلہا اور اسی میں ہے وانما یرث ذوالارحام  
 اذا لم یکن احد من اصحاب الفرائض ممن یرد علیہ ولم یکن  
 عصبہ اور سہ ماہی شجرہ نسب میں نام کا درج ہونا شرط وراثت نہیں کسی آیت یا حدیث سے اس کا  
 ثبوت نہیں اور اسی طرح وراثت کے نام پہلے سے زمین کا ہونا بھی شرط نہیں، عموماً اولاد کے نام زمین



نہیں ہوتی اور باپ زمین ہمارے ورثہ بنتے ہیں۔ ایسے فیصلے ہوتے ہیں کہ ان سے انصاف ہو۔  
 بن سکتا۔ آپ لوگوں کو انگریزوں کے کافرانہ قانون سے بھروسہ نہ کیجئے۔

واللہ تعالیٰ اعلم و علیہ حل محمدات و حکم و صلی اللہ  
 تعالیٰ علی حبیبہ و آلہ و اصحابہ و بارئ و سلم۔

نور افغنیہ باب فیہ یونہی فیہ فیہ

۲۰ رجب حبشہ ۱۲۸۲ ہجری

## الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں ائمہ دین کہ ایک آدمی کی دو بیویاں ہیں ایک سے ایک مر رہے  
 دوسری سے دو لڑکے ہیں۔ باپ کے مرنے کے بعد وراثت تقسیم ہو گئی تین حصہ پین کی، لہذا وہ  
 بھی مل گئی۔ کچھ عرصہ کے بعد جو دو بھائی ہیں ان میں سے ایک مر جاتا ہے تو اس کی وراثت کس کے  
 دونوں بھائی ہیں یا کہ ایک جو اس کا سگا بھائی، اگر سگا بھائی، ایک ہے، کس طرح سہ ہے دوسرا  
 بھی تو اس کا بھائی ہے۔ مہربانی فرما کر جلدی جواب دیں، تاکید ہے۔ والسلام

اسائل : صفر علی بکر خود

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
**الْجَوَابُ**  
 اللَّهُمَّ اجْعَلْ فِي الْقَوْلِ الْغَوَابَ

شرع کے بھائی کے ہوتے ہوئے سوتیلے بھائی وارث نہیں بن سکتا حضرت مولانا علی  
 کرم اللہ وجہہ الکریم سے کسی سندوں کے ساتھ سنن ابن ماجہ ص ۲۰۱، سنن ترمذی ج ۲ ص ۳۴  
 سنن بیہقی ج ۶ ص ۲۳۲ میں حدیث مرفوعہ وارد ہے جس کا خلاصہ یکلمات متعارفہ یہ ہے الرجل  
 یرث اخاه لابی و مدون اخیه لابی یعنی مرد اپنے حقیقی بھائی کا وارث ہوتا ہے سوا  
 سوتیلے کے۔ ترمذی ج ۲ ص ۳۱ میں فرماتے ہیں والعمل علی هذا الحدیث عند اہل  
 نعمہ سراجی ص ۱۱، فتاویٰ عالمگیری ج ۳ ص ۴۰۴ میں ہے والنظر للسراجی ویسقط بنو  
 اعدائہ اصحاب الاخ لابی وام سراجی ص ۱۲، شریفی ص ۳۹، فتاویٰ عالمگیری ج ۳ ص ۴۰۴ میں  
 ہے والمظہر للاویسین ان ذالقرابتین من العصبات اولی من ذی قرابۃ  
 واحدہ مع تساویہما فی الدرجۃ کہ دو رشتوں والا عصبہ ایک رشتے والے سے زیادہ ستم  
 ہوتا ہے باوجود ایک درجہ ہونے کے اور اس کی مثال یہ دی کہ الاخ لابی وام فان مقدم  
 علی الاخ لابی حمداً ترجمہ جیسے بھائی ماں باپ سے اس بھائی سے مقدم ہے جو صرف  
 باپ سے ہو یا اگر گاہ بھائی سمان نہ ہو یا مرنے والے کا قاتل ہو تو سوتیلے ہی وارث ہوگا۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلى الله تعالى على حبيب و آلہ واصحابہ



نورہ الفتیہ البیخیر نورۃ العینی

۱۳ شعبان ۱۲۸۵ھ

(نوٹ) صرف خط کشیدہ عبارت سوال کا جواب ہے کہ حقیقتہً سوال ہی وہی ہے

## الاستفتاء

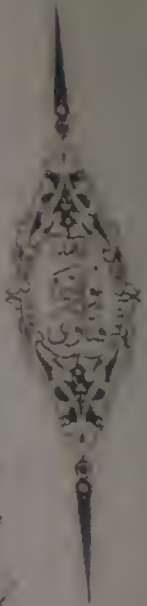
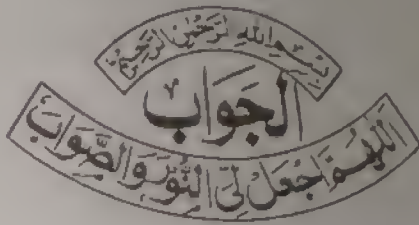
مکرمی جناب نامولوی نورالتہ حساب

۶-۸-۵۷

السلام علیکم کے بعد واضح ہو کہ یہاں سب خیریت ہے امید ہے کہ آپ بھی نیت سے ہوں گے۔ عرض احوال یہ ہے کہ سہمی دونا، سروں، فتح محمد کے تین گئے بھائی ہیں دونا، اور سرن ایک مائی کے پیٹ سے ہیں اور فتح محمد دوسری مائی کے پیٹ سے ہے کیونکہ ان کے والد صاحب کا نام کندھتا، اس کے گھر دو عورتیں تھیں جو کہ سروں سے وہ فوت ہو چکا ہے اس کے ہاں لڑکا نہیں بلکہ لڑکیاں چھ ہیں اور سروں کی زوجہ ابھی تک زندہ ہے اور سرن کی زمین کا بھگڑ پیدا ہو گیا ہے، دونا یہ کہتا ہے کہ سرن اور میں دونوں ایک مائی کے پیٹ سے ہیں کہ سرن کی زمین کا میں بھگڑ ہوں اور فتح الدین نہیں ہے۔ ان کا پس میں برادری کا بھگڑ پے گیا ہے اور ان کا مقدمہ عدالت تک پہنچ چکا ہے اس لئے آپ کے پاس یہ رقعہ ارسال ہے کہ یہ لڑی صاحب شریعی فیصلہ بذریعہ قرآن کریم سے ان کا فیصلہ کیا جاوے میں گزارش ہوگی میں اور

مذہب و فتح الدین آپ کی خدمت میں حاضر ہیں۔

انصرف سر رہا تو خال نمبر اس کے کثیر یا نوالی (دستخط شراذف کو رہا تو خال)



مستی سرون کے وارث اس کی چھ لڑکیاں اور زوجہ اور مسمیٰ دو نابار و حقیقی ہیں اور مسمیٰ  
 فتح محمد وارث نہیں بن سکا، انھوں نے حصہ ترکہ کا حسب دستور شرع زوجہ کا ہے اور دو تہائی چھ لڑکیوں  
 کا اور باقی سب کو ناکا ہے، قرآن کریم میں ہے فان کان لکم ولد فلمن النّسب ممّا  
 سرتکم ازنیہ۔ فان کن نساء فوق اثنتین فلمن ثلثا ما ترک۔ للرجال  
 نصیب مما ترک الوالدان والاقرّبون مما قل منّا وکثر (سورۃ النساء)  
 صحیح بخاری ج ۲، ص ۹۹، ۹۸، ۹۹، صحیح مسلم ج ۲، ص ۳۴ وغیرہ کتب حدیث میں باسانید و تکرار و  
 کلمات متعارف حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہے الحقوق الفرائض باہلہا  
 فماترت الفرائض فلا ولی رجل ذکر۔ ترمذی شریف ج ۲، ص ۳۱، سنن ابی یوسف ج ۲، ص ۳۹۶  
 سنن ابی حنیفہ ج ۲، ص ۴۹، سنن بیہقی ج ۲، ص ۳۳۲ میں بالفاظ متعارف حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم سے ہے، اہل اعیان بنی الام بیرثون دون بنی العلات الرجل یرث  
 ما لہ و ما لہ دون اخبہ لابیہ ترمذی فرماتے ہیں و العمل علیٰ ہذا الحدیث

عند اهل العلم۔

ان سب احادیث کا حکم یہ ہے کہ حقیقی بھائی کے ہوتے ہوئے دو بھائی جس کی ماں  
لگ ہو، وارث نہیں ہو سکتا۔ فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۴۰۴، مسوط ج ۹ ص ۴۰۴ میں ہے کہ  
الاخ لآب وام شہد الاخ لآب و مثله فی السراجیہ ص ۱۰۴ میں کہ بھی وہی خاص  
تو دونا کے ہوتے ہوئے فتح محمد جس کو سوال میں فتح الدین بھی لکھا گیا ہے۔ وارث نہیں ہو سکتا۔  
واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و احکم و صلی اللہ  
تعالیٰ علی حبیبہ و آلہ و صحبہ و بارک و سلم۔

عزیز الفقیر البواکیر محمد نور اللہ النعمی غفرلہ ۳ محرم الحرام ۱۴۲۷ھ

## الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ایک شخص مستی فتح الدین فوت ہو اور اس کے پانچ  
پر تے زندہ ہیں حالانکہ فتح الدین کا صرف ایک ہی لڑکا تھا جو پہلے فوت ہو چکا ہے نیز فتح الدین  
کی بیوی بھی پہلے فوت ہو چکی ہے نیز اس کے بھائی اور بہنیں بھی پہلے ہی فوت ہو چکی ہیں نہ ہی  
کوئی لڑکی تھی تو اس کی وراثت کے کون ہتھ دار ہیں بہتونی کے والدین بھی کافی عرصہ کے فوت  
ہو چکے ہیں۔

سائل: حق نور ولد محمد محمد حرم

مؤرخہ ۱۴۲۷ھ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
**الْجَوَابُ**  
 بِمَنْ جَعَلَ فِي التَّوْبَةِ وَالْأَقْبَابِ

بیشک وشبہ و شبہ ایسے متوفی کے وارث پوتے ہوتے ہیں کہ وہی عصبیت ہیں  
 سر جیس ۴، فتاویٰ عالمگیری ج ۴ ص ۴۰۴ میں ہے (و النظم من الهندیة) اقرب  
 العصبان من ابن ابن۔

واللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ و آلہ و اصحابہ  
 و بارک و سلم۔

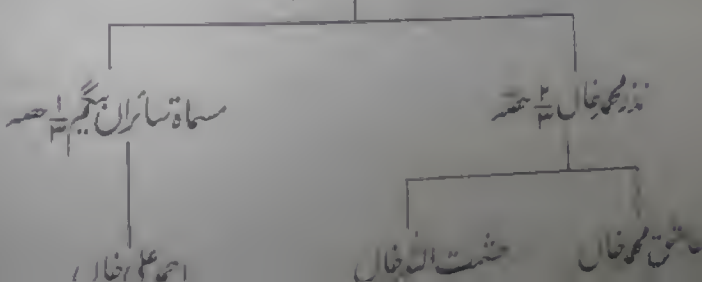
حضرت الفقیر الباقی رحمہ اللہ  
 مؤرخہ ۸ جمادی الاولیٰ ۱۲۹۵ مطابق ۱۱

# الاستفتاء

مکرمی محرمی شہزادہ مفتی ابوالخیر محمد نور احمد صاحب

اسلام علیکم۔ مزاج گرامی !

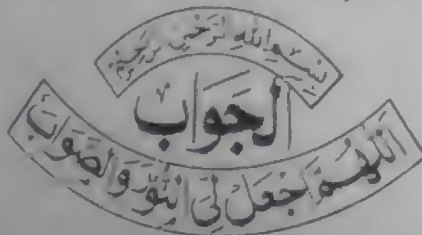
مسماۃ ہاجرہ انجم



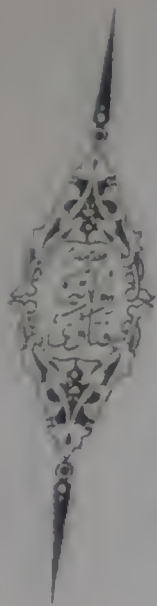
مسماۃ ہاجرہ بیگم نے زید کے پاس مبلغ چھ سو روپیہ جو امانت رکھے ہوئے تھے  
 مسماۃ مذکورہ کا انتقال ہو گیا، چونکہ مسماۃ مذکورہ کی کوئی اولاد نہیں تھی لہذا ان کی جائیداد مسماۃ مذکورہ  
 کے بھائی نذر محمد خاں کو دو حصہ اور مسماۃ مذکورہ کی بہن مسماۃ سائیں بیگم کو ایک حصہ کی نسبت  
 جو کچھ زیور اور نقد روپیہ مسماۃ نے چھوڑا تھا وہ بھی بقدر حصہ دونوں میں تقسیم ہوا  
 انتقال مسماۃ میں اپنے والد نذر محمد خاں کی حیات میں ہو گیا اور نذر محمد خاں نے اپنے  
 عاشق محمد خاں کی اولاد کے نام اپنی زندگی میں کوئی جائیداد نہیں کی نذر محمد خاں کے انتقال سے  
 ان کی کل جائیداد ان کے لڑکے شمس اللہ خاں کو پہنچی مسماۃ سائیں بیگم کے انتقال کے بعد  
 ان کے لڑکے احمد علی خاں کو جائیداد پہنچی جو امانت مسماۃ ہاجرہ بیگم نے زید کے پاس بطور امانت چھوڑ  
 رکھی تھی اس کو زید نے اب سلسلہ میں ظاہر کی اور اس میں سے مبلغ جو کچھ چاہی شمس اللہ خاں  
 نذر محمد خاں کو دے اور مبلغ دو سو روپیہ پاس مقصود احمد خاں والد عاشق محمد خاں کو دے اور مبلغ یک سو  
 مہربان خیر میں خرچ کے لئے رکھے۔

مہربانی فرما کر اس عقدہ کو صل فرمادیں کہ زید اس امانت کو جو مسماۃ ہاجرہ بیگم نے  
 چھ سو روپیہ بطور امانت رکھے تھے، کیسے خرچ کر سکتا ہے اور یہ رقم کن کن ورثہ کو پہنچتی ہے  
 شکور ہوں گا۔ فقط

احقر العباد احمد علی خاں مراد آبادی، حال ساکن موضع سد اللہ پور ۶۰-۴-۱۰



مقصود احمد خاں مسماۃ ہاجرہ بیگم کا وارث نہیں اور نہ ہی اپنے دادا نذر محمد خاں کا



دارت ابن سکتا ہے تو اسے ۲۵۰ روپیہ دینا جائز نہیں بلکہ نذر محمد خاں اور مسماۃ سائرہ بیگم کے انتقال کے وقت ان کے جو جو دارت تھے انہی کا پہلی تقسیم کے مطابق حق ہے یعنی نذر محمد خاں کے وارثوں کے ۲ حصے اور مسماۃ سائرہ بیگم کے وارثوں کا ۱ حصہ ہے تو احمد علی خاں کو (جوانی والدہ کا وارث ہے) ابھی حصہ ملنا چاہیے البتہ یہ دیکھ لیا جائے کہ اگر باجرہ بیگم کا خاوند یا والدین یا کوئی اور بھائی بہن، تو پہلی تقسیم بدل جائے گی اور یہ امانت بھی اسی لحاظ سے تقسیم ہوگی اور یہ بھی دیکھ لیا جائے کہ نذر محمد خاں کی بیوی یا لڑکی یا کوئی اور لڑکا جو اس کے انتقال کے وقت موجود ہو تو وہ بھی حقدار ہوگا اور یہی سائرہ بیگم کے متعلق دیکھ لیا جائے کہ اس کے انتقال کے وقت اس کا خاوند یا کوئی اور لڑکی یا لڑکا تو موجود نہیں تھے ورنہ حکم بدل جائے گا۔

واللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ و آلہ و

اصحابہ و بارئ وسلم۔

عزیز الفقیر ابوالکبیر محمد نور اللہ النعمی غفرلہ

۱۶ اشوال المکرم ۱۳۹۵ھ

الاستفتاء

نعت شہزادہ نسب انتقال ۱۳۹۵ھ بمطابق ۱۶ اشوال المکرم ۱۳۹۵ھ







الجواب  
اللہ جعل فی التورۃ البصائر

اور ترجمہ سب و ذیلی نوٹ صحیح اور واقعی ہے تو تمام اشخاص مندرجہ بالا کئی عملوں  
کے سبب مصائب میں محروم ہیں۔ وارث صرف وہی شخص ہیں جو عملوں متوفی کے والد جان بھر  
کے مہر چھین مینی جان بھر کی طرح مورث اعلیٰ ساکھو کے پر پوتے ہیں جو بوقت وفات عملوں  
متوفی زندہ تھے اور یہ بھی منع کہ شرعاً ان نو شخصوں کے حصے مساوی ہیں مثلاً جتنی حصہ کسی شہر  
میں گاتابی سنی، باب کو ملے گا تو یہ سب صحیح آئے گا حسب ذیل :

عملیں سترہ

نور	نور	وہاب	ہنگامہ	کمالو	روشن	شاموں	گاموں	نسبی
$\frac{1}{9}$	$\frac{1}{9}$	$\frac{1}{9}$	$\frac{1}{9}$	$\frac{1}{9}$	$\frac{1}{9}$	$\frac{1}{9}$	$\frac{1}{9}$	$\frac{1}{9}$

اور چونکہ یہ بیان ٹکھی نبی بخش، ہماں، ابرا، الہیا، سلیمان، قائم الدین، مسیحی عملوں سے پہلے  
فوت ہو چکے تھے تو وہ اس کے وارث نہیں ہو سکتے لہذا وہ سب اور ان کی اولادیں محروم  
ہیں ان سب کے لئے کسی ولی محمد وغیرہ کسی سرور وغیرہ کی نسبت دور کے عصبہ ہیں تو نزدیک  
مصاصات کے ہوتے ہوئے محروم ہوں گے۔ قرآن کریم میں ہے للرجال نصیب مما  
ارسلنا بالذکر۔ لاقدرہ۔ و حدیث تفسیر ملیہ میں ہے فلا ولی رجل ذکر  
میں ہے لاقدرہ۔ لاقدرہ۔ و حدیث تفسیر ملیہ میں ہے فلا ولی رجل ذکر



و اذا اجتمع جماعة من العصب في درجة واحدة قسم له عليهم  
 باعتبار ابدانهم لا باعتبار اصولهم مثاله برادر و عسرة سنی احمد  
 و ابن عمه و عسرة سنی عمه خیر المال بیہم علی احد عشر سہم  
 لیکن واحد سہم۔

واللہ تعالی اعلم و صلی اللہ تعالی علی حبیب و آلہ

اصحابہ و بارک و سلم۔

فتوۃ الفقیر ابو یوسف محمد زکریا نعیمی غفرلہ

۲، ریح الثانی ۱۳۰۲ء مطابق یک کتوبر ۱۲۹۷ء

نوٹ : مسئی عمر الدین ولد نبی بخش حلفیہ بیان کرتا ہے کہ مورث علی ساکھو کے مرنے  
 مسیان موہنا، سوہنا وغیرہ ایک ہی بیوی کے لظن سے تھے اور یہ کہ مسئی علیاں، موہنا، فوت  
 سے پہلے اس کا باپ جان محمد اور اس سے اوپر والے تمام عصبات فوت ہو چکے تھے اور  
 مسئی جان محمد کے ہم درجہ عصبات میں سے صرف مسیان سرور، مندرہ، و باب، ہنسکا،  
 جیل، کالو، روشن، شاموں، گاموں زندہ تھے اور یہ کہ مسئی علیاں کی والدہ ورنہ بھی پہلے  
 فوت ہو چکی تھیں اور یہ کہ وہ شادی شدہ نہ تھا تو اس کی وراثت کے کون کون حقدار ہیں؟  
 بینوا تو جردا۔

السائل : عثمان غنی ولد سلطان سولکیر از طہ صنف منقل غنی کے بہ

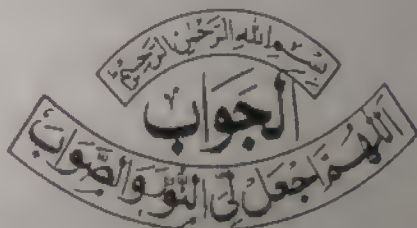
مورخہ ۶۲-۶۳-۶۴ کو مسئی روشن ولد بھنبہ کو لکھ دیا ہے کہ ہم نے مورخہ ۱۰۶-۱۰۷-۱۰۸

فتویٰ عثمان غنی ولد سلطان کو دیا ہے اور صرف ایک ہی فتوے دیا ہے جس میں مسئی روشن

# الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اندریں مسئلہ کہ زید کی دو بیویاں تھیں اور دونوں سے اولاد ہے ایک بیوی اس کے عین حیات میں فوت ہو گئی جس سے دو لڑکیاں ہیں بعد ازاں زید فوت ہوا تو دوسری بیوی کے نام شرعی حصہ  $\frac{1}{8}$  منتقل ہوا مگر آب و بھتی فوت ہو گئی ہے اور اس کے دو لڑکے اور دو لڑکیاں موجود ہیں اور والدین پہلے ہی فوت ہو چکے ہیں تو اس کی اراضی کس طرح تقسیم ہوگی؟ بینوا تو جروا۔

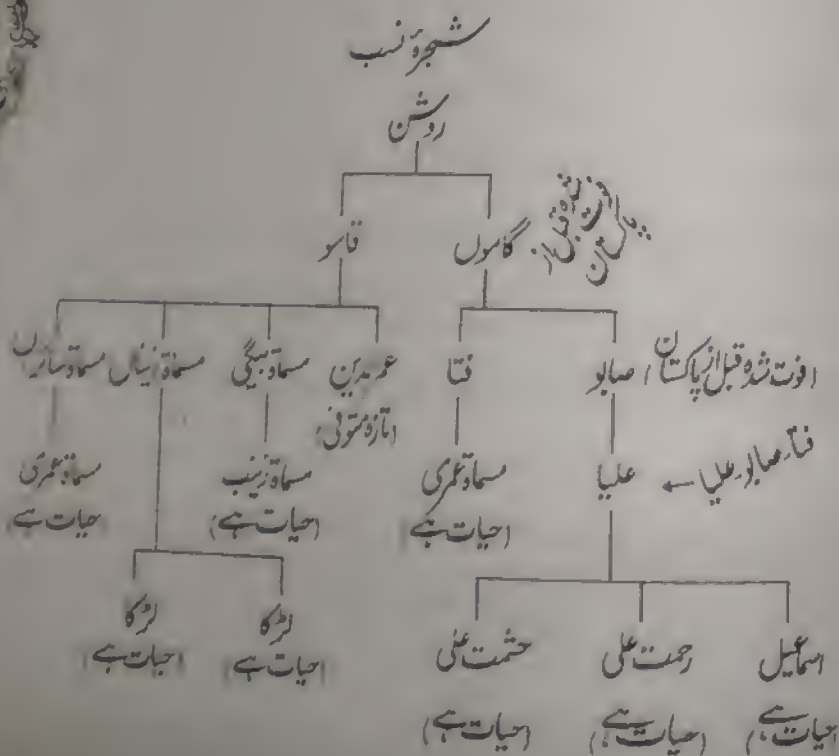
السائل: خوشی محمد مختیار ریاں محمد خٹاں سکسہ بونگہ صالح



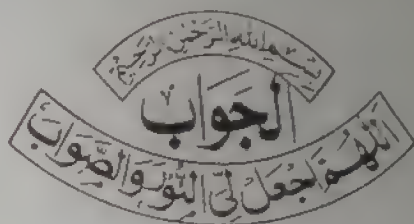
ہر کی اراضی کے چھ حصے ہوں گے، دو دوسرے لڑکوں کے اور ایک ایک صر

عنه الفتية ابو الخير محمد بن السد النعماني شجرة

الاستفتاء



استفسار : کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین بیچ اس مسئلہ کے کہ  
 عمر دین فوت ہو گیا ہے اور اس کی نہ اولاد ہے اور نہ ہی بیوی ہے اور اس کی بہرہ منگیل  
 قبل از پاکستان ہی فوت ہو گئیں تھیں۔ مندرجہ بالا شجرہ کی رو سے متوفی عمر الدین کی جائیداد تقسیم  
 بازگشت میں بڑے شریعت کے طریق تقسیم ہوگی جبکہ حقداران بازگشت اہل سنت و الجماعہ تحفیدہ غرض لکھنؤ  
 حثمت علی پور خزانہ شہرہ شاہ قسیم محمد مدھانوالہ تحصیل دیپال پور ضلع منٹگمری ۲۳-۱۰-۲۶



شرعاً اس شجرہ نسب کی رو سے متوفی عمر الدین کے وارث اس کے چچا گاموں کے  
 تین پر پوتے سیمان اسماعیل، رحمت علی، حثمت علی ہی ہیں کہ یہی معصب ہیں اور سماء زینب وغیرہ  
 سب محروم ہیں کہ معصب نہیں اور نہ ہی ذوی الفرائض سے ہیں، سراجی ص ۴ میں ہے شتم  
 بالعصبان من جهة النسب نیز اسی میں ہے وعند الانفراد یحد جمیع  
 اشخاص نیز ص ۴ میں ہے جزء جدہ الاقرب فالاقرب پھر اسی میں ہے شتم  
 جزء جدہ ای لاعدام شتم بنوهم وان سفلوا۔

یہ مسئلہ حسب اقوال ۳ سے اٹیکا اور ۳ سے ہی صحیح ہوگا حسب ذیل :  
 عملاً دین مسئلہ از ۳ صحیح نیز از ۳

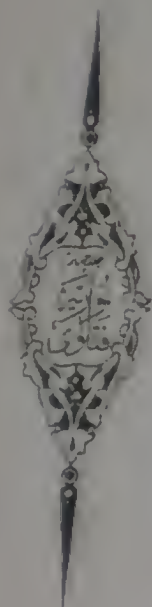
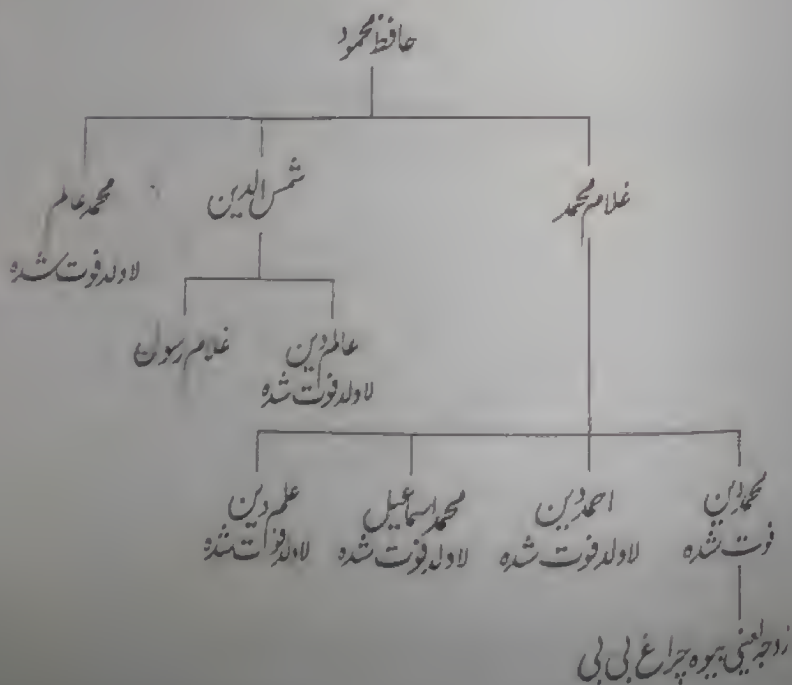
سماعیل	رحمت علی	حثمت علی
۳	۳	۱/۳

والله تعالى اعلم وصلى الله تعالى على حبيب وال  
ومحبته وبارك وسلم

مترجمه الفتاوى ابو الخير محمد نور الله العيني رحمه الله

۱۰۱۱-۹۳

# الاستفتاء



کیا فرماتے ہیں حضرات علمائے کرام و مفتیان شرع متین اس مسئلہ شریف میں کہ  
 مرتبہ سوسہ جو شجرہ بلند میں دی گئی ہے کہ غلام محمد کی فوجی کے وقت ان کے بھائی اور اور  
 میں سے کوئی بھی زندہ موجود نہ تھا، صرف غلام رسول غلام محمد کا حقیقی بیعتجا اور مسماۃ چرخ لیل  
 بیوہ محمد امین غلام محمد کی بہو موجود تھے حالانکہ محمد دین اپنے والد صاحب کی زندگی میں فوت ہوئے  
 اس کی بیوی کوئی جائیداد نہ تھی۔ گورنمنٹ برطانیہ کے قانون کے مطابق سلسلہ ۹۲ میں غلام محمد کی  
 ساری جائیداد و محمد رسول کی نصف جائیداد مسماۃ چرخ لیل بی بی کے نام منتقل ہو گئی جو بالکل ثانی میں  
 حیات رہتی تھی۔ بہتور سلسلہ سے لے کر سلسلہ ۹۶ تک مسماۃ چرخ لیل بی بی اس جائیداد سے مل  
 رہی ہیں۔ حالانکہ وہ یہ دریافت طلبت امر ہے کہ مسماۃ چرخ لیل بی بی کے فوت ہونے کے بعد  
 ازین تر تعلیت محمدیہ علیہ التحیتہ و الثناء ارشاد فرمائیں کہ غلام محمد کے حقیقی بیعتجے غلام رسول کے  
 ہوتے ہوئے جائیداد نہ کو کسی در کو بھی ملے گی یا نہیں؟ اسکی تقسیم کس طرح ہوگی؟ تمیز و جرد  
 بحوالہ کتب مفصل تحریر فرما کر پیش فرمائیں۔

سائل امیاں غلام رسول مقام ڈاکہ فیہر دیہہ پھیس کھارباں ضلع گجرات۔



غلام رسول، حال یہ ہے کہ تہذیب غلام محمد کے والدین اور والدہ بھی اس سے پہلے  
 فوت ہو چکے تھے۔ اس موت میں صرف غلام رسول ہی اس کا موصی اور وارث ہے۔ قرآن





میں ہے۔ لاکھوں سودا گروں کی زندگیوں میں ہے اور فی سبیل ذکر  
 ہر دین و عہدہ اس طرح ہیں ۱۲ میں ہے شجرہ اب ای لا حولہ و لا قوۃ لہم  
 وہ ہیں ہی بانی کتب فقہیہ فادی عالمگیر وغیرہ میں ہے درمات و چنن لونی ہرگز نہیں  
 اس وقت دمھ کے ساتھ کوئی ایسا رشتہ یا قربت نسب یا یہ نہیں ہے جو اس بنا کے کسی  
 آیت یا حدیث یا کسی نام کے قول میں نہیں کہ جو اپنے شجرہ کی رشتہ ہے اور انہوں  
 قانون و رشتہ بنا تھا بلکہ یہ نام مانہ قانون صرف میں کہ نہ لیا کا حکم نہ وقت  
 کے لئے تھا اور اب یہ بھی نہیں حکومت پاکستان نے وہی ترقی قانون و رشتہ بنا یا ہے  
 واللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خلیلہ زکرم  
 اللہ و صعب و رالت و سلم۔

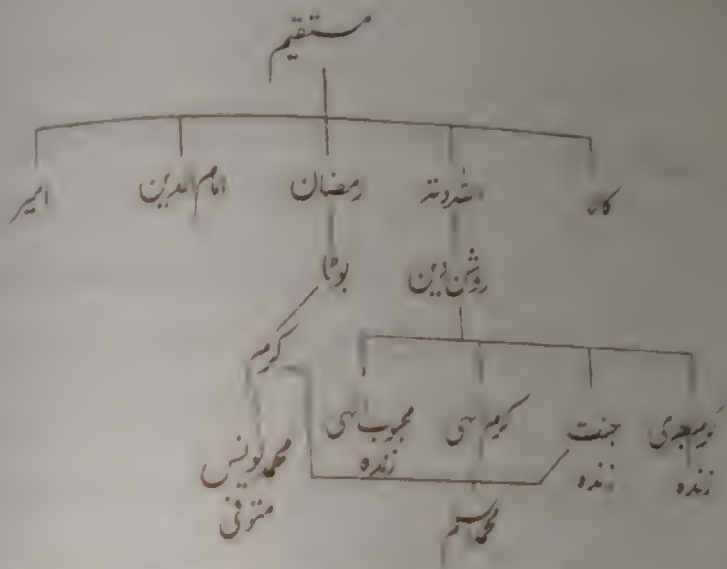
مذہب فقہیہ بر خیر محمد نور احمد نعیمی غفرلہ

مذہب فقہیہ مبارک خیر

۳۰-۲-۶۶

## الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علم ہر دین و معتبر شریعتیں کہ تھوڑے کام کی کرم فوٹ ہر تو کسی  
 لاکھوں ہاس کے لڑکے محمد یونس کے نام منتقل ہوئی وہ محمد یونس کے فوٹ ہونے کے بعد اس  
 فوٹ کا انتقال جنت کے نام ہو گا حالانکہ محمد یونس کی وفات کے وقت کسی کرم فوٹ ہو چکا



حقیر و محبوب سی در کریم بھری نہرہ تھے تو کیا ستمی محمد اسلم کا کس راضی میں کوئی حق نہ رہا  
جہ یا نہیں؟

نوٹ : سائل نے زبانی بیان کیا کہ سہ ماہ جنت ستمی کریم کی بیوی اور محمد یونس کی بیوی  
سہ ماہ توحید

سائل : محبوب سی زایا پالپو

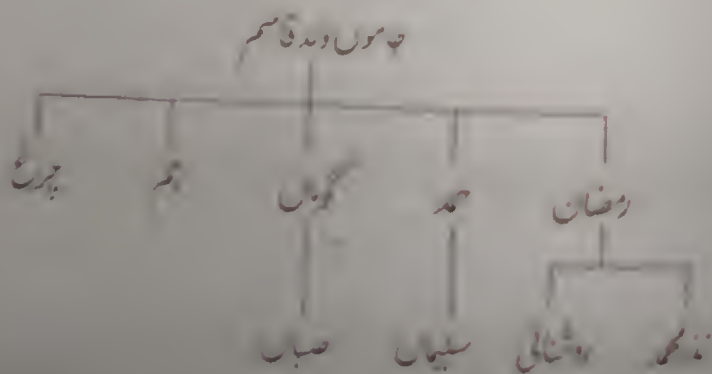


بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وصل اللہ علی عنی حمد لا کرم و اللہ و اصحابہ و المسلمہ









ترجمہ کے ورثہ مرثیہ نذر محمد اور سیمان بھٹیجی ہیں کسافی الحدیث  
 المستمن علیہ والسراجیہ و غیرہا۔  
 واللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد  
 وآلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

قرہ الغنیۃ ابو الخیر محمد نور اللہ النعمی غفرلہ

۵ ذی القعدة المبارک ۱۳۸۹ھ ۲۳/۵

## الاستفتاء

بخدمت جناب قلمہ و کعبہ غنی و غنیانی سیدی و مرثی علیہ السلام ابو الخیر محمد نور اللہ صاحب

السلام و حرمة اللہ و برکاتہ

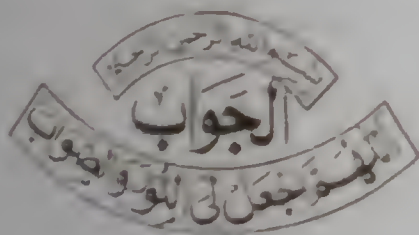
بعد ازیں اس طرح جو یہ ہے کہ آپ کی غیرت خداوند کریم سے نیک مصلحت

بعد ازیں گزشتہ سب کے دو آدمی باہمی طرف سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں  
 کہ ان کا آپس میں وراثت کا جھگڑا ہے جان محمد و چنان خاں کو جان کا بایں تھا  
 سارنگ دل بلند ان کا نام تھا۔ اس کے گھر ایک عورت تھیں جس کے دو لڑکے تھے  
 پان اور جان محمد ان کی والدہ فوت ہوئیں۔ اس کے بعد اس نے جیتی جان کو موت زبردستی سے  
 اپنے گھر کھینچی۔ حاجی سر جان سے کہا کہ اس کا نکاح نہیں جائز ہے۔ تب نہیں کرتے سنے  
 بے نکاح اپنے گھر وہ عورت رکھی۔ اس میں سے ایک لڑکی ہے وہ وراثت کا دعویٰ  
 کرتی ہے کہ ان کا نکاح حق ہے یا نہیں۔ یہ بانی ذرا کرسند محمد فرما دیں یہ بارے  
 زمین میں اس میں کوئی ناجائز کی بات نہیں۔

آپ حضور کی عین موازش ہو گی فقط۔ مسدود کیا کہ دست بستہ عرض کرتا ہوں۔  
 آپ حضور کا خادم:

التجربہ دل حاجی سر جان

پک و تحصیل دیار ضلع ساہیوال



اگر مال صحیح ہے تو سارنگ کے وراثت صرف اس کے دو لڑکے جان محمد اور

چنان ہیں۔ ہر مزارعی لڑکی وراثت نہیں رکھتا۔

سارنگ ہمسہ ازدو

جان محمد	چان	حما نادی لڑکی
$\frac{1}{2}$	$\frac{1}{2}$	$\times$

کذا فی القرآن الکریم والحديث والفقه۔

والله تعالیٰ اعلم وصلى الله على حبیبہ وعلى آله و

صحابہ وسلم۔

حضرت الفقیر البواکیر محمد نور اللہ النعمی مغفلاً

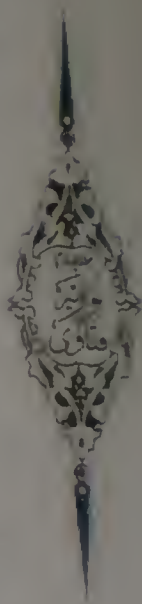
۔۔۔ ربيع الاول ۱۴۰۰ھ ۸۰-۲-۱۱

## الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین بیچ اس مسئلہ کے کہ سماء امیر بی بی دختر علی کہ قوم عبید بن ساکن جیلچہ پور کی شادی فضل محمد ولد عبد الحق قوم غل چو غلطہ آج سے تقریباً ۲۲ سال پیشہ ہوئی تھی فضل محمد مذکور ۱۲ ایڑ کا مالک تھا، اس نے اپنی شادی سے تین و قبل اپنی ملکیتی اراضی اپنی بیوی مذکورہ کے نام رجسٹری کر دادی جس کا عداالتی ثبوت موجود ہے فضل محمد فوت ہو گیا اور اس کی کوئی اولاد نہ تھی۔ بعد ازاں امیر بی بی بھی فوت ہو گئی۔

شرعیعت مطہرہ اور قرآن پاک کی روش سے اراضی مذکورہ کے کون سہدار ہیں اس وقت یہ بی بی مذکورہ کے والدین فوت ہو چکے ہیں اس کے ایک بھائی اور بہن ہیں۔

محمد اسلم علی اکبر



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
**الجواب**  
 اللَّهُمَّ اجْعَلْ لِي الْتَوَّابَ

اگر یہ سوال صحیح ہے کہ امیر بی بی کے ورثہ صرف ایک بھائی اور بہن ہی میں کوئی وارث نہیں تو وہی بہن بھائی تھا اور میں بھائی کے دو حصے اور بہن کا ایک حصہ جبکہ یہ بہن بھائی امیر بی بی کے باپ کے لڑکا اور لڑکی میں جیسے سائل کے دو حصے صوفی محمد علی صاحب نور علی عبد الکریم صاحب نے بصیر اور پرنے زبانی بیان کیا ہے تو یہ سند میں سے اس کا صحیح طور پر تقسیم ہو جاتا ہے، یوں ہے۔

امیر بی بی سند از تین  
 محمد اسلم بھائی  
 خورشید بیگم بہن

كما في كتب المذهب المذهب الحنفى والهندية والسرحة وغيرها  
 والله اعلم وصلى الله تعالى على سيدنا محمد وعلى  
 آله وصحبه وبارك وسلم۔

نوٹ: قبل ازیں ہی سند اوکاڑہ سے مرزا بشیر احمد صاحب نے بھی تھا جس میں نسب و غیرہ تفصیل ذکر تھا اور یہ بھی لکھا کہ محمد اسلم اور خورشید بیگم امیر بی بی کے باپ اور ماں کے اولاد نہیں ہیں مگر اس

سوں میں یہ کیا ہے کہ عدالتی بین جانی میں تو اگر واقعی علاقائی ہیں تو جواب مندرجہ بالا میں مثبت  
واللہ اعلم وصلى الله تعالى على حسبه وعلى له وصحبه وبارك وسلم

عزیز الفقیر ابوالکیر محمد نور اللہ النعمی غفرلہ

۲۵ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ ۹-۶-۸۰

## الاستفتاء

خدمت جناب حضرت کاج ابوالکیر مولانا محمد نور اللہ صاحب نعمی مہتمم دارالعلوم خفیفہ فیروزہ البصیر پور

جناب عالی

گزارش ہے کہ سائل کو قانون وراثت شرعی کے مطابق فتاویٰ کی از حد ضرورت ہے

۱۔ سہ ماہی فتاویٰ صادر فرما کر مشہور فرمائیں شجرہ نسب مندرجہ ذیل ہے :-

۱۔ سنی قمر دین ۱۹۵۹ء میں فوت ہوا اس کے نام پر زرعی اراضی تھی۔

۲۔ سنی عبدالملک پسر قمر دین سنی قمر دین کی زندگی ہی میں ۱۹۴۶ء میں فوت ہوا۔

۳۔ سنی قمر دین کی فوتگی کے بعد انتقال وراثت سماءہ بخنائی بیوہ، محمد مشت پسر سماءہ خفیفہ بیگم دختر

سماءہ بیگم دختر و سماءہ عرشاں بیگم دختر ان قمر دین منظور ہو گیا۔

۴۔ سنی عبدالملک کی بیوہ نے ۱۹۴۶ء میں اسے ہی صاحب پاک پتن کی عدالت میں اپنی انتقال

دستی جو کہ موجود ہے ۳۰ غلطی ہو گئی

۵۔ اس بعد چنانچہ نے محقق وراثت کا مطالبہ کیا جس میں طے پایا کہ اگر قانون شریعت کے مطابق



مسماۃ صدال بیوہ عبدالملک اور مسماۃ عطیہ بیگم دختر عبدالملک حق دار ہیں۔  
کیا جادے اور اگر قانون شریعت کے مطابق نبوں تو بیوہ حتی وراثت سے محروم نہ ہیں گی  
(شجرہ ملاحظہ ہو)

قمر دین

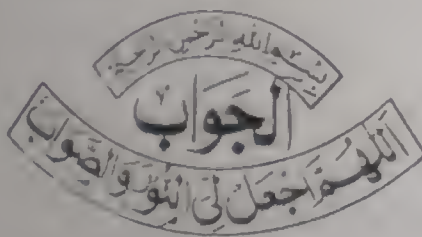
مسماۃ بختائی بیوہ عبدالملک پسر محمد شاپر مسنیہ بیگم دختر میوہ بیگم عثمان بیگم

مسماۃ صدال بیوہ مسماۃ عطیہ بیگم دختر عبدالملک

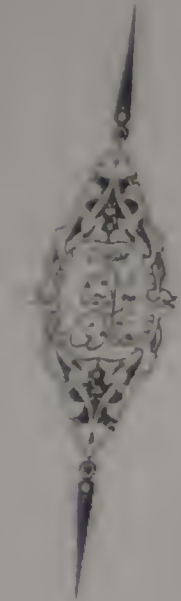
لہذا بذریعہ درخواست ہذا استدعا کرتا ہوں کہ بموجب قانون وراثت فتاویٰ جاری فرما کر شکور  
فرمادیں خواہش ہوگی۔  
المرقوم ۱۴-۹-۹۰

ع۔ ح۔

فدوی محمد شاد ولد قمر دین ذات بلوچ ساکن موضع جگا بلوچ تحصیل پکین ضلع ساہیوال



شرعاً قانون وراثت کے مطابق صدال بیوہ عبدالملک اور عطیہ بیگم دختر عبدالملک  
کا کوئی حق نہیں کیونکہ عبدالملک قمر دین سے پہلے فوت ہونے کے باعث قمر دین کا وارث



نہیں تو سداں اور عطیہ کا حق کیسے بنے؛ مرت محمد نسا وغیرہ ہی وارثِ قمر بن ہیں لہذا سارا مال  
 صحیح برچکا ہے۔ فتاویٰ مالگیری ج ۲ ص ۲۰۴ میں ہے فاقرب لعصبات الاست  
 قرآن کریم میں ہے للرحال نصیب مما ترک الوالدان والاعزول  
 ۶ سورہ نسہ ۱۰ حدیث شریف بخاری و مسلم وغیرہ میں بھی ہے ما بقیت اصحاب  
 نعمانصر جھوڑو فی حد ذکر و کما قال صلی اللہ علیہ وسلم  
 اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علی حبیب سیدہ و مولانا محمد  
 والہ و صاحب جعفر و وارث و سلم

غزوہ الغنیۃ لولیکز محو نوات نسیمی غزوا  
 دشرال مکرمہ ۱۰۱

## الاستفتاء

۹۶  
۹۲

اڈکنہ کوٹ  
 ۲۵ ربیع الثانی ۱۴۲۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کے  
 چار بیٹے و چار بیٹیاں ہیں۔ وہ اپنی ملکیت کس طرح تقسیم کرے؛ ہر ایک کا حصہ کیا ہوگا،  
 اور کس قسم کی ملکیت تقسیم کرے جبکہ گھر کی جگہ ایک پر اسے بنانے اور رہتی کرنے کا ارمان  
 اور کچھ زمین اس کی ملکیت میں مفصل فرما کر عین الہ ماجور ہوں۔

السائل حاجی خدیم حسین محل اڈکنہ کوٹ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
**الجواب**  
 اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ لِي ابْنًا وَابْنَةً

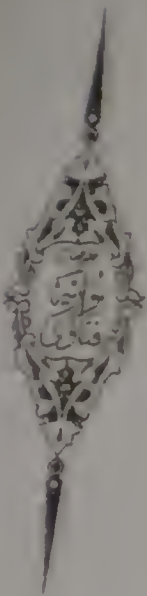
اگر صرف یہی وراثت میں تو باوجود اسے باکرہ ہر ایک ترکے کے باوجود ایک  
 ترکہ ایک حصہ ہے، قرآن کریم میں ہے للذکر مثل حظ الانثیین مرقہ النساء  
 اور اگر کوئی اور وراثت ہے تو اس کے خباہ کرنے پر حجاب دیا جاسکتا ہے مگر وراثت فوت  
 ہونے کے بعد جاری ہوتی ہے بھی کیا پتہ کہ کوئی ترکہ یا مرقہ بنت یا کسی عورت سے نکاح کرے  
 تو وہ بھی وراثت ہوگی۔

بہر حال جو چیز مرنے والے کے ملک میں ہو تو اس میں وراثت جاری ہوتی ہے  
 واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ و آلہ

وسلم

مولا احمقیر بوالکیر محمد نور اللہ نعیمی غفرلہ

۹ شعبان المعظم ۱۴۰۵ھ ۹-۴-۱۱



دھام سے ہے اور ذوقِ عالم بھی بالترتیب شرعی وارث ہوا کرتے ہیں۔ فتاویٰ عالمگیری اور دیگر  
 دلائلِ فتویٰ سراجیہ میں ہے شد ذوی الامام نیز کتب مذکورہ وغیرہ میں ہے والنظم  
 منہجہ۔ والحوال والذالات والادھم۔ شریفیہ شرح سراجیہ میں ہے وبد  
 نحال وسہ او من سبت سبت المعالۃ وابن بنہا تروہ دونوں بھائیوں  
 کفن وصیت وقرض سے بچے ہوئے ترک کو نصف و نصف کر لیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلم  
 جس محدہ تم و حکم وصی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد والہ  
 واصحابہ وبارئ وسلم۔

نوٹ : سائل نے بعد میں بتایا کہ خاں زاد تین بھائی ہیں، غلطی سے دو کھلے میں  
 تودہ تینوں بھائی تک برابر تین حصے کر لیں کہ وہ تینوں وارث ہیں۔

حضورہ العقیقہ ابوالخیر محمد نور اللہ النعمی غفرلہ

۲۷ محرم الحرام ۱۳۶۷ھ

## الاستفتاء

کیا فہمے میں علماء دین و مفتیان شرع متین اندریں مسئلہ کہ مسلمان خاں لدریہ خاں  
 لالہ فوت ہوا اس کا فحجہ نسب حسب ذیل ہے :

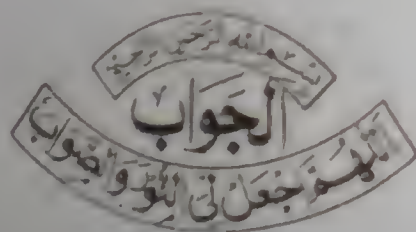
ذَوِي الْأَرْحَامِ

# باب فی الارحام

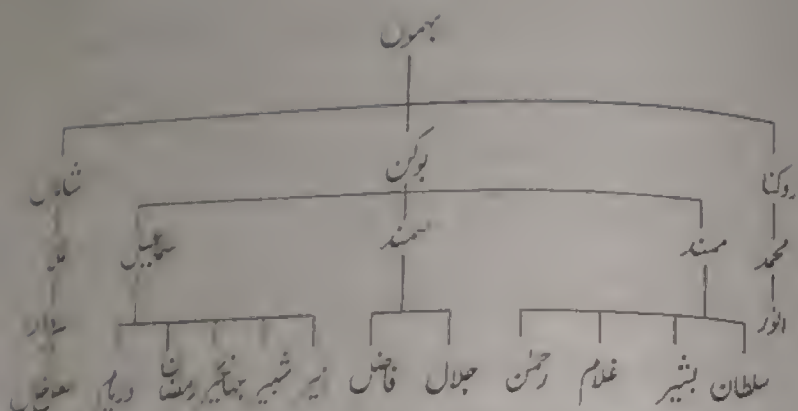
## الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین، اندر ایسے مسئلہ کہ کسی محمدی فدائے مہربان اس کا کوئی ہشتے و اموجود نہیں، صرف دو اس کی خالہ کے لڑکے ہیں تو اس کا وارث شرعاً کون ہے؟  
سینواتوجبر وامن سرب العلمین۔

سائل، عطا محمد موضع دریا ڈھک تحصیل عارفہ ضلع منٹگمری



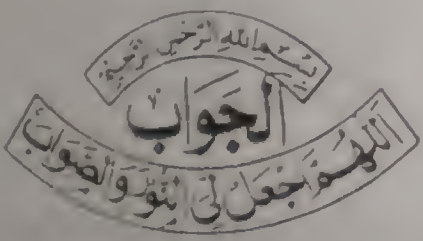
صورت مسئلہ میں متوفی محمد علی کے وارث قریبی دو خالہ زاد بھائی ہیں کہ خالہ کی ولادت دینی



انگریزی قانون کے مطابق انتقال اراضی بنام سارا والدہ محل خاں ہوا۔ اس کے  
ذمت ہونے کے بعد مسماۃ روشن داوی محل خاں کے نام ہوا اور اس کی ذمت کی مسماۃ کماں در  
مسماۃ صاحبزادی دختران ملا کے نام انتقال کیا گیا حالانکہ روکن اور بوکن کے ارث مذکور ہو چکے  
نوٹ : سائلوں نے ایک وارثہ مسماۃ فحبال دختر سارا والدہ محل خاں کا ذکر

نہ کیا حالانکہ وہ بھی ولد الام اور وارث ہے ۱۲

ابو بخیر غفرلہ



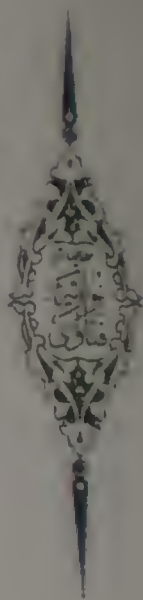
مسماۃ روشن داوی کماں کے ہونے سے شرعاً کوئی حق نہیں ملتا ہی عالمگیر ۴۴  
۴۰۵۳۔ ۴۰۵۳ میں ۱۳ ہیں جو النظم من السرجب وسمف من کلین مارہ

یہیں سہ ماہی کا مال اور مسماہ کی برکت پھیریں گا کوئی حق نہیں کہ پھر بھی زوی الارحام ہے۔  
 فتاویٰ مائید ج ۴ ص ۲۰۸، سر جیس ۳۵ میں ہے وسم العتات اور زوی الارحام کا حق  
 میں اور عصبات کے ہوتے ہوئے قطعاً نہیں۔ فتاویٰ عالمگیر ج ۴ ص ۴۰۳، سر جیس ۴ میں ہے  
 سند دوی الارحام بکرم عرف مسماہ ساماں اور مسماہ فجاں اخت للام اور انور وغیرہ اولاد زینہ  
 روکنا اور بکن کا حق تھا۔ فتاویٰ عالمگیر ج ۴ ص ۴۰۴، سر جیس ۱۲ میں ہے وثالثا کل عند عدم  
 هؤلاء المذکورین نیز فتاویٰ عالمگیر ج ۴ ص ۴۰۴، سر جیس ۱۵ میں ہے شحفا اعمام جہ  
 لہذا یہ نقال بنام گاماں اور صاحبزادی شرفا محض غلط اور ناجائز قابل فسخ ہے بلکہ عصبات غیر محبوبہ  
 بوقت وفات لعل خاں موجود تھے ان کا حق ہے جو مسماہ ساماں والدہ اور مسماہ فجاں اخت لہا ہے  
 بچے وہ عصبات غیر محبوب لعل خاں کا حق ہے۔

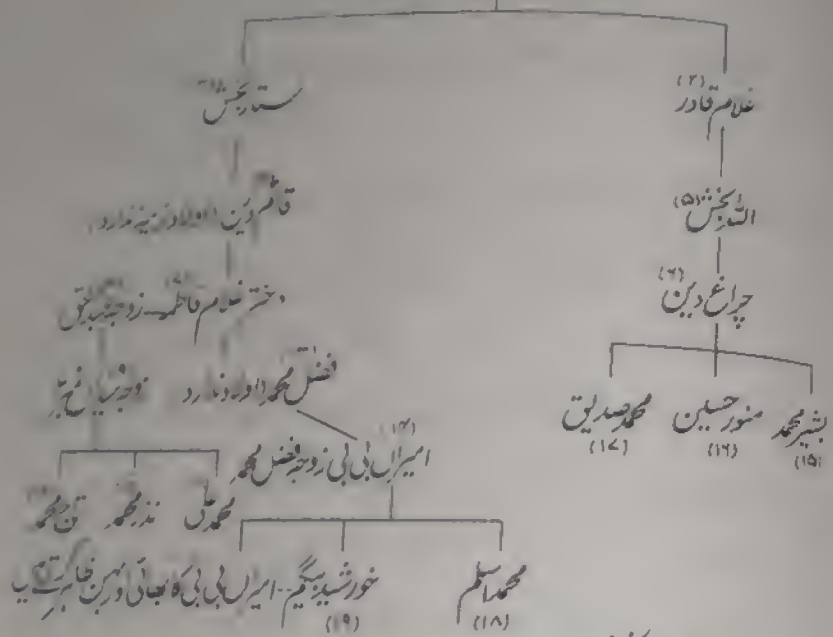
واللہ تعالیٰ اعلم وعلیٰ جل مجدہ اتم واحکم وعلیٰ اللہ  
 نفعی عن حبیب والہ وصحبہ وبارک وسلم۔  
 صدر الفقیر الی الخیر محمد نور اللہ النعمی غفرلہ

## الاستفتاء

جناب عالی!  
 گذارش ہے، شجرہ نسب مشمولہ پیش بھنواؤں ہے، وراثت کا فتوے درکار ہے  
 مستفتی: حافظ محمد نثار قوم نار و خطیب جامع مسجد چک تحصیل و ضلع دہلی



# خدا بخش مورت علی



۱۔ مورت علی خدا بخش تھا۔

۲۔ خدا بخش کے دو بیٹے غلام قادر (۲) ستار بخش ۲ تھے۔

۳۔ غلام قادر نمبر ۲ ایک لڑکا کا اللہ بخش تھا۔

۴۔ ستار بخش نمبر ۳ کا لڑکا قاسم دین تھا مطابق نقشہ نمبر ۴

۵۔ قاسم دین کی اولاد زینہ بنتی صرف دو لڑکیاں غلام فاطمہ اور غلام عائشہ تھیں غلام عائشہ باپ کی موجودگی میں فوت ہو گئی۔

۶۔ قاسم دین کی لڑکیاں غلام فاطمہ کے لطن سے ایک لڑکا فضل محمد تھا مطابق نقشہ نمبر ۱

۷۔ فضل محمد کے والد نے فضل محمد کی والدہ غلام فاطمہ کی موجودگی میں دوسری شادی کر لی

مطابق نقشہ نمبر ۹

۸۔ عبدالحق کی دوسری بیوی سیداں کے لطن سے تین لڑکے ہیں ۱۔ محمد علی ۲۔ نذر محمد





۱۔ محمد علی نے وہ دین نہ ہوئے کہ وجہ سے سندھ میں پٹی رضی نے فرما کر  
کے ہر سیکرانی

۲۔ غرض میں نے جوئی مستقر یہ سول جی ساہیول کی عدالت میں دائر کر دیا پانچ طاقین  
قصہ سول جی۔ رضی و پس قائم دین کے نام منتقل ہو گئی۔  
۳۔ غرض یہ کہ وقت ہو گیا۔

۴۔ قائم دین نے رضی دوبارہ غلام فاطمہ نمبر ۷ کے نام بہہ کر دی، چار غ دین ابو جہ فو تہ کی  
والا اٹھ بخش اور ابو جہ فو تہ کی دو پسران بیک وقت تیار ہو گئے اور دعویٰ استقراریہ  
کرنے سے معذور ہے۔

۵۔ غلام فاطمہ نمبر ۷ نے رضی اپنے لڑکے فضل محمد کے نام بہہ کر دی۔  
۶۔ فضل محمد نمبر ۳ نے کچھ رضی شرف طور پر بطور گزارہ اپنی منسوب (ہونے والی بیوی ابی بی بی  
کے نام منتقل کر دی۔

۷۔ میر بی بی کے باپ کا کوئی علم نہیں کون تھا کیونکہ اس کا باپ کسی میں مگر کیا تھا۔  
۸۔ میر بی بی کی ماں نے (مسماہ خورشید بیگم و مسماہ محمد اسلم) کے باپ سے نکاح ثانی کیا۔  
گویا میر بی بی کا رشتہ خورشید بیگم اور محمد اسلم سے (نہ ماں سے تعلق رکھتا ہے) نہ  
باپ سے۔

۹۔ فضل محمد اپنی ماں کی زندگی میں فوت ہو جاتا ہے، فضل محمد نمبر ۳ کی کوئی اولاد نہیں تھی۔  
۱۰۔ داشت کی والدہ نمبر ۷ کے نام منتقل ہو جاتی ہے۔

۱۱۔ غلام فاطمہ ۷ جب فوت ہوئی تو ورثہ بدریعا انتقال نمبر ۴، خورخہ ۵۶-۵۸-۵۹



نصف چرخ دین نمبر ۱، نصف عبدالحسن نمبر ۲ کے ہیں

۱۹۔ فضل محمد ۱۲ نے بطور گزارہ شادی جوئے سے قبل کی ہے۔ اس کے بعد ان کی

۲۰۔ میر بی بی ۱۲ کے بطن سے کوئی اولاد نہیں، میر بی بی ۱۳ کے بطن سے

کوئی بھائی، بہن، چچا، باپ، دادا، دادی وغیرہ کوئی ملک میں ہیں۔

۲۱۔ بشیر محمد ۱۵، منور حسین ۱۶، محمد صدیق ۱۷ نے دعویٰ سسر، سسرالیا سے

۲۲۔ امیر بی بی فوت ہو گئی ہے اس لئے ساری راضی جوئے کے راضی نہیں ہیں

۲۳۔ محمد اسلم ۱۸، غور شیدہ بیگم ۱۹ اجوزہ تو میر بی بی کے والد کے بطن سے ہیں میر بی بی کی

کی ماں کے بطن سے ہیں۔

۲۴۔ محمد علی ۱۹، ناز محمد ۱۸، تاج محمد ۱۷، امیر بی بی کے خاندان فضل محمد سے متعلق خاں رست

۲۵۔ چونکہ اراضی غلام فاطمہ کی ہے اس لئے وراثت کا فیصلہ کر سب دن حد اب تک

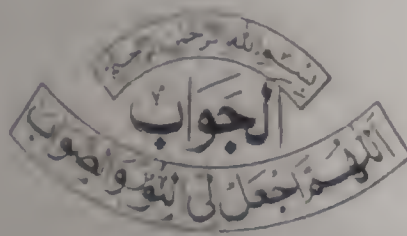
غلام فاطمہ اور قائم دین ۱۷ کا وارث ۱۶ نمبر ۱۶ ہیں

۲۶۔ اراضی قائم دین کی ہے، قائم دین کی آخری یاد کار میر بی بی ۱۷ فوت ہو گئی ہے

کے خون کا رشتہ دار سوائے نمبر ۱۵، ۱۶، ۱۷ کے کوئی موجود نہیں لہذا وراثت کا

فتویٰ درکار ہے۔

کون ہے؟



فضل محمد ۱۲ نے جو اراضی اپنی منسوب امیر بی بی کے نام سے ہے اس سے متعلق فتویٰ

تو یہی ہے کہ ملکیت ہی کا انتقال تھا اور فضل محمد کی کل اراضی کا جو اس کی ملکیت تھی  
 اس اراضی کے جو قبل از صلح امیر بی بی کے نام منتقل کرائی بشرطیکہ وہ انتقال بطور ملکیت کے  
 نہ ہو بلکہ بطور گزرتہ تھا تو ایک چوتھائی حصہ امیر بی بی کو ضرور ملے گا بطور وراثت باقی میں اسکی  
 والدہ غلام فاطمہؓ اور چراغ دین کا حق بطور ذوی الارحام ہے مگر جب وہ کل اراضی بنام غلام فاطمہ  
 ملکیت کے طور پر منتقل ہوئی تو امیر بی بی کا حق تو باقاعدہ ایک چوتھائی ثابت ہے اور باقی تین  
 چوتھائی کا نصف اس کے خاندان عبدالحقؒ اور نصف دیگر چچا زاد بھائی چراغ دین کا حق تھا جو ان کے  
 میں گیا باقی محمد اسم ۱۵ اور غور شیدہ بیگم ۱۹ کا کوئی حق نہیں کیونکہ ماں کے دوسرے خاوند کی  
 وہ سہی بیوی کی اولاد امیر بی بی کی بہن بھائی نہیں اور جبکہ امیر بی بی کا کوئی وارث نہیں نہ  
 بھائی نہ بہن نہ چچا نہ باپ نہ ماں نہ دادی وغیرہ تو اس کی ملکیتی اراضی بیت المال کا حق ہے  
 نمبر ۱۵، ۱۶، ۱۷ کا کوئی حق نہیں، ہاں غلام فاطمہ کی ملکیتی اراضی کا نصف حصہ جو ان کے  
 باپ چراغ دین کے نام منتقل ہوا تھا وہ ان کا حق اپنے باپ کی وراثت کے لحاظ سے ہے  
 ہاں اگر زیادہ کاوش کی جائے تو فضل محمد کی کل زمین جو غلام فاطمہ کے نام منتقل ہوئی تو  
 ان نمبرات کا حصہ اس میں سے اسکا ہے کیونکہ غلام فاطمہ کا حق فضل محمد کی وراثت میں  
 صرف ایک ہتائی ہے اور ایک چوتھائی اس کی بیوی امیر بی بی کا حق ہے اور باقی کچھ غنیمت  
 کا حق تھا تو یہ مسئلہ بارہ سے آئیگا :

فضل محمد مسئلہ بارہ تفصیح ۱۲ سے ہے

غلام فاطمہؓ : امیر بی بی بیوی چراغ دین والدہ کا چچا زاد بھائی بطور ذوی الارحام

$\frac{5}{12}$

$\frac{3}{2}$

$\frac{2}{13}$

جو نصف عبدالحق کو ملا ہے وہ صرف چار ہتے بارہ سے ہی ہے یعنی  $\frac{1}{2}$  اور باقی  $\frac{1}{12}$  چراغ دین

کے تھے جو نہایت ۱۶۰۱ء کا حق ہے اگر اتنا نہیں ملتا تو وہ اس کا ہونی کر سکتے ہیں۔  
 محمد علیؑ نذرؑ اور تاج محمدؑ کا فضل محمدؑ اسے کوئی تعلق نہیں جب کہ حق سے کوئی تعلق  
 نہ ہو تو اور ۱۶۰۵ء کا کوئی حق نہیں کیونکہ وہ مرغان کی جنسی  
 نہیں باقی یہ کہنا کہ اصل میں اراضی قائم دین کی تھی اور یہ قائم دین کے نتیجے میں دین کے تحت  
 ہیں لہذا حق دار ہیں بالکل غلط ہیں کیونکہ قائم دین کی وہ اراضی رہا ہی نہ ہو کہ منتقل ہوتی ہو تو  
 کہیں سے کہیں لگتی اور یہ سب مسائل فتاویٰ مالگیر اور سرحدی سے ہیں۔

واللہ اعلم وعلمہ اتم وحکمہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ

حبیب سیدنا و مولانا محمد و علی الوصحہ و ماریتہ

ضمد الغنیۃ ابو الکبیر مخدوم نور الدین بن غفرلہ

۱۱ رجب المرجب ۱۲۸۵ھ

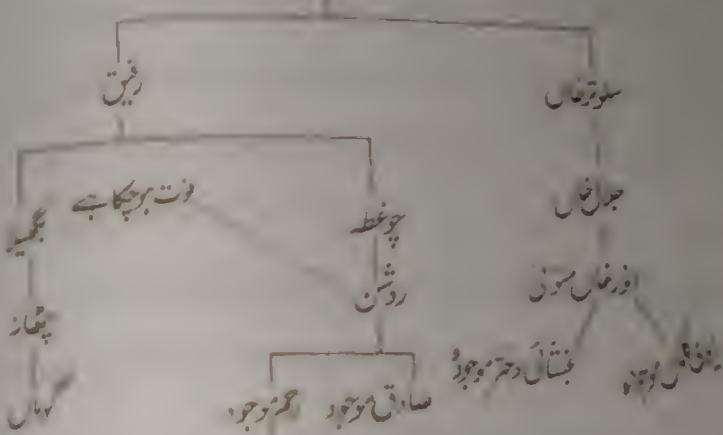
۶۸

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اندریں صورت کے کسی درخت یا شجرہ و نسب

اور درخت حسب ذیل میں :-

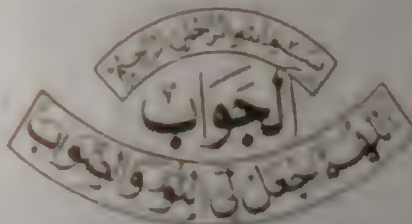
موت مورت علی  
دل اور خاں



قسم میں ہے وصیت بھی کوئی نہیں کفن دفن ہو چکا ہے تو شرما کر  
اس میں حقیر کیا جاوے فقط۔

سائل : گواں دل نہ پیاں

۵۲ - ۴ - ۲۶



یہ فاضل سید صاحب کی کاغذت ہے باقی صاف اور تم اور گواں کا سہاوی  
مگر یہ ہے سب اہل۔



نوافل مسنونہ

ہاں بیوی بھائی بہتر صادق مہم مہمات

قرآن کریم میں ہے فان كان لکم ولد فليهن السمر - - -  
وہا الصفا حدیث شریف میں ہے فلا ولی یحل ذکر -

والله اعلم وصو خلد وحق حبیب و

صحبہ وسلم

مترجمہ فقیر بہ کلمہ محمدیہ

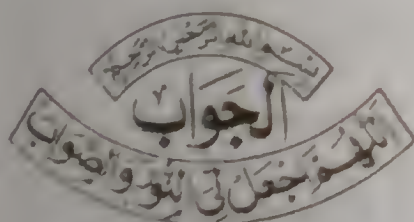


غول

# بَابُ الْعَوْلِ

## الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علم کرام و موفیاء عظام کہ زنی فوت ہو گیا ایک عورت و ایک مرد  
اور وہاں از جانب باپ اور دو ہمیشہ و چھوڑ دیا، اس کے ترکہ کی تقسیم جس طرح ہو تو وہیں نیز  
جو زیور و الدین سے پایا اس کا کیا حکم ہے؟ بہت ضرر تو ہو۔



والدہ کے لئے چھٹا اور بیوی کے لئے چوتھا حصہ ہے اور ہمیشہ گون بیسے کہ سوس سے  
مگر ہے اگر حقیقی ہیں تو دو تہائی ان کے لئے اور دونوں بھائی علیہ سببی محروم ہوں گے اختطاریتاً





یہ س نشان کی وجہ سے ۲ سے آئے گا اور چونکہ عائد بہ تصحیح ۱۳ سے ہوگی۔

ہنگامہ

زیادہ سے ۱۲ تصحیح بعد عمول از ۱۳

والدہ بیوی بہن بہن بھائی بھائی

۲ ۳ ۴ ۴ ۶ ۶

سریمیں ہے۔ او مع الاثنین من الاخوة و الاخوات

المرح للواحدة فضا عدم الولد و ولد الابن و والشان

لانسین فضا عدم اور اگر بشیرگان غیر حقیقی میں تو جواب بدل جائے گا لہذا دوبارہ تفصیل

سے سوال کریں۔

زیر اور والدین نے مجھ کو دیا ہے اور قبضہ میں دے دیا ہے تو میرا ہوسا یا ہو گیا

ہن تک ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ و آل

و صحبہ و بارک و سلم۔

عزہ الفقیہ ابو النجیم محمد نور اللہ النعمی غفرلہ

الاستفتاء

علمائے دین کیا فرماتے ہیں اس معاملہ میں کہ ایک شخص مسنی غلام محمد کے گھر دو

لڑکیاں تھیں اس کی عورت فوت ہو گئی۔ بعد میں اس غلام محمد نے دوسری عورت کر لی یعنی



نکاح میں لے لی۔ اس دوسری بیوی سے کوئی اور نہیں ہوئی ہے۔ اب غلام محمد فوت ہو گیا ہے۔  
 اور غلام محمد کا باپ بھی زندہ ہے۔ غلام محمد کی عورت اس کے باپ جیسی بنے رہا ہوتے کے  
 پاس ہی گھر میں رہتی ہے اور غلام محمد کا ایک حقیقی بھائی بھی شادی شدہ ہیں وہ اپنے گھر میں رہتا  
 رہا کی کماں شادی شدہ ہے اور وہ اپنی چھوٹی بہن کو بھی اپنے پاس اپنے سے جبرائیل کے پاس۔  
 اور لڑکی کماں نے کچھ زیور چرا کر اپنے پاس جبرائیل رکھا ہوا ہے اور بزرگ پوچھیں قبول کیا اور زیور  
 اپنی حقیقی والدہ اور سہیلی والدہ دونوں کا چرا کر لے گئی تھی۔ سہیلی والدہ کا زیور تو ایس ہو گیا ہے  
 اور حقیقی والدہ کا زیور جبرائیل نے بیٹھی ہے اور زیور جو ہے وہ خود غلام محمد کا بنایا ہوا ہے یعنی اس  
 زیور کا مالک خود غلام محمد ہے۔ غلام محمد کی جائیداد کس طرح تقسیم ہوئی چاہے کیونکہ غلام محمد  
 کا باپ زندہ ہے اور غلام محمد کی عورت اس کے سر پر گزرا کر تھی ہے۔ بینو تو جبرائیل  
 سائل: عبدالحسن کھل



سائل نے زبانی بیان کیا کہ جس وقت غلام محمد کی لڑکیوں کی والدہ فوت ہوئی تھی تو  
 اس وقت اس کی والدہ بھی زندہ تھی ورا اب بھی زندہ ہے اور جب غلام محمد فوت ہوا تو اس کی  
 والدہ بھی زندہ تھی اور اس کے بھائی بھی ہیں تو ان لڑکیوں کی والدہ کا زیور و عید و کسے تو ترشح

میں یہ بات جس سے ترکیوں کے دوستی تھی ہے میں اور غلام محمد خاوند کا چوتھا حصہ دراصل  
درو کا پھٹا حصہ ہے قاعدہ ۲ سے آئے گا اور غول سے تیرہ ہو جائے گا۔ تیسرے حصہ  
اول بربروں کے اور دوماں کے درمیان غلام محمد خاوند کے ہیں۔ پھر جب غلام محمد فوت ہوا  
اس کے کل مال سے ترکیوں کے دوستانی حصے ہیں اور بیوی کا آٹھواں حصہ سب اور پچاسواں  
حصہ مال باپ کا ہے و حسب قواعد مسئلہ ۴۳ سے آئے گا اور غول کے ساتھ ۷۷ سالہ  
یعنی مرد محمد کے کل ترکہ کے ۲۰ حصوں میں سے ۱۶ دونوں لڑکیوں کے اور مین بیوی ۔  
۴-۲۰ مال باپ کے یہ مسئلہ مندرجہ ہے کذا فی السراجیۃ و اللمندیۃ وغیرہا

حقه الفقير ابو الخير محمد نور الشدائى غفر له

٢ رجب المرجب ١٤٤٥ هـ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین باذریں مسئلہ کہ زید فوت ہوا احباب! اس کی دو بیویاں اور ایک حقیقی بن در والدہ اور چچا زاد بھائی موجود ہیں، اس کی دراشت شرعاً نیسے تقسیم ہونے، بیسنوات خبر دو۔

ساتھ : مولوی محمد حسن، ننگی بائیکا

عبدالمجیدؑ کی ایک صاحبزادی کو اپنے باپ کا بیٹا پیدا ہوا۔ اس کا نام محمدؑ رکھا گیا۔ یہ ایک نیک اور سادہ دل شخص تھا۔ اس کی والدہ نے اس کو بہت سے نیک اعمال سکھائے۔ اس کی والدہ نے اس کو بہت سے نیک اعمال سکھائے۔ اس کی والدہ نے اس کو بہت سے نیک اعمال سکھائے۔

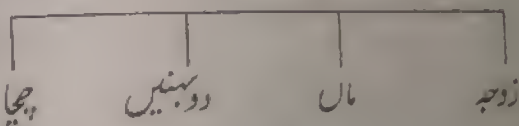


فتوہ الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ النعمانی غفرلہ

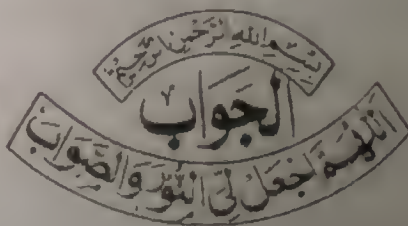
۲۸ رجب المرجب ۱۴۰۸ھ

# الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زیر فوت ہوا، ایک زوجہ ایک سال  
دوبہنیں، ایک سچا باقی چھوڑا اور ورثہ میں سے کوئی بھی باقی نہیں ہے، ان کا ترکہ کیسے  
تقسیم کیا جائے؟ بہینہ التوجہ وا۔



السائل: علم الدین، حویلی لکھا ۸۰-۴-۱۴



کفر و من وہائے قرض و وصیت کے بعد جو بچا اس کا ربیع یعنی چوتھائی زوجہ کا  
ہے اور بچا مال کا ہے اور بہنیں اگر اس باپ سے ہیں سب نہیں عیانی کہا جاتا ہے

ن کے ٹین یعنی دو ہتائی میں حسب التوا یہ مسئلہ بارہ سے ہے درجوں سے تیرا ہے  
تعیین ہے یوں : یہ زید مسئلہ از ۱۲ مع احوال ۳

زوجہ	ماں	بہن	چچی
$\frac{۳}{۱۳}$	$\frac{۲}{۱۳}$	$\frac{۸}{۱۳}$	$\frac{۱}{۱۳}$

اور اگر بہن صرف باپ سے ہیں جن کو عتائی کہا جاتا ہے تو پھر بھی یوں ہے اور اگر ایک  
اعتیانی اور دوسری عتائی ہے تو اعتیانی کا حق نصف ہے اور عتائی کا حق سڑ ہے یوں

زید مسئلہ از ۲ مع احوال ۳

زوجہ	بہن اعتیانیہ	بہن عتائیہ	ماں	چچی
$\frac{۳}{۱۳}$	$\frac{۶}{۱۳}$	$\frac{۲}{۱۳}$	$\frac{۲}{۱۳}$	$\frac{۱}{۱۳}$

اور اگر دونوں بہنیں صرف ماں سے یعنی اعتیانی میں تو ان دونوں کو ثلث عیسیٰ ایک تہائی ہے  
حسب ذیل :

زید مسئلہ از ۳

زوجہ	ماں	بہنیں اعتیانیہ	چچی
$\frac{۳}{۱۳}$	$\frac{۲}{۱۳}$	$\frac{۴}{۱۳}$	$\frac{۱}{۱۳}$

اندریں صورت چچی حصہ بنا کر باقی سب کا حقدار ہے اور اگر ایک بہن عیانی یا عتائی ہو  
در دوسری اعتیانی ہو تو اعتیانی کا حق نصف ہے اور اعتیانیہ کا سڑ ہے یوں

زید مسئلہ از ۴ مع احوال ۳

زوجہ	ماں	اعتیانیہ یا عتائیہ	عتیانیہ	چچی
$\frac{۳}{۱۳}$	$\frac{۲}{۱۳}$	$\frac{۶}{۱۳}$	$\frac{۲}{۱۳}$	$\frac{۱}{۱۳}$

پہلی تین اور آخری صورت میں چچا محروم ہے کیونکہ چچا محاسب ہے جو دولت مند  
 ہے بچے اس کا حقدار ہے جو ان چاروں میں کوئی بچہ نہیں لہذا محروم کما فی السریعہ  
 و احادیث البخاری و مسلم و غیرہما۔  
 واللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ و آلہ  
 و صحبہ و برک و سلم۔

حقوہ الفقیر الراجی محمد نور اللہ النعمی غفرلہ

۲ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۰ھ

۸۰-۲-۱۷

## الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ مسماۃ زینب بی بی فوت ہوئی  
 اور اس نے مندرجہ ذیل وارث چھوڑے، از روئے شریعت طریقہ تقسیم ترکہ کیا ہوگا اور ہر وارث  
 کو کتنے حصے ملیں گے؟

تفصیل ارشاد

- ۱- والدہ
- ۲- شوہر
- ۳- لڑکیاں ۳ عدد
- ۴- بہن حقیقی
- ۵- بیویا بھائی
- ۶- بیوی بہن۔

السائل: سید منظور احمد شاہ





بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
**الجواب**  
 اللَّهُمَّ اجْعَلْ لِي الْيُسْرَى وَيُسْرَى

والدہ کا چھٹا حصہ ہے اور خاوند کا چوتھا اور تین ٹریسوں کا حصہ دو تہاں ہے  
 اور بہن حقیقی اور سوتیلی بہن بھائی محروم ہیں ورنہ ان کے لئے کچھ بچتا ہی نہیں، اگر بچتا ہوتا  
 تو بہن حقیقی بہن کو ملتا اور سوتیلی محروم رہتے۔ حسب القاعدہ یہ مسئلہ ۲ سے ہے ورنہ  
 سے ۳ صحیح آئیگا۔ کذا ۱

زیب مسئلہ ان ۱۴ تصویع ۳۹

والدہ	خاوند	لڑکیاں ۳	بہن حقیقی	بہن سریر	بھائی سوتیلی
$\frac{6}{39}$	$\frac{9}{39}$	$\frac{24}{39}$	x	x	x

کذا فی السراجیۃ مک وصلا وصلا وصلا وکذا فی ہندیۃ وعلیہ  
 من اسفار المذہب المہذب الحنفی۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلى الله تعالى على حبيبنا محمد وآله

واصحابہ وبارک وسلم۔

عنہ الفقیر الی الخیر محمد زکریا النعمی نقلاً

م. ش. بان لمطبع ۷۰ ۶-۱۰

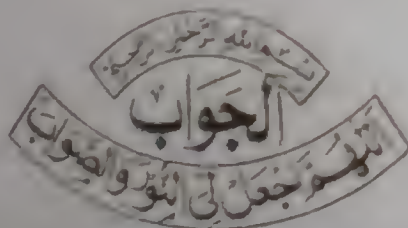
ز



# بَابُ الرَّيِّ

## الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین، ندریں صلوٰۃ کہ سعی میں ایک  
نوبت ہوا اور دو پوتے اور ایک پوتی چھوئے تو شرعاً وراثت کی کیا صورت ہے؟ بیوہ تہجد۔  
سائل: نذر کچھ: نذر خود زکوٰۃ، طہرین، مؤرخہ ۲۸



مترکہ کو پانچ حصوں میں تقسیم کر کے اور دسے یوتوں کو اور ایک حصہ پوتی کو بیچا

حسن بیگ سلازہ

نذیب پوتا اسلم بیگ پوتا وزیر بیگ پوتی

۱

۲

۲

قرآن کریم میں ہے للذکر مثل حظ الانثیین۔ فتاویٰ عالمگیری ج ۴ ص ۴۰۴ میں ہے ثم لبن الابن نیز اسی میں ہے (ج ۳ ص ۴۰۳) فہن کالصلیب عسعدم ولد لصلیب۔

واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتموا حکم وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ والہ وصحبہ وبارک وسلم۔

حقوہ العقیقہ ابوالنجیم محمد نور اللہ النعمی غفرلہ  
۳۰ ذی القعدۃ المبارکہ ۱۲۷۶ھ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اندر اس مسئلہ کہ زید فوت ہوا اور کفن و دفن و دین و وصیت کے علاوہ مبلغ چھ صد روپیہ چھوڑ گیا اور وارث صرف بیوی، ماں، سوتیلی بہن ماں سے ہیں تو وہ مبلغ چھ صد روپیہ کس طرح تقسیم کئے جائیں؟ بینوا تو حبر و۔  
السائل: محمد اصغر زرگر از رکن پورہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
**الْجَوَابُ**  
 اللَّهُمَّ اجْعَلْ فِي الْيَوْمِ الْبُخْرًا

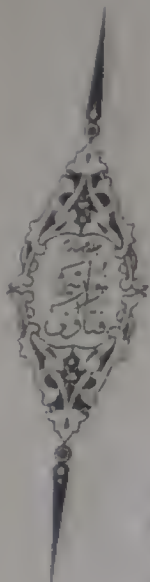
شرعاً بیوی کا چوتھا ماں کا تیسرا بہن کا چھٹا حصہ ہے مگر چونکہ ان حصوں سے اس  
 بچہ ہے اور کوئی حصہ نہیں تو زائد ماں اور بہن پر تقسیم ہو گا ان کے حصوں کی نسبت سے اور  
 بیوی کو زائد سے کچھ نہیں ملے گا تو یہ سہ چار سے صحیح تے کا یعنی کل مال چار سو سی ہے بتایا  
 ایک بیوی کو دیا جائے، دو ماں کو اور پھر ایک بہن کو بھکذا:

زید مسدہ ردیہ از ۴۴ کل مال چھ صد روپے

میت	ماں	بہن ماں سے	بیوی
	$\frac{1}{2}$	$\frac{1}{3}$	$\frac{1}{4}$
	۳۰۰ روپے	۱۵۰ روپے	۱۵۰ روپے

سراجیہ میں ہے الرابع ان یکون مع التانی من لا یرد علیہ واقسم  
 ما بق من مخرج فرض من لا یرد علیہ عن مسئلة من یرد علیہ  
 فان استقام فبها و هذا فی صورة واحدة وهی ان یکون للزوجات  
 واحدة کن او متعددة لرابع و لباقی بین هن سرد اثلاث تزوجة  
 واربع جدات وست اخوات لام انتهى۔

اقول فهذه الصورة المسئلة عنها كذا لان فيها للزوجة



سرم لعدم تولد و لام الثلث لعدم الولد و ولد الابن والاشين  
 من رثوة و رثوات و لارثت لام لمدس فالثلث والسدس  
 مستتمه ثلثة كما في السراجية ايضا من باب السدس - فويلج جوهه  
 سے مل کا حصہ تین صد اور بہن اور بیوی کا ڈیڑھ ڈیڑھ صد ہے۔

والله تعالى اعلم وصلى الله تعالى على حبيبہ والہم

وصحہ وسلم۔

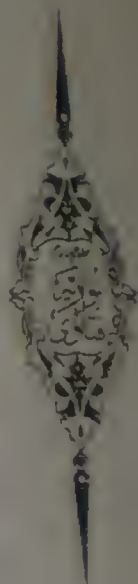
عزہ الفقیر البواکیر محمد نور اللہ النعمی غفرلہ  
 مورخہ ۱۴ ربيع الاول ثمرین ۱۳۴۳ھ

## الاستفتاء

درخواست بابت ثمرینی حق دفتر جناب ستی صاحب قلم، بصیر لور

جناب عالی

گزارش ہے کہ سماء غفورہ دختر فتح آب خاں بیوہ جیون بیگ، بیاراضی جیون بیگ  
 کی ہے جو بیوہ کے نام ہندوستان میں ہی ہو گئی تھی، پاکستان میں پہنچ کر ان کا انتقال ہو گیا، زمین  
 و دکانیہ حق صرف دو بڑیاں بنام سکینہ بیگم، امتیازی بیگم جو کہ موجود حیات میں فائق حق الہ کا  
 ہوتا ہے فتح آب کی بیوی سے ایک لڑکا حسین خاں بنتا، دوسری بیوی سے غفورہ ابیگم تھی



پہلی بیوی سے جو کہ لڑکا لیں خاں تھا اس سے دو لڑکے بنائے شمس الدین خاں، شہر الدین خاں پسران  
 نین خاں۔ اس کے بعد شمس الدین سے ایک لڑکا ہے جس کا نام زمان خاں سہارا ایکٹ کی  
 قمر الدین خاں سے ہے جس کا نام اچھن بیگم ہے اراضی میں زمان خاں اپنے کا حقدار ملے حصے کا  
 ہونا چاہتا ہے۔ یہ اراضی سہارا غفور ابیگم کو اس کے خاوند جیون بیگ کی طرف سے تقبی سہارا  
 غفور ابیگم کے والد فتح آب خاں کی طرف سے یہ اراضی نہیں ہے لہذا شریعت قانون سے  
 اس کا حق بنتا ہے تو مجھ کو دینے میں کوئی اعتراض نہ ہوگا اس لئے شریعت کو چاہتی ہوں کہ  
 یہ پریشانی دور ہو سکے، اس لئے تحریری درخواست پیش کرتی ہوں۔

عوض  
 سہارا سکینہ بیگم دختر جیون بیگ چک ۲۰۰/۲ ضلع مظفری تحصیل پاکپتن شریف

نشان انگوٹھا سہارا سکینہ بیگم

نوٹ : سائل یعقوب جو سکینہ بیگم کا لڑکا ہے اور مختار بھی ہے زبانی بیان کرتا ہے کہ یعقوب  
 کی وفات کے وقت اس کے ماں باپ یا بہن بھائی یا چچا وغیرہ کوئی حصہ نہ دیا تھا  
 العبد : یعقوب بیگ



سہارا غفور ابیگم کی ملکیت میں اس اراضی سے صرف ۱۰ حصہ ہے اور باقی سب

دلوں کو سکینہ بیگم درمیتا زری بیگم کا کہے۔ یہ شرع مطہر کا فیصلہ ہے۔ باقی رہا بحر زلال  
 کا انتقال تو اس سے بڑکیوں کے حقوق شرعی قطعاً زائل نہیں ہو سکتے تو جیون بیگم کی لاش  
 کے پچھوں میں زمان خاں کا قطعاً کوئی حق نہیں کہ وہ جیون بیگم کا حصہ نہیں البتہ ہجر  
 مغفور بیگم کا حق ہے اس میں زمان خاں کا حصہ ہے کہ وہ مغفور بیگم کا حصہ ہے یعنی اس کے جہاں  
 میں خاں کا ہوتے یا زعمیہ کل رضی میں زمان خاں کا حصہ ہے تو فتنی حساب کے خلاف  
 اس رضی کے ۲۸ بیس حصوں میں سے صرف دو زمان خاں کے ہیں اور باقی ۲۶ بیس سکینہ بیگم  
 کے ہیں۔ یہ مسئلہ عملی رواد میں نسخہ کا ہے کہ فی السراح و سہا  
 من الشاہد الحنفیہ

اللہ تعالیٰ علّمہ و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ و آلہ

و اصحابہ و بارک و سلّم

منہ اخفیۃ ابو یخیر محمد نور الدین غفرلہ

۲ ذی الحجۃ المبارکہ ۱۲۸۸ھ ۱۵۹۶

توضیح

# باب التَّصْحِيحِ

## الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اندر اس مسئلہ کے کہ زیارت ہوا  
اور ایک لڑکی ایک بیوہ ہندہ، ایک بھائی حقیقی، تین حقیقی بہنیں چھوڑ گیا، از روئے شہدۂ مطہرہ  
اس کا تزکہ کس طرح تقسیم کیا جائے نیز بچہ نے اپنی بہن ہندہ کو شادی کے وقت جو ہیز دیا اور اسکے  
اور اس کے ملک کر دیا، آیا وہ ہیز ہندہ کا ہی ہے یا اس پر کسی اور کا حق فاقہ ہے؟  
بینوا اما جودین من رب العلمین۔ بخشایا



تزکہ مسلولہ کا مسئلہ اٹھ سے آئیگا۔ آٹھ میں سے چار سے لڑکی کے اور ایک



بیوی کا ہائی تین حصے بھائی اور بیس آپس میں للذکر مثل حظ الانثیین  
 کے حسب سے تقسیم کریں لہذا تصحیح کے لئے ۵ کو ۸ میں ضرب دینی پڑے گی اور چالیس  
 سے صحیح ہو جائے گا اور تقسیم بعد از وضع اخراجات تجہیز و تکھنن و ادائیگی دیون و تنفیذ وصایا  
 من الثلث سے ہوگی۔

مسئلہ آٹھ ہے، بعد الضرب چالیس سے  
 زندہ کی بیوی بندہ بھائی بہن بہن بہن

۲۰ ۵ ۶ ۳ ۳ ۳

۲۔ جب بھائی نے بہن کو جہیز کا مالک بنا دیا تو کسی دوسرے کا اس جہیز پر کوئی  
 حق نہیں، قرآن کریم میں ارشاد ہے لا تحل لکم ان تترثوا النساء کھانیز فرماں ہے  
 وان کنت واحدة فلها النصف۔ وان کان لکم ولد فلهن الثلثین مما  
 ترکتم من بعد وصیة تو صون بہا او دین۔ سراجیمیں ۱۰ میں ہے ومع  
 الرحماء وام اللذکر مثل حظ الانثیین یصرن بہ عصبۃ۔  
 واللہ تعالیٰ اعلم وصلى اللہ تعالیٰ علی حبیبہ والہ  
 صاحبہ وبارک وسلم۔

عزیز الفقیر ابو الجہیز محمد نور اللہ النعمانی غفرلہ

۳ شعبان المعظم ۱۳۶۶ھ

# الاستفتاء

فتوے (بصورت ثالثی فیصلہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مستیان چراغ ولد ولی محمد سکنہ چک مغل ضلع منٹگمری اور سید محمد ولد امی بخش سکنہ  
 قلم جندیکا ضلع منٹگمری اقوام حشری سمات عزیزاں بنت بہلول برادر چراغ مذکور کے بابت میں  
 تنازع ہیں۔ مسئلہ چراغ اپنا حق ظاہر کرتا ہے کہ میری بھتیجی ہے اور مٹی سید محمد کا کتاب ہے کہ  
 میری والدہ سمات مذکورہ کی تحقیقی نانی ہے لہذا والدہ کی وفات کے بعد پرورش کا حق میری والدہ  
 کو حاصل ہے نیز مٹی بہاول کی وراثت کا بھی تنازعہ ہے۔ ہر دو فریق نے بیضا و رغبت  
 مجھ اپنا ثالث مقرر کیا ہے کہ شرعی فیصلہ کر کے فریقین کا تنازع ختم کروں اور فریقین قرار  
 کرتے ہیں کہ جو فیصلہ ہوگا ہمیں منظور ہے۔



حکم شریعت مطہریہ ہے کہ سمات عزیزاں کی پرورش

قائم جو ان جو نے نک نانی کا ہے، درالمختار میں ہے منقولہ و الحمد للہ

ابن حجر رحمہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ظہر الروایۃ۔ اور بوقت وفات  
 مسیحیوں نے مذکور فریقین کے قرار سے وارث صرف یہ ہے کہ ایک حقیقی بھائی مسیحی چراغ  
 اور دوسری بہنیں مسماۃ کموں و مسماۃ نوربان اور ایک بیوی مسماۃ سرداراں اور دو لڑکیاں  
 مسماۃ نشاں و مسماۃ عزیزاں جو صل کی صورت میں تھی (خال حکمہ ہذا) اقرار فریقین سے  
 وصیت اور قرض نہیں ہے تجیز و تکفین سے جو بچا اُس کا آٹھواں حصہ بیوی اور دو تہائی  
 وہ دونوں لڑکیاں اور باقی بھائی اور بہنیں للذکر مثل حظ الانثیین کے طریقہ پر  
 مستحق ہیں صورتِ مسئلہ اور تصحیح و تقسیم حسب ذیل ہے :

بہاول المسئلۃ من اربعۃ وعشرین لاختلاط الثمن بالثلثین  
 وقصہ من ستۃ وتسعین لاختصار الاخۃ والاخت

مسماۃ نشاں بنت مسماۃ عزیزاں بنت مسماۃ سرداراں بیوی مسیحی چراغ بھائی مسماۃ کموں بہن مسماۃ نوربان  
 ۳۲ ۳۲ ۱۲ ۱۰ ۵ ۵

واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتمہ واحکم وصلی اللہ

علیٰ علیٰ حبیبہ والہ وصحبہ وبارک وسلم

عزہ الفقیر الی الخیر محمد نور اللہ الحنفی القادری النعمی مغفرہ

## الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اندر یہ صورت کہ مسیحی فیصل محمد  
 مسلمان سے فوت ہوا۔ مسماۃ نہروہ مسماۃ تاج بیویاں اور مسماۃ چان لڑکی اور مسماۃ نوربان

ہمیشہ حقیقی تو بعد از تجہیز و تکفین و تنفیذ وصیت و دین متون کا ترک کس طرح تعلیم کیا جائے  
از روئے شرع شریف ؟ بینوا تو جبر و -

سائلان : غزل و خال و کب خال حیدر ان موضع مبارک میں ۲۲



شرعاً دونوں بیویوں کا حق آٹھواں حصہ ہے اور رڑ کی نصف کی حق ہے  
باقی کل سگی بہن کا حق ہے، سراجیہ میں ہے والشن مع الولد نیز سگی بہن نصف  
للواحدة اور ولهن الباقي مع البنات۔ اصل مسئلہ آٹھ سے اور حق سولہ سے ہے  
سراجیہ میں ہے کل عدد یکون مخرجاً لجزء فذلك العدد ابضاً  
یکون مخرجاً الخ اور اسی میں ہے الثالث ان لا تكون بین سہ مہمہ  
وہمہ موافقہ فی ضرب کل عدد وروس من انکسرت عنہم لہام  
فی اصل المسئلة، وھذه صورة المسئلة :

فیض احمد اصل المسئلة من ۸ والتصحیح من ۶

میتہ  
زہرہ زوجہ ۱ تلج زوجہ ۲ چان رڑ کی ۳ نور نگیم سگی بہن ۴

۶

۸

۱

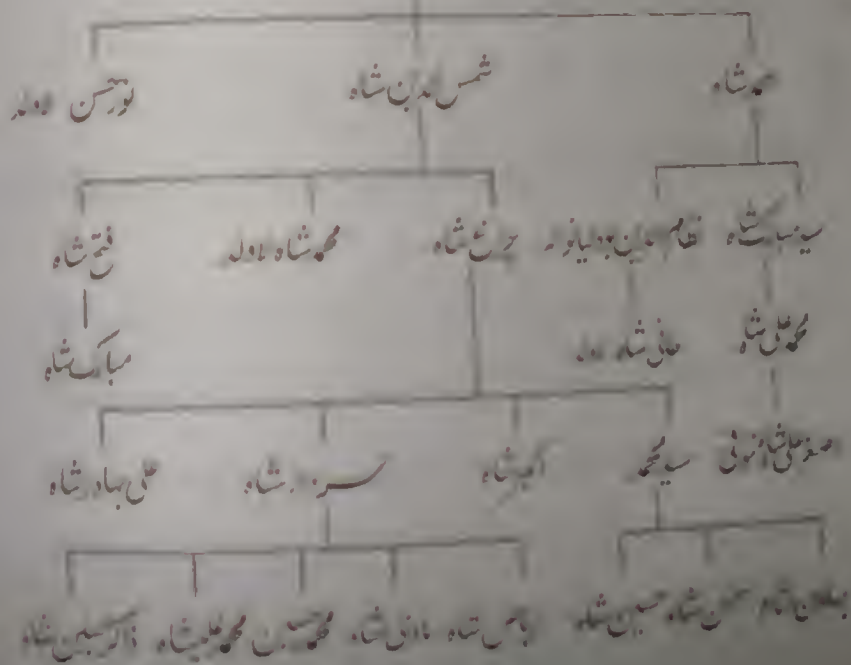
۱

واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ انھو حکم و صلواتہ تعالیٰ



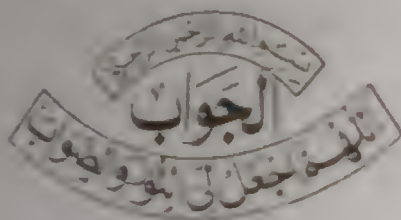






بوقت فوتی صغریٰ شاہ اکبر شاہیں با شاہ مبارک شاہ و نو و سید کھتاہ  
 مرد شاہ پہلے فوت ہو چکے تھے بہمنہ ن کے لڑکے بہان شاہ وغیرہ راض شاہ وغیرہ تھے  
 نہ ہیں تو صغریٰ شاہ تہنی کا ترکہ لڑکے اس میں قسریٰ کیا ہے ؟  
 نوٹ انجمنہ تکفین جوگی و وصیت : این پس میں سید سحر و  
 سال : علی بہا شاہ زست تھو قورنہ

۶۶۵



گل مال کا اٹھواں حصہ بیوی : اے عا سیدی چھہ : تی کہ لڑتی کہ لڑتی شاہ  
 مبارک شاہ کا ہے سادہی طور پر کہ مجھے میں وری محمد شاہ مسر شاہ کے لڑکے لڑتی ہیں  
 برجہ قدم اکبر شاہ وغیرہ ویرچہ کہ اس سند میں سن وری سندس مختہ نوگت میں لڑتی ہیں  
 اربعہ و عسریں سبے بیوی گل ل کے چوبیس حصے کئے ہیں وری میں میں بیوی کے اور  
 نصف یعنی بارہ بیوی اور سندس یعنی چار بیوی کے : باقی باقی کہ لڑتی و عیرہ عصبوں کے لڑتی تین بیوی  
 تقسیم نہیں ہو سکتے تو حسب قاعدہ میں کو چوبیس میں ضرب دی جائے گی وری میں بہمنہ چوبیس  
 تفسیر : تو جائے گا :



سفر شہداء اس سال ۲۲ قبیح از ۷۳

پیری پیر جی اکبر شاه بهاء شاه مبارک شاه حسین شاه یحیی شاه بابا شاه محمد حسین شاه  
محمدم محمدم محمدم محمدم محمدم

محمد علی شاه      ذکریا حسین شاه

ثابته في كبريت وشرحه في رند واد التمس مع حده. وال  
 كمت له الصب. واحد في الصف. فربح سبب الأس مع سبب  
 الصب سبب التمس. وخرج حده. ثم عم الحده. واد الحفم حده  
 من العصية في درجه واحد. يسلم المال عليهم. عند انساكهم. وان احدهم  
 اسير مع كل آخر. مع عصا واحد من اليف وشرس وان يسير  
 عدد. ووس من كبريت في صلب سبب التمس  
 وانه في علمه. صلى الله تعالى على حبيب. والى وصحب  
 وبنات وسم في كل صلب. لطف والكرم.

منہ غنیۃ البانیۃ محمد زکریا نعیمی غفرلہ

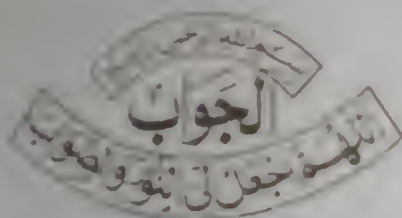
۵ شعبان المعظم ۳۶۵ هـ

الاستفتاء

یادستار ملات دین و مفسران شیعہ متین، ماریں مسئلہ کذب و فوت جو اور

یہ سری و ایک ٹرکی اور دو بھائی ایک بھائی کے دو بھائی ہیں۔ اس کی فہم  
 کے بعد کل جائیداد انگریزی قانون کے مطابق ہوئی کہ ہمارے اس کے آؤں کے تین جہات  
 یہ منتقل ہوئی با و میرے فوے ہو گیا۔ ایک ٹرکی اور دو بھائی اس کے تین جہات  
 جائیداد میں متوفی کی ٹرکی اور دو بھائی وغیرہ حصہ نہیں لیں۔ اس کے بعد  
 اصل اس کی وضع کرتے ہیں

تھیں۔ یہاں پر صلیب لکھیں



ٹرکی کی نصف اور دونوں کا اٹھواں حصہ اور باقی کل دو حصوں کا ہے اور یہ  
 تقسیم بعد تجویز تکفین و ادائے عین و وصیت ہے اگر مومن تو انگریزی قانون کے مطابق  
 ہوئی کے نام انتقال سے میوڑ کا منتقل ملک نہیں بدلتا تو اس کے فوت ہوئے کے بعد  
 اٹھواں حصہ جو اس کا اصل حق تھا اس کے ٹرکی اور دو بھائی کے حصہ میں حصہ رہا  
 کہیں اور متوفی کی ٹرکی نصف اور دونوں بھائی کے ہیں اور بھائی کے پوتے محبوب  
 میں۔ یہ مسئلہ ثانیہ سے ہے اور میں کہہ رہا ہوں ہے

زید مسد از ۸ تصحیح از ۱۶

لڑکی	بیوی	بھائی ۲	بھائی	بھائی کا پوتا	بھائی کا پوتا
$\frac{5}{16}$	$\frac{1}{2}$	$\frac{3}{16}$	$\frac{3}{16}$	محبوب	محبوب

کدائی لسانیہ وغیرہ من کتب المذہب المذہب - واللہ تعالیٰ اعلم  
وعلمہ جل مجدہ تم واحکم وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ والہ وصحبہ وسلم

عزیز الفقیر البرا کبیر محمد نور اللہ انعمی غفرلہ

۱۴ سوال ۱۱ لفظ ۶۹

## الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین دریں مسئلہ کہ سنی بہاول فوت ہو گیا اور اس کی  
دو عورتیں تھیں ایک عورت سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے اور دوسری عورت زندہ ہے  
اس سے تین لڑکیاں اور ایک لڑکا ہے پہلی عورت بہاول کی زندگی میں فوت ہو چکی ہے  
بہاول کی اول و مذکور اور زندہ بیوی کی وراثت زمین وغیرہ میں کس طرح حصے میں کفن و دفن  
ہو گیا ہے۔ رعیت اور قرض کچھ نہیں۔ سینو ما جو رہیں۔

اللہ تعالیٰ علتم خود ۲۵ رمضان شریف

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
**الْجَوَابُ**  
 اللَّهُمَّ اجْعَلْ لِي نَوَافِلَ صَوَابٍ

زندہ بیوی کا کل باقی ماندہ مال سے اعموال حسب قرآن کریم میں بت و  
 لہن الثمن اور باقی سات حصے لڑکوں اور لڑکیوں میں حسب دستور تقسیم کیے جائینگے  
 اور چونکہ سب بہاول متوفی کی اولاد میں لہذا استحقاق وراثت میں مانوں کا لحاظ باطل نہیں و  
 چونکہ سات حصے اولاد پر تقسیم نہیں ہو سکتے لہذا حسب قاعدہ آٹھ مد رؤس اور کوٹھ صاحب سند  
 میں ضرب دی جائے گی اور حاصل چونسٹھ سے آٹھ بیوی کے اور باقی چھٹن سے لڑکوں کے  
 چودہ چودہ اور لڑکیوں کے سات سات حصے ہنگذا

بہاول سند از ۸ تصحیح از ۴۴

بیوی	لڑکا	لڑکا	لڑکی	لڑکی	لڑکی	لڑکی
۸	۱۲	۱۲	۷	۷	۷	۷

وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَصَلَّى اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیبِہٖ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

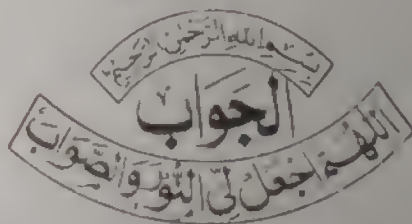
وصحبہ وبارک وسلم

عبد الفتیہ البرکات مخیر نور اللہ النعمی غفرلہ

# الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین اندر یہ مسئلہ کہ سٹی شیر کی حاصل کردہ جائیداد اس کے دونوں لڑکوں سمیان سنا اور سنا کے نام انتقال ہوئی انگریزی دور میں سنا فوت ہو گیا تو انگریزی قانون کے مطابق اس کی کل مندرجہ جائیداد سٹی ہسٹا کے نام منتقل ہوئی اب سنا بھی فوت ہو چکا ہے اور اس کی ایک لڑکی مسماۃ غلام فاطمہ زندہ ہے اور سنا کی تین لڑکیاں مسماۃ مریم و شرفاں و کریم بی بی بھی موجود ہیں، شیر اس کے حقیقی بھائی اد میرا کی اولاد سے مستین رمضان و غلام زندہ ہیں تو اب شرع شریعت کے رو سے اس کی جائیداد کس طرح تقسیم کی جائے گی نیز سنی مسئلے اپنی جائیداد کی وصیت باقاعدہ مسماۃ غلام فاطمہ کے نام تحریر کر دی تھی اس کا کچھ اعتبار شرعاً ہے یا نہیں؟

سائل: غلام محمد از بونیکہ حیات الریج الثانی لکھنؤ



انگریزی دور کے اکثر انقلابات غاصبانہ تھے جن کی اصلاح حکومت کے بس کا رہا۔  
 نہیں ہاں گورنیک خیال بابت لوگ کوشش کریں تو مست کی لڑکیوں کا غضب شدہ حق مست کی  
 جائیداد و متاعاں دلا سکتے ہیں مگر وہ لڑکیاں ہسٹا کی وارث کسی صورت میں بھی نہیں ہو سکتی

کے وارث اس کی لڑکی مسماۃ غلام فاطمہ و غمزا دکان رمضان و غمزا دکان غمزا دکان غمزا دکان  
اور باقی غمزا دکان رمضان و غمزا دکان کا سب سے بڑا قرآن کریم میں ہے وہ کنت، محد، حلیہ  
النصف اور للرجال نصیب مہلت الوالدان و اقصیٰ مہلت  
بیتاریج آئے گا کھنڈا :

بسمہ تعالیٰ

غلام فاطمہ	رمضان	مید
۲	۱	

ور و صیت وارث کے حق معتبر نہیں البتہ اگر دوسرے ناسخ یا غلط نامہ قبول کر لیں  
بعد از موت مورث تو معتبر ہے۔ فتاویٰ عالمگیری، در المختار، رد المحتار میں ہے و لفظ  
من الدر الا ان تجیز ورثہ بعد موت۔

واللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ و آلہ  
و صحبہ و بارک و سلم۔

صدر الفقیر ابو النخیر محمد نور الدین عینی غفرلہ

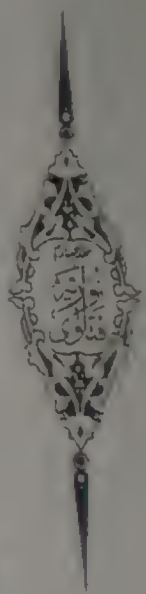
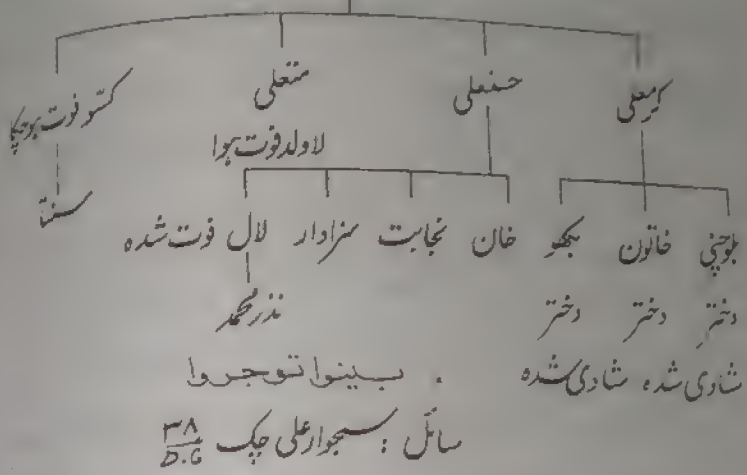
الاستفتاء

کہ فرماتے ہیں عنائے دین نذریہ کس کس کی طرف سے

شجرہ حبیبیہ



فتح الدین



شرعاً لڑکیوں کا حق تین یعنی دو تہائی ہے، باقی خان، نجات، سزاوار، سنتا  
 بقیہوں کا حق ہے مساوی طور پر ہر سہ سے آئے گا اور تصحیح ۳۶ سے ہوگی حسب ذیل  
 کریملی سہ از ۲ تصحیح از ۳۶

بہوٹی دختر خاتون، بکھو دختر خان، نجات سزاوار سنتا بھتیجے

۳   ۳   ۳   ۳   ۸   ۸   ۸

اور نذر محمد ولد لال محمد ہے، قرآن کریم میں ہے و ان کن نساء فوق اثنین فلہن  
 مثل ما لک۔ حدیث شریف میں ہے فدا ولی رجل ذکر و کذا فی السراج و غیر





فتوہ مفتیہ الیہ محمد نور اللہ ندوی مدظلہ

## الاستفتاء

بخدمت محترمہ الامام مولوی نور اللہ صاحب مہتمم جامعہ اسلامیہ علیہ السلام  
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ گیسٹ ہاؤس میں  
اور تین پوتیاں، ایک بہو اور پانچ بھائی چھوڑ کر ایسی ملک عدم ہو بیٹیاں دونوں س کی تاجر  
وہ تھیں انراں پر متوفی ناراض رہتا تھا اور وہ بھی اپنے سرسری کے گھر میں رہتی تھیں یہاں تک  
متوفی کے جنازہ پر بھی دونوں داماد اور بیٹیاں نہ آئیں۔ اندر میں حالات اس نے وفات سے  
دو ہفتے پہلے جناب نائب تحصیلدار صاحب آبادی کے پاس اپنے بیان بھی قلمبند کر دئے کہ میری  
زمین اور دیگر جائیداد منقولہ کا حق دار میری پوتیاں قرار دی جائیں بعد میں وفات سے کس پندرو  
دن پہلے ایک وصیت نامہ روہر گوہان تحریر کیا۔ اس وصیت نامہ میں بھی متوفی نے اپنی  
پوتیاں کو اپنی جائیداد منقولہ وغیرہ کا وارث قرار دیا۔ اب اس کے متعلق شرعی فتویٰ درکار  
ہو رہا ہے کہ اس کو عمل فرماویں۔ ان کے بھائیوں کے ساتھ بھی تعلقات اچھے نہ تھے۔  
سید نور علی شاہ از دیالپور اشرع شریف لکھنؤ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
**الْجَوَابُ**  
 اللَّهُمَّ اجْعَلْ لِي الثَّوَابَ وَالصَّوَابَ

وسیت تیسرے حصہ تک جائز ہے تو تیسرا حصہ پوتیوں کا اور باقی مال کی بیعت اور  
 دہریوں کی اور باقی ایک تہائی پانچوں بھائیوں کی ہے اور یہ سکہ ۴۵ سے صحیح ہو گا  
 سکہ از ۳ نصیح از ۴۵

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲
بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲

سر بی بی ہے شتمنفذ من ثلث مابقی والثلثان للامستین فصاعدا  
 ثم جزء بیہ -

واللہ تعالیٰ اعلم وصلى الله تعالى على حبيبہ و  
 آل وصحبہ وبارک وسلم -

محرمہ الفقیر الی الخیر محمد نور اللہ ایسی غفرلہ

**الاستفتاء**

یاد مئے میں علمائے دین و مفتیان شرع متین اندریں کہ سنی علی محمد فوت ہوا

اس کے وارث دو لڑکی بیویاں اور دو اس کی سگی بہنیں اور ایک عمرزاد بھائی اور ایک پھوپھی ہیں  
تجیر و تکفین ہو چکی کہ شرعاً اس کی وارثت کس طرح تسمیر کی جاسکتی ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
**الجواب**  
اللَّهُمَّ اجْعَلْ لِي تَبَوُّعًا لِّجَوَابِ

دونوں بیویوں کا  $\frac{1}{4}$  اور دونوں بہنوں کا  $\frac{1}{4}$  ہے اور باقی عمرزاد بھائی کا ہے۔  
سہ ۱۲ سے اور تصحیح ۲۴ سے ہے۔ حسب ذیل :  
شی محمد مسند از ۲ تصحیح از ۲۴

بیوی	بیوی	بہن	بہن	عمرزاد بھائی
$\frac{3}{24}$	$\frac{3}{24}$	$\frac{1}{24}$	$\frac{1}{24}$	$\frac{2}{24}$

قرآن کریم میں ہے وَلَهُنَّ الرِّبْعُ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلرِّجَالِ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلرِّجَالِ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلرِّجَالِ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ  
وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى حَبِيبِهِ  
وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَصَحْبِهِ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ

عقدہ فقہیہ لکچر محترمہ نور اللہ نعیمی خاں

دشوار لکچر محترمہ

الاستفتاء

کیا دانت ہیں مہاتے دین و عتقان شرع متین اندریں سکہ کہ سنی نام پر  
خوت ہوا، اس کی تک وادہ وریک بہن حقیق وریک حقیقی بھائی اور ایک برتیا بھائی  
وہ برتیا بھائی کے رتکے موجود ہیں تو اس کی وراثت کس طرح تقسیم ہوگی؟  
نوٹ: اس کی کوئی شادی نہیں ہوئی۔ بیسوا سو حرو

شجرہ نسب ذیل

11

نذیر محمد بیگ است  
دریاست  
محمد علی برهمنی  
نذیر محمد ستونی  
مسعود علی محمدی

ضعیف

سہ ماہی جالوں والے تیرے

اساتذہ محترمین! زمانہ تہذیب و برپاں پور ضلع فکرمی



سید جہاں نے فرمایا کہ یہ محمد کا حقیقی حصہ ہے۔ باقی کل محمد علی اور عیسیٰ کا ہے۔ یہ  
مذہب سراسر عیسائی ہے۔ اور جو کہ سید جہاں کے ہوتے ہوئے امت نہیں ہو سکتا۔

اور ایسے ہی ضعیف و صدیق بھی مجرب و محروم ہیں۔ سزا چھ سے سب سے اچھی ہے۔  
 حسب ذیل :-

نذیر محمد مسک از تصنیف از

سہ ماہی جاہل سہ ماہی جاہل سہ ماہی جاہل  
 سہ ماہی جاہل سہ ماہی جاہل سہ ماہی جاہل  
 سہ ماہی جاہل سہ ماہی جاہل سہ ماہی جاہل

گد فی السحاب و غیہا

واللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ

و صاحب و بالہ وسلم

مقدمہ تفسیر لہ کثیر محمد نور اللہ تعالیٰ غفرلہ

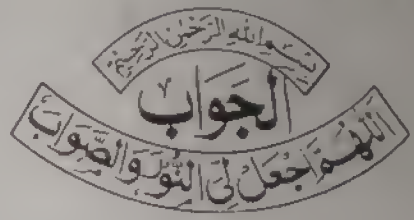
# الاستفتاء

سائین مظهر کہ متوفی حسن، علی محمد کے، و جہانی باب سے مستحق محمد حسن، نامہ علی بن  
 علی محمد مذکور اور ایک بہن باب سے سہ ماہی زینب بنت علی محمد و بیوی سہ ماہی سہ جونی دغہ نور محمد  
 نباغہ اور بخشی مطلقہ علی محمد مذکور و مسلمان دلا، محمد پسر بن حسن برادر حقیقی علی محمد مذکور و غنی مذکور  
 مہر لڑکن بھی علی محمد کے تایاز و جہانی کا ٹکا، یہ سب لوگ موجود ہیں تو حسن کا شرعی ورثہ کون  
 کون ہے اور مسلمان دلا، محمد و غنی مذکورین سے حسن کے ترکہ سے غلام و غلامیہ کیوں دیں

کی بجاوٹ دیگر مندرجہ افراد کردی ہیں تو کیا ان کی خیرات جائز ہے؟ بینوا تو حرم

نشان انگوٹھا غنی مد عبد الرحمن نشان انگوٹھا دلا و لذیل نشان انگوٹھا محرم دلا و لذیل

نشان انگوٹھا محمد حسین لد علی محمد نشان انگوٹھا اکبر لد لیس و کس محمد حسین قاسم علی



مسی حسن متوفی کے وارث صرف محمد حسین، قاسم علی، زینب بہن بھائی اور بیوی  
 اللہ جوئی اور والدہ بخشتی ہی ہیں، ماں کا چھٹا حصہ اور بیوی کا چوتھا، باقی سب دو بھائی ایک  
 بہن کا ہے جس میں بھائیوں کے دو دوسرے اور بہن کا ایک ہے، قرآن کریم میں ہے  
 فان كان لـ اخوة فلامه التمس، ولهن الربع مما تركتم ان لم يكن  
 لکم ولد، وان كانوا اخوة رجالا ونساء فللذکر مثل حظ الانثیین  
 تو چونکہ اس میں ربع اور سدس آگیا ہے تو مسئلہ ۱۲ سے آتے گا اور تصحیح حسب القاعدہ ساتھ  
 سے ہوگی یعنی انوار اجابت کفن دفن کے بعد اور اگر قرض یا کچھ وصیت ہو تو حسب قانون مالی  
 کل ترکہ کے ساتھ حصے کر کے حسب تقسیم مندرجہ بالا دے جائیں حسب ذیل اور مستحکم  
 دلا، محرم، غنی و محرم ہیں۔

حسن مسودہ ۱۲ تصحیح از ۶۰

بخشتی والدہ اللہ جوئی بیوہ محمد حسین بھائی قاسم علی بھائی زینب بہن دلا محرم غنی

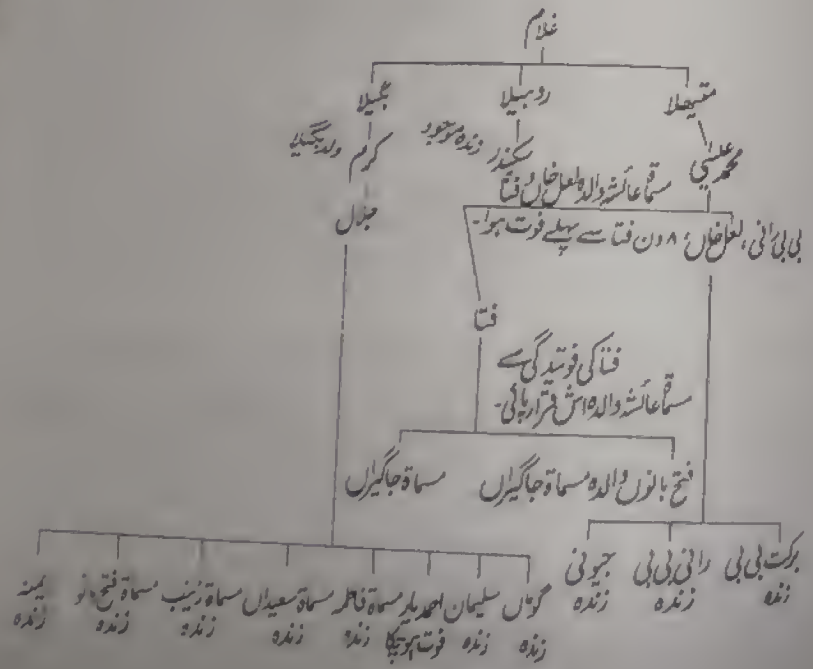
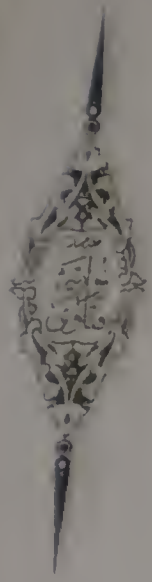


اور جب تک وغیرہ کوئی حق نہیں تو ان کو اختیار کرنے کی بھی بابت نہیں تھی بلکہ حق پر واجب میں عبارت اور عبارت کے  
 جائز تھی تو ان پر لازم ہے کہ جتنا مال خیرات کے نام پر آ رہا ہے وہ سب مندرجہ بالا و آؤں کے لیے کہ یہاں سے  
 معاوضہ پورا پورا ادا کریں قرآن کریم اور حدیث شریف اور فقہ حنفی وغیرہ کی حکم ہے

واللہ تعالیٰ اعلم وصلى الله على محمد وآله وصحبه

مفت الفقیہ الہدایہ محمد زور اللہ انصاری غفرلہ

# الاستفتاء

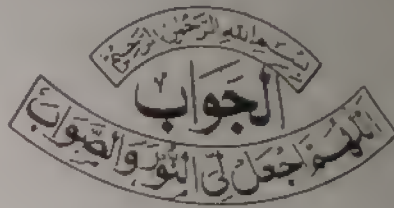






کہ فرماتے ہیں علماء ابن دُخلیں شریعت میں بدر بن مسلم کے لئے رخصت  
اور ایک بیوی سمیت مہر اور دوڑ کماں مساجد شریفیں اور فاضلہ اور ایک حبیبا کمال  
رقمیں عدلی بھائی مسے بکھا خدمتِ قادریہ و تہ اور عدلی مشہور کن جاب بن ابی سہب  
چھوڑ گیا ہے دن میں سے کون کون دہشت میں کہ حکام علی حقیقی کھسکے سے سوئے دل





بیوی کا  $\frac{1}{8}$  اور دونوں لڑکیوں کا  $\frac{2}{3}$  ہے اور باقی سب عاتقی برادران اور بشیرگان کا حسب دستور ہے اور حاکم علی حقیقی بھتیجا محروم ہے۔ مسئلہ ۲۴ سے آئے گا اور تصحیح ۹۲ سے ہوگی۔

نور الصمد مسئلہ ۲۴ از تصحیح ۱۹۲

زوجہا دختر شریاں دختر فاطمہ عاتقی برادران گھاغلام قادیان و بشیرگان عاتقی راجاں بی بی نورانی بی بی حاکم علی حقیقی بھتیجا

$\frac{24}{92}$	$\frac{24}{192}$	$\frac{24}{192}$	$\frac{10}{192}$	$\frac{10}{192}$	$\frac{10}{192}$	$\frac{5}{192}$	$\frac{5}{192}$	$\frac{5}{192}$	محروم
-----------------	------------------	------------------	------------------	------------------	------------------	-----------------	-----------------	-----------------	-------

۲۔ عاتقی بھائیوں اور بہنوں کے ہوتے ہوئے حقیقی بھتیجا وارث نہیں ہو سکتا تو یہ سوال کہ حقیقی بھتیجے کے ہوتے ہوئے عاتقی بن بھائی محروم ہو گئے باطل اس سوال ہے، وہ اس کو محروم نہ ہے۔

ترجمہ ۱۲ میں ہے ثم جزء ابی ای الاخوة ثم بنوهم

فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۴۰۴ میں ہے ثم الاخ لا اب و ام ثم الاخ لا اب ثم ابین

الاخ لا اب و ام نیز فتاویٰ بناری میں ہے و لهن الباقي مع البنات اور ایسے ہی

سراجیں ۱۱ میں ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وعلیٰ جن محمد و آہل بیتہ

اللہ تعالیٰ علیٰ حبیب والہ وصحابہ وارانہ وسلم

نورہ منقیرہ لولہ خیرہ نورہ منقیرہ

وہ شبہ منقیرہ

## الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شیعہ متین مذہب مسدک شیعہ میں نور  
قونیاہ فوت ہوا اور اس نے پانچ لڑکے چھوڑے ہیں۔ میاں نور کے پاس ۵۸ بچے ہیں تھی  
جو اس کی فوتگی کے بعد پانچوں لڑکوں نے برابر برابری کر کے انتقال کر لیا۔ پانچوں لڑکے  
سیان بالترتیب اسمیں عرف جنوں ۲۔ ملا ۳۔ خیر ۴۔ ابا ۵۔ تاجا و جنوں اسمیں  
کے دو لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں جن کے نام یہ ہیں۔ بڑا لڑکا نامہ ۲۔ کا۔ بڑی لڑکی کا  
۲۔ بی بی رانی چھوٹی لڑکی۔

جیل عرف جنوں اسمہ میں فوت ہوا اور زمین اس کے ہر دو لڑکوں کے نام  
انتقال ہو گئی۔ بڑا لڑکا (جو کہ غیر شادی شدہ تھا) اسمہ میں فوت ہو گیا۔ چھوٹا لڑکا، شادی شدہ  
جو کہ اسمہ میں فوت ہو گیا، اس کی فوتگی کے بعد از تین ماہ لڑکی پیدا ہوئی جو ایک العینی اسمہ  
میں وہ بھی فوت ہو گئی۔ بیوہ گامانے اپنا نکاح کسی اور شخص سے کر لیا ہے۔ گامانہ تین عرف جنوں

تادی شدہ ہے۔ چھوٹی لڑکی بی بی رانی غیر تادی شدہ ہے اور اپنی والدہ سماء سبھانی یوہیہ میں در  
جہوں کے پاس بھیجی ہے۔ شرعی لحاظ فیصلہ فرمایا جاوے

سائدہ سبھانی یوہیہ جہیں عرف جموں ۱۴۵۸ ہجری بمقام  
نوٹ۔ سائدہ نے زبانی بیان کیا کہ جموں، ملتان وغیرہ کی ولدہ بھی ایک ہی ہے اور غرض  
مادر۔ گھاسے پید فوٹ ہو چکا ہے۔ اور باقی تینوں زندہ ہیں۔ ورنہ نامہ کی جاہداد کا انتقال بھی  
ہو چکا ہے۔ بلکہ ماک جیدہ کا سول ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## الْجَوَابُ

لَكُمْ جَعَلْتِي لِنُورِ الْبَصَوَاتِ

سبھی گھاس کے وارث اس کی والدہ اور لڑکی اور بیوی اور دونوں بہنیں ہیں  
اس کا چچا محمد بیوی کا تھوٹا محمد اور لڑکی کا چچا ہے۔ باقی سب دونوں بہنوں کا ہے پس  
سب قتلہ ۲۴ سے آئے گا۔ تقسیم ۴۸ سے ہوگی۔ حسب ذیل :  
گھاس مسد از ۴۴ تقسیم از ۴۸

سبھانی والدہ بیوی	لڑکی	گھاس بہن	بہن بی بی رانی
$\frac{1}{4}$	$\frac{1}{4}$	$\frac{1}{4}$	$\frac{1}{4}$

یہ حسب لڑکی فوت ہوئی تو لڑکی کے وارث۔ لڑکی کی والدہ اور سہیلیاں ملتان، راجا، تاجا ہیں۔ ملتان  
کا تیر محمد ہے۔ باقی سب ملتان، راجا، تاجا کا ہے۔ ملتان شادی کر لینے سے محمد ہیں

کرئی فرق نہیں آتا تو گاماکی بیوہ کے گاماکی بانیہ کے ۴۶ محمولات سے تعلق ہے  
 گاماکی بیوی ہوتے کی حیثیت سے اور ۸ لڑکیوں کی ماں بہن کی حیثیت سے یہ ہیں  
 ہے مال لام فاحوال ثلث السدس مع الولد وولد الامس ولس  
 فی قال وثلث النکل عند عدم ہذا الامدکس فی غیرہ یارب  
 والنس مع الولد اس میں ہے والصف لہ احدہ اس میں ہے یارب  
 الساقی مع الیقات نیز ۴ میں ہے سہ العصا من حیثہ الساقی  
 میں ہے جزء جدہ اقرب فالقرب اس میں ہے اد احتسب  
 لمن یکل الثقی او یعصہ فهو من العا وعلیہ سن ۴۴ میں ہے  
 یصرب کل عدد دروس من الکسرت علیہ السہام فی اصل السند  
 و اللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ حل مجددہ وحکمہ وصر  
 اللہ تعالیٰ علی حبیب والہ و صحابہ و اولادہ وسلم

خود خفیہ بر کثیر محمد نورانی معینی غفرلہ

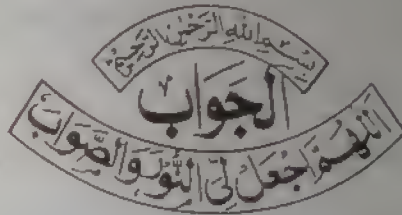
۲۲ شعبان ۱۲۸۷ھ

## الاستفتاء

سائل جناب حیدر شاہ صاحب حدیث ارباب شائستگی پکین شریف کا تحریری سوال  
 و معاجرت طلب تھا جس کا خلاصہ حافظ محمد یونس صاحب نائب سائل کی معرفت درج ذیل ہے

مسئل سوال جو ربانی تشریح سے واضح ہوا یہ ہے کہ سلطان ولد عبدالرحمن لا ولد فوت ہوا یا ایک  
 ایک حقیقی بہن مسماۃ رحمت بی بی اور چھ چچا زاد بھائی جو تین حقیقی بچوں کے لڑکے ہیں محمود شاہ  
 برہان سلطان محمد دین احمد دین زندہ ہیں اور مستوفی کی بیوی اور والدین وغیرہ زندہ نہیں تو  
 از روئے شریعت اس کے وارث کون کون ہیں ؟

الفقیہ محمد یونس غفرلہ



شرعاً بہن کا حق کل جائیداد کا نصف ہے، قرآن کریم میں ہے والہ اخت  
 فبما نصف ما تروا اور باقی سب اس کے چچا زاد بھائیوں کا برابر برابر حق ہے کہ عصبہ  
 ہیں، مزاجی میں ہے جزء الميت و اصلہ و جزء ابیہ و جزء جدہ  
 اور بھانجے محرم ہیں، صورت مسئلہ :

سلطان اصل سلاز ۲ تصحیح از ۱۲

بہن رحمت محمودہ شاہرا برہان سلطان احمد دین محمد دین  
 $\frac{1}{2}$   $\frac{1}{2}$   $\frac{1}{2}$   $\frac{1}{2}$   $\frac{1}{2}$   $\frac{1}{2}$   $\frac{1}{2}$

واللہ تعالیٰ اعلم، علیٰ جل مجدہ اتم و احکم و صلی



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَبَارِكُ وَسَلَامٌ

تقریر اختصار کے لئے لکھی گئی ہے  
اور مشابہت کے لئے

ماحررہ المجیب اللیب فہو حق وصحیح وصواب حسب  
المذہب والسنة والکتاب۔

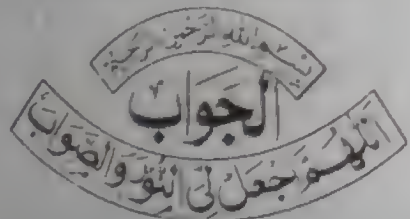
اختصار کے لئے مختصر لکھی گئی ہے

# الاستفتاء

باسمہ جانہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین سے مسئلہ میں کہ مولیٰ عبد الرحمن  
صاحب مرحوم جب فوت ہوئے تو دو بیویاں غلام فاطمہ زریب الہی تین لڑکے و محمد غلام بن  
فیض رسول چار لڑکیاں نور الہی، کرم الہی، شرف الہی و منور پھوڑ گئے۔ جائیداد کس طرح تقسیم  
کی جائے گی؟ بینوا توجروا۔

الاستفتی: العبد المذنب محمد رسول غفرلہ زحویٰ لکھا ضلع شکر پور



پسند ۸ سے ہے مگر چونکہ دو بیویوں کا کٹواں حصہ ایک ان پر حق ہے لہذا



اور یوں ادا دکا باقی ہوسات ہے صحیح تقسیم نہیں ہوتا، تو حسب القواعد دس کو آٹھ میں ضرب کیا  
 و آتی سے صحیح ہوگی، ہر ایک ٹکے کے دو در لڑکی کا ایک حصہ ہے، حسب ذیل :  
 مولوی عبدالرحمن صاحب مسئلہ نمبر ۸۰

نورانی مولوی زیب بی بی نور محمد غلام رسول فیض رسول لڑکے نور الہی کریم الہی شرف الہی منور الہی  
 $\frac{5}{8}$     $\frac{5}{8}$     $\frac{2}{8}$     $\frac{2}{8}$     $\frac{2}{8}$     $\frac{2}{8}$     $\frac{2}{8}$     $\frac{2}{8}$

قرن کریم میں ہے دل کر لکم ولد فہم الشن مناسرکم ایہ سب  
 بر صبحکم اللہ فی اولادکم لئلا کر من حظ لا تمسین۔

واللہ علی علم و صلی اللہ علی محمد و آلہ  
 و صحبہ و وارث و سلم۔

فقہ الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ العینی نفعہ

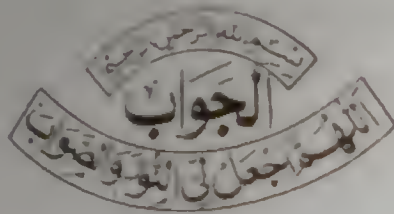
۳ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ

۵ جنوری ۱۳۸۴ھ

## الاستفتاء

گھر سے ملنے والے این دھتیاں شین متین اندریں مسئلہ کہ مسئلہ غلام رسول کے  
 و حسب ذیل ہیں ایک ہیں چار لڑکیاں ایک ہوتا اور دو لڑکیاں ہیں لوگن فن دا

رض و رعیت سے بچا ہے، اگر کسی طرح قہر کیا جائے : سبوا و حورو  
 سائل و غلام سول ماہ سبج چلان کر ہیں الخانہ خاتون محسن کے پاس پہنچ گئے ہیں  
 مودتہ ۶۴-۶-۶۵



بہری کا آٹھواں حصہ ہے۔ قرآن کریم میں ہے حال کا لکھو و لکھو  
 اللہس ترجمہ پس اگر تمہاری اولاد نہ تو بیویوں کے لئے آٹھواں حصہ ہے اور لڑکیوں کیلئے  
 دو تہائی ہیں۔ قرآن کریم میں ہے حال کس سماء فوق شمسین طلعت منہ ما تراث  
 ترجمہ پس اگر بہنوں لڑکیاں دو سے اوپر تو ان کے لئے کل ترکہ کی دو تہائی ہے اور بیوی  
 دو لڑکیوں کے لئے بھی اور بی سب پوتے اور پوتیوں کا حق ہے، دوسرے پوتے کے اور  
 ایک پوتیوں کا قرآن کریم میں ہے لکھ کر مسل حظ از منسب ترجمہ لڑکے  
 اور پوتے کے لئے دو لڑکیوں اور پوتیوں کی مانند ہے۔

یہ مسئلہ حسب القواعد جو ہیں سے آئے گا اور قییم چھیا نو سے جوگی مینی  
 ترکے کے چھیا نو سے بنا کر وارثوں کو مندرجہ بالا متحاک کے لحاظ سے دئے جائیں گے



سب ذیل

خاتم رسول سلاز ۳۴ تصبیح از ۹۶

پری	لڑکی	لڑکی	لڑکی	لڑکی	پوتا	پوتی	پوتی
$\frac{2}{96}$	$\frac{1}{96}$	$\frac{1}{96}$	$\frac{1}{96}$	$\frac{1}{96}$	$\frac{5}{96}$	$\frac{5}{96}$	$\frac{2}{96}$

کافی لایعجب و انجمن و غیره من مکتب لایعجب لایعجب

و من مکتب لایعجب و انجمن و غیره من مکتب لایعجب لایعجب

صحہ و رکت و سلم

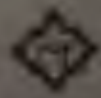
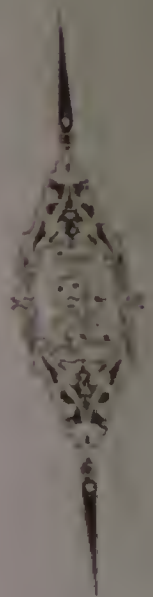
عزیز الغیبہ ابو الخیر محمد بن اسماعیل طبرستان

۲ صفحہ المظفر ۳۸۴ ۶۴ ۴ ۳

# الاستفتاء

$\frac{2}{96}$

کیا ذراستہ فی علمتہ دین و ہفتیان شرع متین فادان سند کہ کسی مائش کو فوت ہو گیا ہے اور بہت حد ایک ایک سے بھرا ہے وہ بویاں مسماۃ غلام فاطمہ و مائش و ایک و ۵۰۰ سال جھڑ گیا مائش کو موتی کی جائیداد کس طرح تقسیم ہوگی بینہ و مائش المستفتیہ مسماۃ غلام فاطمہ و مائش کو مائش کو مائش کو مائش کو مائش کو



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
**الجواب**  
 اللَّهُمَّ اجْعَلْ لِي الْيُسْرَىٰ قِيَامًا

محمد اور صلی علیہ وسلم

عائشہ رضی اللہ عنہا کی دعا ہے کہ میں اپنے رب سے  
 دعا کرتی ہوں کہ تم کو اللہ تعالیٰ سے دے دے  
 جس سے تم کو اللہ تعالیٰ سے دے دے  
 جس سے تم کو اللہ تعالیٰ سے دے دے  
 جس سے تم کو اللہ تعالیٰ سے دے دے

وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ  
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کہ فی اللہ حب و عہد ہاں فی اللہ اللہ

وہ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

وہ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نوٹ: یہ جواب میں سوال ہے جو کیا گیا ہے، اگر سوال میں غلطی ہوئی تو جواب دہ ہو گا۔

صوبہ تعلیم و کمالہ محمد نواز اللہ علیہ

# الاستفتاء

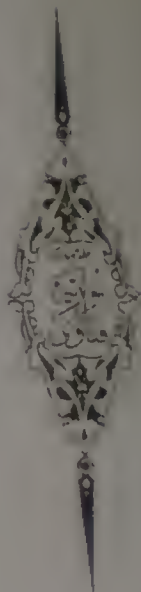
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اندر بی مسد کے کہ کسٹی لال خاں  
۱۹۴۶ء میں فوت ہو گیا، اس کے پیچھے اس کی جائیداد ۹۴۶ء میں اسکی بیوہ مسماہ حسین بی بی کے  
نام پر فرائض و حج انکار کے تاہین حیات منتقل ہوئی، اب وہ بھی مسماہ حسین بی بی فوت ہو گئی ہے  
ب لال خاں کے وارث یہ ہیں :

لال بی بی حقیقی بہن، مسماہ ظہرا، شرف الہی، نشان بیگم، بیٹینوز حقیقی لال خاں  
کی اڑکیاں ہیں، باقی ایک علاقائی بھائی مسٹری علی محمد اور ایک علاقائی بہن مسماہ زیب الہی زندہ ہیں  
متوفی لال خاں کی جائیداد ان ورثاء پر کس طرح تقسیم ہوگی؟ بینوا تو جروا۔  
سائل: علی محمد علاقائی بھائی ۶۷-۱۰-۲۷

## الْجَوَابُ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیب الاکرم وآلہ واصحابہ اجمعین و سلم  
شرعاً متوفی لال خاں کی زوجہ حسین بی بی کا آٹھواں حصہ ہے اور دو تہائی بیٹینوز



کی باقی بقی ہیں کاجے اور سنی علی محمد اور سماء زبیب الہی ہوجاتی ہوتے کے غور بہت  
ازدہ قاعدہ مسئلہ ۷۲ سے آئے گا یعنی کل ترکہ کے حسب دستور بہتر ہے بنات ہیں  
حسب ذیل :

لال خاں مسئلہ ۷۲ تصحیح از ۲۰

سین بی بی زوجہ نہراں شرف الہی سماء نشان گیم لال بی بی بقی ہیں من محمد زبیب بی بی قاتی بی بی عانی

$\frac{9}{42}$	$\frac{14}{42}$	$\frac{14}{42}$	$\frac{14}{42}$	$\frac{14}{42}$	$\frac{14}{42}$	محرم	محرم
----------------	-----------------	-----------------	-----------------	-----------------	-----------------	------	------

مراجیں امیں ہے ویسقط بنوالعلات ایصابا لخم لوب و ام و رحت  
لاب و ام اذ اصارت عصبہ نیز من ۱۹ میں ہے و اذ احتط الشس بکل شغل  
او ببعض فہو من اربعة وعشرین نیز من ۲۲ میں ہے مضرب کل عدد  
ردوس من انکسرت علیہم السہام فی اصل مسئلہ و البی و صرح  
بنص القرآن الکریم۔

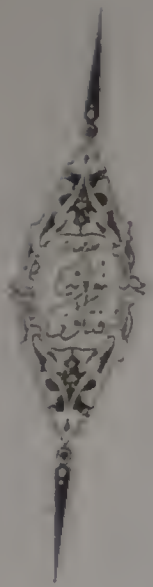
واللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیب الامور والہ  
واصلحہم و بارک وسلم۔

مخدوم الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النیس غفرلہ

۲۲ رجب المرجب ۱۳۸۶ھ ۲۵-۱۰-۹۷

الاستفتاء

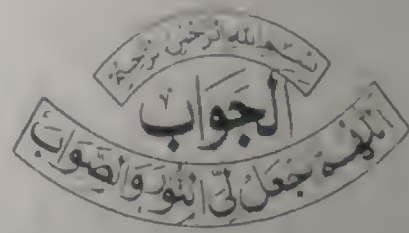
مستی راجن شاہ ولد کیر شاہ فوت ہو گیا تھا، اس کا ایک لڑکا صغر شاہ تھا وہ اس کی



اب اس وقت ہو گیا۔ صغرشاہ کی بیوی بھی درندہ و بدعقل  
 کی ملک پرکھ رہی تھی جو تائی شدہ ہونے کے بعد بیوہ ہو گئی۔ کچھ لوگ پہلے سے رہنما  
 رہے۔ اب وہ مہم کے ساتھ تھے اور ہولمیاں بیوی کے وہ دوست تھے۔ آپس میں نہایت  
 ہوتے۔ ہولمیاں نہیں ہوا۔ اب ۶ سال تک قماش کرنے کے باوجود اس کو کچھ پیر نہیں  
 مل سکا۔ وہ باہرہ بنی سام پڑتے تھے۔ صغرشاہ متوفی کا حقیقی تایا ولایت شاہ ولد کبیر شاہ تھا۔ ایک  
 سال مذکور حسین۔ بلالین شاہ معظم شاہ ہیں اور ولایت شاہ مذکور متوفی کی مسماۃ سردار بی بی سمر  
 نساں بی بی متوفی ہیں۔

مفتی دین تین مذکورہ بالا معاملہ میں کیا فرماتے ہیں۔ مسماۃ باہرہ بی بی لاپستہ کا وارثت  
 صغرشاہ میں کیا حق ہے اور مستیان مذکور حسین وغیرہ مذکور اس کے پتریر بھائیوں کا اور مسماۃ  
 سردار بی بی وغیرہ اس کی پتریر بھائیوں کا حق ہے؟ اب باہرہ بی بی اگلی ہے اور کل جائیداد کا  
 دعویٰ کرتی ہے۔

مذکور حسین ولد ولایت شاہ قوم لودھراں لٹی قریشی سکے۔ ۱۲۰۸ھ تا ۱۲۱۵ھ  
 تھیل و کارہ ضلع ساہیوال ۱۲۶۹ھ



سے عمر فرزند کریم باہرہ بی بی حقیقی بہن متوفی صغرشاہ کی کل جائیداد کے نصف  
 کی ملک ہے جو بی بی تک نہ پہنچے جسے کہ سال نے زبانی بیان کیا ہے۔ و باقی نصف کے

قد ارسلک تباراً ز اولاد حسین بہادرین بختشاہ ایران و بہادرین و بہادرین و بہادرین  
 دین و ولایت شاہ کا کوئی حق نہیں سدا سے اس سے پہلے  
 حضرت شاہ سدا ۲ ص ۶

بہرہ بی بی حقیقی بہن خدام حسین بہادرین معظمہ تاجہ بہادرانی سدا

$\frac{3}{4}$   $\frac{1}{6}$   $\frac{1}{6}$   $\frac{1}{6}$   $\frac{1}{6}$   $\frac{1}{6}$

کافی القرآن الکریم و سفار احمدیہ الحنفیہ - اللہ تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم  
 علی حسین و آلہ و اصحاب و وارث و سلم

عقدہ لغتیں اب غیر محمد زور الشانی لغتیں

۶۹ - ۶۲

## الاستفتاء

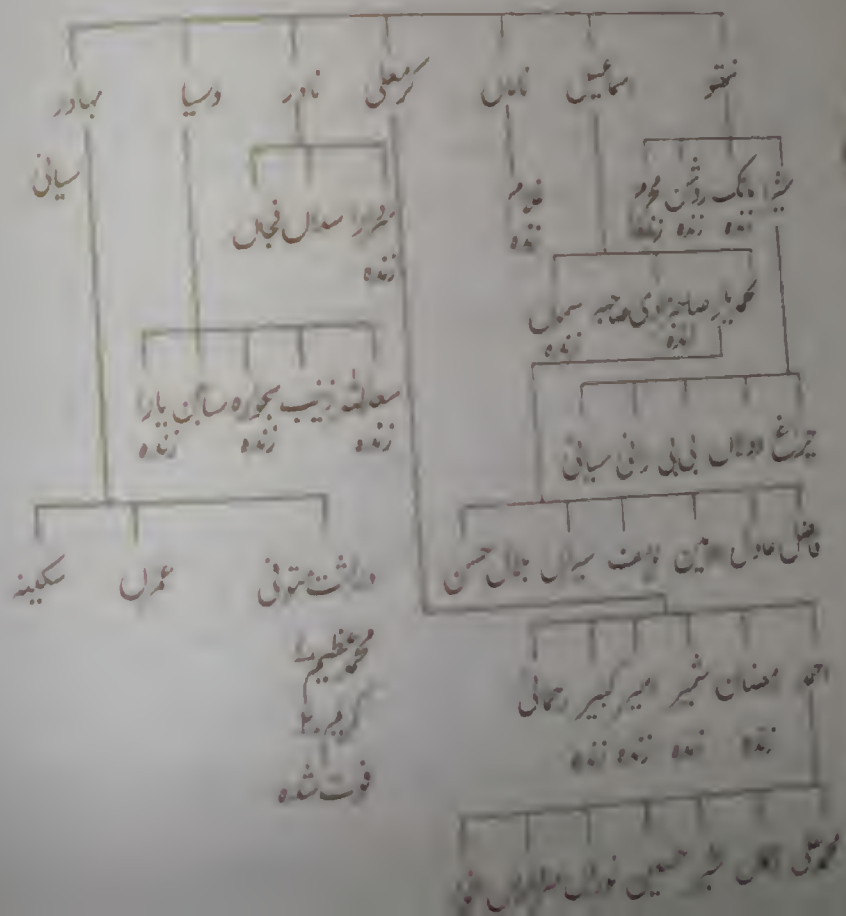
نام خود سدا سیانی زوجہ بہادر ولد کوثر قوم چوہان کمیہ سنے تک پانچویں  
 ضلع ساہیوال، بتلا کر باقر اصالح بیان کیا کہ

خاندانم بہادر ولد کوثر قوم چوہان رکھیہ سنے چک مٹھ کے فوت ہو چکا ہے اس کی  
 اراضی زرعی عظیم کریمہ دوپہرین حقیقی اور عمر سکینہ و دختران و کن زور کے ہم خاں ہوں  
 کچھ عرصہ بعد کریمہ ولد بہادر کوثر لاولد و کنوارہ فوت ہو گیا کریمہ و سدا بیوی کی طبیعت  
 سابق محمد کے برادر عظیم او ہمیشہ کان عمر اس سبب کے نام و رسم سے استغاثہ کی  
 جس کو کافی عرصہ گزر چکا ہے اب محمد سے عرصہ سے جھگڑا ہے اسی عرصہ میں سدا قوم چوہان  
 کنوارہ لاولد فوت ہو چکا ہے اس کے رشتہ داران ولد کوثر نے محمد مشورہ کے مطابق



نوٹ: نقل شجرہ لغرض ملاحظہ حاصل ہے:

5







نوٹ: یہ جو بہ تحریر اس کی صداقت کی صورت میں ہے۔

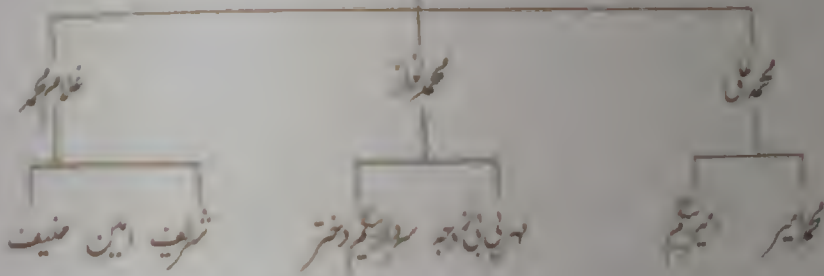
حضرت الغفریر ابو الجحیر محمد نور اللہ العنسی غفرلہ

۲۹

۳۸۹

# الاستفتاء

جیس خان موٹ مل



محمد نواز کی تمام جائیداد انگریزی قانون کے مطابق ہری بی بی کے نام منتقل ہوئی ہے۔ یہ ایک سزا ہے جس میں تمام ایک لاکھ دو سو روپے کی جائیداد محمد علی و خدیجہ محمد موجہ بخسے، اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ محمد علی کے ورثہ کون کون ہیں اور ان کے حصے کیا کیا ہیں؟ محمد نواز وغیرہ قتلہوں کی جائیداد ایک ہی دلو سے ہے۔

عبد العنسی العنسی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
**الجواب**  
 اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ لِي يَتُوبَ وَيُغْفَرَ

شرحاً محمولاً انکے وارث میں کی وجہ نہ بنی۔ بلکہ اس کے وارثوں میں سے ایک کو  
 بلکہ ان میں سے کسی کا حصہ اس کی نصف و دو تینوں کو حصہ اس کا ایک حصہ اس کا  
 حسب اقوام مسند آیت سے ہے۔ اس کی تصریح ہوتی ہے۔ حسب اس  
 محمولاً مسند و تصبیح ۱۰

وہ فی فی وجہ مسند و تصبیح  
 $\frac{2}{16}$   $\frac{9}{16}$   $\frac{7}{16}$   $\frac{1}{16}$

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

مرہ افقیہ ہوا تیر محمد نور سیدی اعظمی

مرحومہ حبیبہ حبیبہ

**الاستفتاء**

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سَلَامٌ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهُ :

معرض اینکہ مندرجہ ذیل صورت میں زید کا ترکہ کس طرح تقسیم کیا جائیگا؟ اگر  
 حضرات صورت حال سے جلوہ آگاہ فرمائیں تو ذرہ نوازی ہوگی کیونکہ میت کے ترکہ کی تقسیم کا  
 جھگڑا چل رہا ہے صورت مندرجہ ذیل ہے :

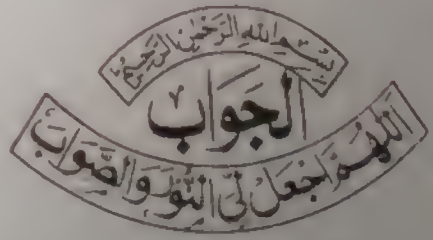
زید

لڑکی	لڑکا	لڑکی لڑکی لڑکی	لڑکا لڑکا لڑکی
پہلی بیوی سے	دوسری بیوی سے	تیسری بیوی سے	

پہلی اور دوسری بیوی زندہ نہیں ہیں اور تیسری بیوی مطلقہ تھی۔ مطلقہ بیوی کا  
 ایک لڑکا اور ایک لڑکی زندگی میں ہی فرار ہو کر اپنی والدہ کے پاس چلے گئے تھے  
 اور زید کی موت کے وقت ان کو تقریباً سات سال کا عرصہ گزر چکا تھا، نیز زید کی والدہ  
 بھی زندہ ہے۔ و سَلَامٌ مَعَ الْعَتِّ احترام۔

خادم شہد طالب دعا : نذیر احمد حافظ نوری، خطیب جامع انوار مدینہ، سلاطین گجرانوالہ

نور تبہ : ۲ جمادی الاولیٰ بروز اتوار ۱۳۹۲ھ



سَلَامٌ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهُ :



لڑکے لڑکی کا والد سے فرار ہو کر والد کے پاس پہنچا جانا حق وراثت نہ اس  
 نہیں کرتا لہذا دوسری اولاد کی طرح وہ بھی وارث ہیں تو منسلک سیدہ چچ سے سب اولاد کا  
 چٹا حصہ اور باقی سب اولاد کا اور اس کی تصحیح بہتر سے ہے یعنی کہ ترکہ کو بنیاد میں دیتے ہیں  
 اس کے پورے بہتر سے سادی بناتے جائیں اور حسب ذیل قسم کے جائیں :

### زید سیدہ زہرا تصحیح از ۳۲

والدہ	لڑکا	لڑکا	لڑکی	لڑکی	لڑکی	لڑکی	لڑکی	لڑکی	لڑکی
$\frac{12}{42}$	$\frac{10}{42}$	$\frac{10}{42}$	$\frac{5}{42}$	$\frac{5}{42}$	$\frac{5}{42}$	$\frac{5}{42}$	$\frac{5}{42}$	$\frac{5}{42}$	$\frac{5}{42}$

کذا فی السراجیۃ وغیرہا۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلى الله تعالى على سيدنا محمد

وعلى آله واصحابہ وبارک وسلم

محمد الغفریر برکھیر محمد نور اللہ النعمی نغفرلہ

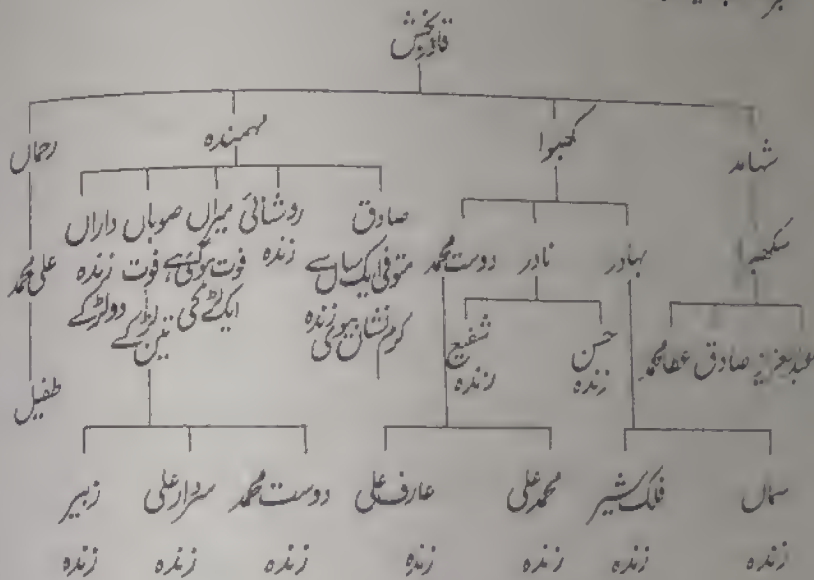
بانی مکتبہ العلوم خفیہ فرید پور ضلع ساہیوال

۳۲ جہادی الاول ۱۴۲۲ھ

# الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اندر یہ مسئلہ حقیقی صادق لا ولد فوت ہوا ہے، اس کا

شجرہ نسب یہ ہے :



اس کے دار قادر بخش کی ایک بی بی ہیری سے سب اولاد مہتمی اور حبیب صادق فوت ہوا  
تو اس وقت اس کے چچا زادوں سے کوئی زندہ نہیں تھا اور نہ ہی کوئی چچا زادہ تھا، عرف ایک  
بینی کرم نشان در عبد العزیز وغیرہ چچا زادے اور دوست محمد وغیرہ بھانجے اور دونوں حقیقی  
بھائی تھے تو شرعاً اس کی وراثت کے کون کون حقدار ہیں ؟

سائل دوست محمد چھوٹی زادہ از موضع رام پور تحصیل بھیر پور ۲۰-۲-۵۰



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
**الْجَوَابُ**  
 اللَّهُمَّ اجْعَلْ فِي الْقَوْلِ لَاقِبًا

شرعیابی کا حق چوتھا حصہ اور بہنوں کا حق دو تہائی ہے اور باقی سب فی حق داروں  
 کی نرینہ ہم درجہ اولاد عبد العزیز وغیرہ کا حق ہے اور بھانجے دس محمد و خیمہ محمد و خیمہ ان کا کوئی  
 حق نہیں اور حسب القواعد اس کے ترکہ کے بارہ حصے بنا کر ۳ بیوی کے درمیانوں کے  
 بھہ برابر اور باقی ۱۲ عبد العزیز وغیرہ کو بھہ برابر دے جائیں اور اس کی تقسیم عینی تفسیر بڑے سب  
 میں ضرب دیکر ایک سو بیسٹیل سے ہر کی حسب الذیل :  
 صادق سندہ از ۱۲ تصحیح از ۱۲۰

کرم نشان بیوی روشنائی بہن داراں بہن عبد العزیز صادق عطا محمد سہل فکشیہ  
 $\frac{20}{120}$   $\frac{40}{120}$   $\frac{40}{120}$   $\frac{1}{120}$   $\frac{1}{120}$   $\frac{1}{120}$   $\frac{1}{120}$

حسن شفیع محمد علی عارف علی طفیل  
 $\frac{1}{120}$   $\frac{1}{120}$   $\frac{1}{120}$   $\frac{1}{120}$   $\frac{1}{120}$

کما فی السراجیۃ والفتاویٰ الہندیۃ - وصلى الله تعالى على حبيب سيدنا محمد  
 وآلہ واصحابہ وبارک وسلم -

حضرت الفقیر الباقیہ محمد نور الدین نعیمی عفا عنہ

۳ محرم ۱۳۹۳ھ



# الاستقاء

شجرہ نسب

بھنبہ

جھوٹی بی

حاصل

واصل

نور محمد

بجاء

نورال  
زندہ

خوشی محمد جنت بی بی باغلی نواب رانوں سیاج گاماں بی بی برکت بی بی  
زندہ زندہ زندہ زندہ زندہ زندہ

محمد شریف محمد لطیف اکبر بی بی راسی  
زندہ زندہ زندہ زندہ

محمد فاطمہ بی بی نور محمد رحمت بی بی شریفہ گوماں بی بی احمد دین  
زندہ زندہ زندہ زندہ زندہ زندہ

رحمت علی  
زندہ

تاج بی بی  
زندہ

چراغ

بختاوری بی

رانوں بی بی  
زندہ

کالو شنبی بی  
زندہ

ساراں بی بی غلام محمد تاج محمد نور بھری عزیز بی بی فضل بی بی اسلم بی بی  
زندہ زندہ زندہ زندہ زندہ زندہ

منہ رجبہ بال شجرہ نسب کے مطابق وراثت کالو اور بھنبہ ستونی کے وارثان کے



عص کی تقسیم فرمائی جاوے۔

کمترین غلام محمد ولد چرخ ڈوگر ساکن بہاول پور تحصیل بیال پور

نشان الگوٹہ غلام محمد ۳-۲



شرعاً کالو کے وارث اس کی بیویاں اور بہن اور چرخ کے دونوں لڑکے ہیں  
کر قریبی عصبے میں باقی و غیرہ کے لڑکے وارث نہیں۔ دونوں بیویوں کا حق چوتھائی اور بہن کا  
نصف اور دونوں بھتیجیوں کا باقی ہے۔ یہ سہ چار سے ہے اور تصحیح حسب القواعد  
اٹھ سے ہے۔ حسب ذیل :

کالو سہ از ۴ تصحیح از ۸

راناں زوجہ شقیہ بی بی زوجہ بختاوری بی بی بہن غلام محمد بھتیجا تاج محمد بھتیجا خوشی محمد غریب بھتیجا

$\frac{1}{8}$   $\frac{1}{8}$   $\frac{2}{8}$   $\frac{1}{8}$   $\frac{1}{8}$   $\times$

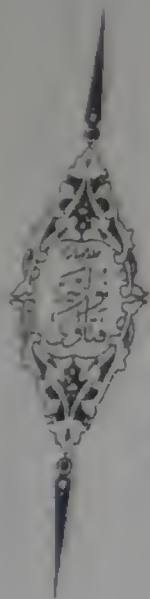
کافی السراجیۃ بل فی القرآن الکریم۔

واللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ و آلہ

واصلحہ و بارک و سلم۔

عزیز الفقیر ابو الخیر محمد نور الدین غفرلہ

۲ صفر ۱۳۹۳ھ ۲۷-۲۸







الجواب  
اللهم اجعل لي نوراً وقيوت

مسماة باجرس کے اور نور اور محو خاں جہاز نبھائی اور جسے میں اور جسکی  
والدہ عائشہ کی اولاد بخشایا وغیرہ بن نبھائی میں بن نبھائیوں کا حصہ ایک پرتین ۱۱۱  
میں حصہ مساوی ہے اور باقی میں نور اور محو خاں حصہ مساوی سے سب میں

باجرل مسد از ۳ تصحیح از ۱۱

نور	محو خاں	بخشایا	فجاں	داراں	سجاں	باقی
$\frac{4}{12}$	$\frac{4}{12}$	$\frac{1}{12}$	$\frac{1}{12}$	$\frac{1}{12}$	$\frac{1}{12}$	$\frac{1}{12}$

کسانی اقران الکریم و السراحۃ و غیرہ

واللہ تعالیٰ اعلم وصلواتہ تعالیٰ علی حبیب و آلہ

وصحبہ و بارک و سلم

مزد غفرہ بر بخیر محمد نورانہ نبی غفرہ

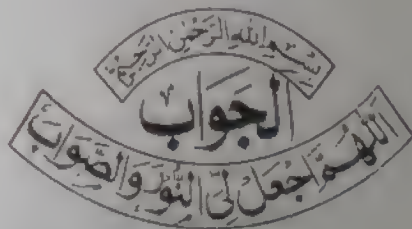
۱۳۶۸

الاستفتاء

ولی داد ولد له موخاں قوم کہ موکا د ٹو سکنا احمد کہ موکا کھانہ مکوڈ گنج تحصیل خیر آباد

ضلع بہاولنگر س کی اب وفات ہو چکی ہے، اس کا کوئی بیٹا نہیں ہے مگر اس کی ایک  
 بیوی سہ ماہہ جنت ہے جو اب بھی زندہ ہے، اس میں سے ولی اور حرم کی اولاد نہ ہو سکی  
 حسینہ بیگم، نور بیگم ہیں، اس کے علاوہ ولی داد کا ایک حقیقی بھائی ہے جس کا نام اللہ بھائی ہے  
 جو تقریباً دس پندرہ سال سے فوت ہو چکا ہے نیز بیوی بھی فوت ہو چکی ہے، اس کی  
 بیوی میں سے بڑا لڑکا محمد حسن، نذر محمد، غلام محمد اور ان کی ہمشیرہ منور بیگم، غلام عالتہ ہیں  
 جو اب تک زندہ ہیں۔ ولی داد کا دوسرا بھائی جو ہے وہ سوتیلی ماں سے ہے، اس کا  
 نام باقر خاں ہے، اس کی اولاد محرم، معروف، منظور، محبوب، فتح محمد اور سجادیت  
 غلام فاطمہ ہیں مگر باقر خاں اور اس کی بیوی پہلے ہی فوت ہو چکے ہیں، اولاد زندہ ہے  
 شریعت کی رو سے یہ فتویٰ لگائیں کہ اس ولی داد کی وراثت کا کوئی مالک  
 ہو سکتا ہے؟

سائل: بشیر احمد ولد فلک شیر قوم گدھو کا سکھ احمد گدھو کا  
 تھانہ مکوڈ گج تحصیل منچن آباد ضلع بہاولنگر ۲۶/۵



شہزادوں، اد کے واث اس کی بیوی جنت اور تین لڑکیاں سردار بیگم وغیرہ اولاد  
 حقیقی بھائی کے تین لڑکے محمد حسن وغیرہ ہیں، ان کے علاوہ سوتیلی بھائی کے لڑکے محمد غفر

اور دونوں بھائیوں کی لڑکیاں منورہ لکیم، غلام بخش اور سماء بایت، منورہ محمد حسین بن بیوی  
ہے اٹھواں ہے اور لڑکیوں کا دو تہائی اور باقی حقیقی بھتیجیوں کا ہے۔ حسب دستور مسند  
چوبیس سے ہے اور تصحیح بہتر ہے یعنی کل جائیداد منقولہ وغیرہ منقولہ بہتر ہے  
بنا کر نسبت مذکور بالا کے لحاظ سے تقسیم کئے ہیں، حسب ذیل :

ولی داد مسند ۴۴ تصحیح از ۴۴

ایک سکہ راشت پیش کرتے ہیں جو کہ وصاحت طلب ہے۔ مسئلہ درج ذیل ہے۔  
 ایک شخص مندرجہ ذیل اسپانڈگان چھوڑ کر فوت ہوا ہے :  
 ایک بیوی ، ایک لڑکی شادی شدہ ، دو بہنیں شادی شدہ ، دیگر چھیڑا دھالی بیوی ، دو  
 متوفی لاکھ سامان چھوڑ رہا ہے جس کے متعلق متوفی نے کوئی وصیت نامہ مرتبہ وقت  
 نہیں کیا ہے۔ موجود ہے ۔

براہ مہربانی تفصیل تحریر فرمائیں کہ متوفی کی کس راشت کا زیادہ مستحق  
 مذکور ان بالا میں کس کو زیادہ ہے یا بتدریج کس طرح تقسیم ہونا چاہئے ؟  
 آپ کی نوازش ہوگی۔



اس نے اپنی بیان کیا کہ متوفی کے مال باب ، واوہ دادی سے کوئی نہ نہیں  
 اس کے مال کی بیوی اور لڑکی اور ہمیشہ کان جو بقول سائل حقیقی نہیں ہیں بیوی کا  
 انھوں حصہ اور لڑکی کا نصف ہے ، باقی سب دو بہنوں کا بھٹہ مساوی ہے۔ یہ مسئلہ  
 حسب اقوال آیت ہے اور صحیح سولہ سے ہے حسب ذیل :

فصل میں مسائل از تصنیف از ۱۶

بیوی	لڑکی	حقیقی بہن	حقیقی بہن	بیوی
$\frac{1}{2}$	$\frac{1}{2}$	$\frac{1}{2}$	$\frac{1}{2}$	$\frac{1}{2}$

کہ فی السراج ، ص ۱۶



منہ الغنیۃ الی الخیر محمد بن ابی القاسم غفرلہ فی سیرتہ  
۲۲۰

# الاستفتاء

کیا ذہب سے بنے ہوئے لباس میں نماز پڑھنا جائز ہے  
بہر حال مرنے کے بعد گشت حق و انان جواب بدو ب سے جو کتب رشادہ میں

غنیۃ

میت

میت

میت

میت

میت

میت

میت

میت

میت

میت

میت

میت

میت

میت

میت

میت

میت

میت

میت

میت

میت

میت

میت

میت

میت

میت

میت

میت

میت

میت

میت

میت

میت

میت

میت

میت

میت

میت

میت

میت

میت

میت

میت

میت

میت

میت

میت

میت

میت

میت

میت

میت

میت

میت

میت

میت

میت

میت

میت

میت

میت

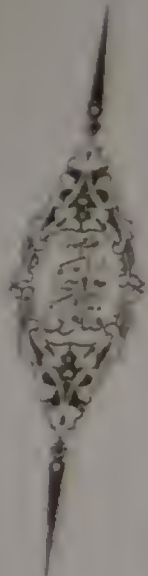
میت

میت

میت

میت

والد فوت ہوا ہے تو





نوٹ: برخواستہ سال ۱۹۷۲ء میں تمام ٹوبانہ ضلع حصار فوت ہوا۔

مسماۃ بیات زوہرہ برخواستہ سال ۱۹۷۲ء میں فوت ہوئی

مسماۃ عائشہ بیگم دستہ علی محمد خاں سال ۱۹۷۶ء میں مقام حویلی ضلع ساہیوال فوت ہوئی

عائشہ بیگم کے زیرِ نواہد نہ ہے، خاوند نیک محمد خاں زندہ ہے

مسماۃ بک بیگم، لطیف بیگانہ برخواستہ سال جائیداد پر قابض ہے

عارض: سعید احمد خاں ولد عبد الحفوز خاں فوت ہوئی



بخشاۃ علی مبارک بیگم، لطیف بیویاں اور مسماۃ رفیقہ اور نصرت

اور مسماۃ حمیدہ بیگم، عائشہ بیگم حقیقی بنیں ہیں، حسب القوان مسئلہ ۲۸، تصحیح

۲۸ ہے حسب ذیل:

بخشاۃ علی مبارک بیگم، تصحیح ۲۸

مبارک بیگم فوت، لطیف زوہرہ رفیقہ نصرت بیگیاں فطریہ بیگم عائشہ بیگم بنیں

$$\frac{5}{38} \quad \frac{5}{38} \quad \frac{6}{38} \quad \frac{10}{38} \quad \frac{3}{38} \quad \frac{3}{38}$$

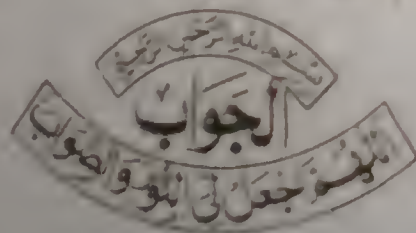
کسانی السرح وطیرھا



مقدمہ فقیر ابو الفتح محمد بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن  
ابو یوسف سانی قسطنطنیہ ۱۲۹۶ھ ۶-۵-۱۰

# الاستفتاء

ذہبت جناب قلمہ کعبہ تالی، سندی نوٹی و غنائی محبوب فی سبیل شائق علی  
مسیحی تہ صمدیہ احمدیہ قید فقیر مخمر صاحب، دست پر کوثر  
اسلامیہ، مہمانانہ و پرکرتہ کے جاگرت شریعت  
کہا، تہ تہیں علمائے دین، معین تہیں عین تہیں ساری اسد و رشت  
میں صمت علی شاہ صاحب کی تہیں لڑکیاں تہیں و در ایک ہمتیہ تہیں و در بقیہ تہیں تہیں  
و بقیہ تہیں زندہ ایک نو اسد و در ایک نو اسد تہیں شہا کی ستتریکر تہیں تہیں  
ن کے تہیں کی تہیں کیسے ہوگی، جواب تہیں شہور فرما، اور بت کہ  
آپ حضور کا خادم سارک، محمد میر نوٹی، مکہ و جہدہ تہیں سارک سارک سارک



غسل کفن، فن و قرص، وصیت سے کچھ تو سارک سارک سارک



میں لڑکیوں کا حق ہے اور باقی سب بیعتیازندہ کا ہے اور فوت شدہ کا کوئی حق نہیں  
تو حسب دستور شریعہ پاک یہ مسئلہ تین سے آئے گا اور تصبیح ۹ سے جو کی حسب ذیل:  
رحمت علی شاہ مسئلہ از ۲ تصبیح از ۹

رشید بیگم لطیف بیگم نذیر بیگم صدیق شاه زنده مشاق شاه طفیل شاه فرتنده اور  
 $\frac{2}{9}$        $\frac{2}{9}$        $\frac{2}{9}$        $\frac{2}{9}$

نہیں بھیتیاں ریاض شاہ نواسہ ثریا بیگم نواسی۔

كذا في السراج وغيره من أسفار المذهب المهدى الحلى  
لقرن الكرم وحدث شريف  
بإتفاق علمه صلى الله تعالى على حبه الأعظم  
وعلى آل وصحبه وآل وأسلم

عنه افعیه ابو الخیر محمد نورالتائیس غفره

۲۰ مجیدی مادی مفسر

الاستفتاء

کیا دہاتے میں علمائے دین اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک شخص مسیحا کی ذات  
اس کے ساتھ کنز الیقین جی ۱۱ لکھیاں ایک ہیشہ وہ ایک معانی موجد ہیں مہرانی کی

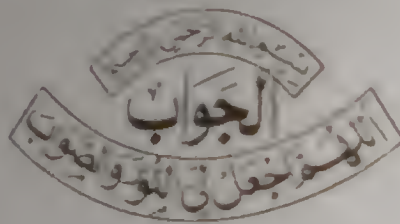
چہ زمین ہے۔ یہ زمین و شجر کے درمیان تقسیم ہونے کا حکم ہے

اسائل، محمد شریف، جلد ۱، ص ۵۰۶

نیز عید و ذریعہ و مکان ایستادگی و مستحق ہے اس کی تفسیر و حرکات

نیز سونی پر قرض نہیں تھا و کفن و دفن بھی ہو چکا ہے

اسائل، محمد شریف، کس نوزاد کا، جلد ۱، ص ۵۰۶



شرعاً بیوی کا آٹھواں حصہ اور دو ذریعہ کا حصہ و تیناں و رہائی بہن و صالح کا

یہ حصہ حسب القاد و چوبیس سے آئے گا و بیع بہتر سے ہوگ حسب ذیل

کدام مسئلہ ۲۴ تصحیح زحل

زہرہ زوجہ	اسما	او، خنیفہ لڑکیاں	ابراہیم بھائی	جیول بہن
$\frac{9}{42}$	$\frac{27}{42}$	$\frac{27}{42}$	$\frac{3}{42}$	$\frac{3}{42}$

کذا فی القرآن المکرّم سورة النساء و السرا حید و غیر ہامن

کتب العفیف الجنوی

و اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ علی حسب

عَنْ النَّبِيِّ الْكَافِرِ مُحَمَّدٍ نَوَافِلُ السَّامِعِينَ فِيهِ  
، جَدِيدُ الْمَغْرِبِ ١٣٩٩ هـ ٥ جون ١٩٨٠

## الاستفتاء

سے محرمہ فوت ہو گیا ہے۔ اس کی پس بیوی سے ایک رک کا محمد حیات ہے  
دوسری بیوی سے اولاد کیا ہیں اور پس بیوی اس کے انتقال سے قبل فوت ہوئی تھی وہ  
دوسری بعد میں فوت ہوئی ہے۔ اس کی وراثت کس طرح تقسیم ہوگی، بیسوا نوحرو  
سائل: بشیہ احمد بن محمد خرد



ثواباً و صواباً کی دوسری بیوی کا اثمنان حصہ ہے اور باقی سب مال رکے  
اور رکے کے لئے ہے۔ اس کے لئے نصف باقی اور رکے کے لئے نصف ہے جس سے اس کی

حب ذیل

محکم دلائل سے مزین و متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مجموعتِ ارکان	دو اڑیاں	اور دوسری سون
۱۲	۵	۹
۳۳	۲۲	۳۳

کما فی القرآن الکریم، الحدیث الشریف، الفقه السیما

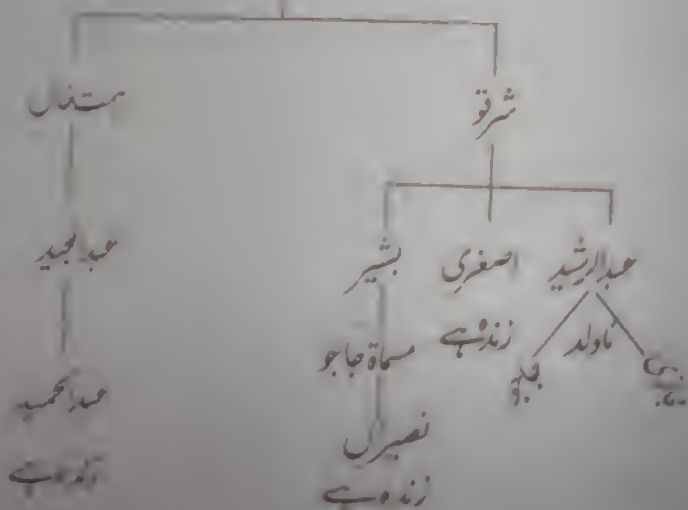
و اللہ تعالیٰ اعلم و علیہ استوحکم

قرآن عقیقہ ہدایہ مجموعہ کتاب تعلیمی نمبر

۲-۲-۵۹

## الاستفتاء

شباب الدین



روحہ مبارکہ کی داشت کے وارثین حسب ذیل :

دامہ بھوتیں زندہ ہیں اور ایک عدد ہمیشہ زندہ ہے اور شہاب الدین

سے چوتھی پشت پر عبد الحمید زندہ ہے۔

ایک یحییٰ زندہ ہے۔



دو نوز عورتوں کا حق جو عبدالرشید کی بیوہ بیویاں ہیں جو بھائی ہے، قرآن کریم

میں ہے وَلَهُنَّ الرِّبْعُ مِمَّا تَرَكَتُمُ اَنْ لَّيْسَ لَكُمْ وَلَدٌ (پ ۶ آیت ۱۳)

وہیں کا حق نصف ہے، قرآن کریم میں ہے اِنْ اَمْرٌ هَلْكَ لَيْسَ لَكَ وَلَدٌ

وَلَهُ اخْتِصَابٌ بِاصْفٍ مَّا تَرَكَتَ (پ ۶ آیت ۱۷) اور باقی سب عبد الحمید کے

جو عصب ہے، حدیث شریف میں ہے الْحَقُّوْا الْفَرَاصُضَ بِاَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَهُوَ

اِذَا رَجَلَ ذَكَرُ بَخَّارِي شَرِيف جلد ثانی ص ۹۹۔

یہ مسئلہ چار سے ہے اور تقسیم آٹھ سے یعنی کل مال جو کفن و دفن اور قرض و وصیت بچا

اس کے آٹھ حصے بنا کر یوں تقسیم کیا جائے۔

عبدالرشید مسئلہ از ۴ تقسیم از ۸

محامی بیوی	جانبوی بیوی	اصغری بہن	عبدالحمید بیوی	نصیراں
$\frac{1}{8}$	$\frac{1}{8}$	$\frac{2}{8}$	$\frac{2}{8}$	$\frac{2}{8}$

واللہ تعالیٰ اعلم وصالحہ علیہ رحمۃ اللہ  
 وصاحب وبارک وسلم۔

مہر نقیہ بہانہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نورِ ابراہیم ۹۹ء

## الاستفتاء

جناب عالی

- گزارش ہے کہ میرے ماموں محمد رمضان ولد ابراہیم مورخہ ۱۴ کو قضاۃ سے فوت ہو گئے ہیں، اس نے تین شادیاں کیں ۱۔ فتح بی بی ۲۔ رحمت بی بی ۳۔ فاطمہ بی بی ۴۔ فتح بی بی کی دولہا کیاں گلزار بی بی اور فزیراں بی بی ہیں جو کہ زندہ ہیں جسکے فتح بی بی بڑی رحمت بی بی بغیر اولاد کے فوت ہو گئے اور ۳۔ فاطمہ بی بی بغیر اولاد کے زندہ ہے
- ۲۔ جناب عالی! میرے ماموں محمد رمضان کی چار بہنیں تھیں، دو بہنیں بڑھیاں اور دونوں ہندوستان میں فوت ہو گئیں اور دو بہنیں کاکی اور رات بی بی زندہ ہیں جو بہنیں فوت ہوئی تھیں ان کی اولاد ہے جو مستقدار ہیں، ان کو کتنا کتنا حصہ جائے گا۔
- ۳۔ علی جاہ! میرے ماموں محمد رمضان کا کوئی حقیقی بھائی یا بھتیجہ نہیں ہے بلکہ محمد رمضان کے والد ابراہیم کے بھائی دتہ، فٹا تھنے ان کے پوتے پوتیاں زندہ ہیں محمد رمضان کے

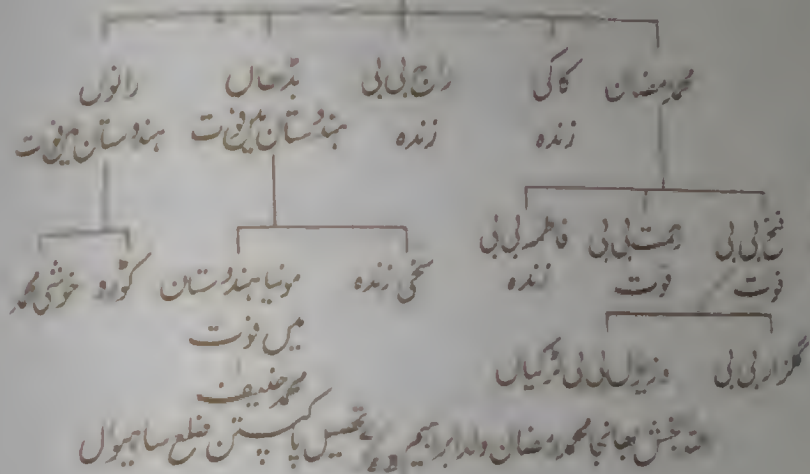


ہندوستان میں پاکستان بننے سے قبل سینٹل سال فوت ہو گئے تھے۔

۴۔ سوال۔ یہ ہے یا جو ہمیں ہندوستان میں فوت ہو گئی تھی، ان کی اولاد عربیہ یا کہ نہیں؟

۵۔ مولانا محمد رمضان کے والد ابراہیم کے بچائیوں کے پوتے پوتیاں میں سے حصہ جائے گا یا کہ نہیں، عالی جاہ، فتویٰ دے کر شکور فرمادیں اور رمضان کا ٹیوہر ہے

برہم



محمد رمضان کی بیوی فاطمہ بی بی کا مٹواں حصہ ہے، دو لڑکیوں گزار بی بی،

دنیوں بی بی کا دو تہائی اور باقی سب : انوں بنیں گئی در ملک دنیا بی بی کا حق ہے یہ سب  
چوبیس سے ہے اور تصبیح اڑتالیس سے ہے :

محمّد رمضان سنہ ۱۲۲۲ تصبیح از ۱۴

فاطمہ بی بی گلزار بی بی دنیوں بی بی لڑکیاں کا ملک دنیا بی بی باقی سب محرم  
 $\frac{9}{38}$   $\frac{9}{38}$   $\frac{17}{38}$   $\frac{17}{38}$   $\frac{9}{38}$

منہ مفتوحہ، کبیر محمد نور علی محمد

۲۲ ربیع الثانی ۱۲۲۲ ۵۹-۶۰-۶۱

## الاستفتاء

منایت سی و حبیب تہم بزرگ فقیر محمد محمد علی رضا

سید محمد و محمد لہ و برکتہ :-

عرض ہے کہ میرے والد صاحب مرحوم مدفوع کی درو میں بہتیں بھائی اور چھٹی  
 اور میری والدہ میں، میرے والد صاحب مرحوم کی تمام جائیداد کی نقد رقم بھائی ہے۔ اب اس رقم  
 میں ہم تینوں بھائیوں کا کتنا حصہ ہے؛ اور چھ بہنوں کا کتنا حصہ ہے؛ اور بھاری ولد کا کتنا  
 حصہ ہے؛ برائے مہربانی جواب جلدی دیجئے، عین نوکزش ہوگی، فقط

کرمی جنرل سٹور، ال چند آباد، میر پور خاص

سندھ - حیدر آباد



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
**الْجَوَابُ**  
 اللَّهُمَّ اجْعَلْ لِي الْيُسْرَ وَالصَّوَابَ

کفن و دفن اور قرض اور وصیت سے باقی ماندہ مال کا آٹھواں حصہ بیوی کا حق ہے اور باقی سات حصے کل تین لڑکوں اور چھ لڑکیوں کے ہیں۔ حسب القواعد یہ مسئلہ آٹھ سے بے دو تین بیٹے چھ بیٹیاں شمار ہونگی کیونکہ ایک بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے برابر ہے۔ قرآن کریم میں عدد ذکر مثل حظ الانثیین اور آٹھ میں سے باقی ماندہ سات حصے بارہ پر صحیح تقسیم نہیں ہو سکتے لہذا بارہ کو آٹھ میں ضرب دے کر چھیا نوے بنا کر چھیا نوے کا آٹھواں حصہ جو بارہ میں بیوی کا حصہ ہے گا اور چھیا نوے سے سات حصے ہر ایک لڑکی کے اور ہر لڑکے کے چودہ حصے ہیں۔

سراجیہ ص ۱۸ میں ہے والثلث من الثمن من ثمانیۃ اور ص ۲۲ میں ہے  
 والثالث ان لا تكون بین سہامہم ورع و سہم موافقۃ انہم کذا:

زید مسئلہ از ۸ صبح ۹۶

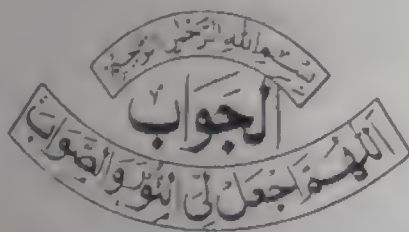
بیوی	لڑکا	لڑکا	لڑکا	لڑکا	لڑکا	لڑکا	لڑکا
$\frac{2}{96}$	$\frac{12}{96}$	$\frac{12}{96}$	$\frac{12}{96}$	$\frac{12}{96}$	$\frac{12}{96}$	$\frac{12}{96}$	$\frac{12}{96}$

وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَصَلَّى اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْ حَبِیبِہٖمُ وَخَیْرِ خَلْقِہٖ

مترجمہ الفقیر الیہ محمد نور الدین بنوری  
۱۳ جمادی الثانی ۱۴۲۷ھ  
۲۰۰۶ء

## الاستفتاء

کوٹ رادھا کشن سے سائل نے سوال کیا کہ متوفی محمد علی کے رثہ اس کی بیوی اور والدہ بختا و ربی بی اور دو حقیقی بھائی سردار محمد اور گلزار اور والدہ بختا و ربی بی کی تین لڑکیاں جو درجہ خاوند سے ہیں اور تین لڑکے ہیں جو بختا و ربی بی کے دوسرے خاوند کی دوسری بیوی سے ہیں تو اس کی وراثت کیسے تقسیم ہوگی؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ :



بیوی کا چوتھا حصہ ہے اور والدہ کا چھٹا حصہ اور تینوں بیویوں کا تیسرا حصہ ہے  
اور باقی دونوں حقیقی بھائیوں کا ہے حسب القاعدہ پر مسئلہ ۱۲ سے ہے ۳ بیویں کے اور دو

ہاں کے دو تین بہنوں کے چار حصے اور باقی سب دونوں بھائیوں کا سب سے اور باقی تین حصے  
 محمد میں سر تقسیم ہوتے ہیں۔ حسب ذیل :  
 محمد علی مسئلہ ۱۲ تصحیح از ۱۲

بیوی ۱۰۰ تریسہل بہن بہن بہن دو حقیقی بھائی مسد احمد گلزار تین جانی بہن  
 $\frac{100}{20}$   $\frac{100}{20}$   $\frac{100}{20}$   $\frac{100}{20}$   $\frac{100}{20}$   $\frac{100}{20}$   $\frac{100}{20}$   $\frac{100}{20}$   
 کے دوسرے خاوند کے رٹکے میں

واللہ تعالیٰ اعلم وصلى الله على محمد وآله  
 محمد وعلیہ وسلم و صبح و مارک و سلم

عزہ الفقیر لہا کچھ محمد زہرہ طہیٰ غفرلہا

۹ بہادی ریخی ۱۲۴۰ ۲۵

## الاستفتاء

کیا فوائستیں ملنا ہیں ان میں مسئلہ کہ سٹے حاجی موتے خاں کا انتقال ہو گیا ہے  
 اور نہ اول بہن صرف دو لڑکیاں اور حقیقی بہنیں اور حقیقی بھائیوں کی اولاد ہیں تو  
 ان کے ترکہ میں حق تقسیم کیا جاسکتا ہے سبوا الصواب نہ جہد  
 سائل : محمد حسین بقرم خود

نوٹ : اور حاجی صاحب تنواری کی ایک بیوی بھی ہے جس کا نام حاجن فاطمہ لہابی

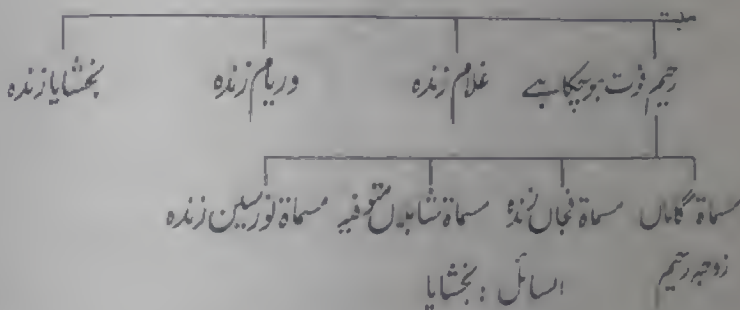


صہ الغفر البواکیر محمد نور اللہ العیسیٰ غفرلہ

۶ ربیع الثانی ۱۴۲۸ھ ۲۲-۲-۸۱

# الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں عداۓ دین و مفتیان شرع متین اندریں مسئلہ کہ مسماۃ شایاں فوت ہوئی  
اور اس کی والدہ مسماۃ گاماں اور دو حقیقی بہنیں مسماۃ فحشاں و نورسین اور تین حقیقی بچے غلام، وریام  
بخشیا زندہ ہیں تو اس کی وراثت کا کون مستحق ہے اور کس طرح حصص میں بیٹو اتوجرو  
شجرۃ نسب  
الہی بخش



چک ۳۹ تحصیل دیپال پور ضلع منٹھری

بخشیا یا بقلم خود

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
**الْجَوَابُ**  
 اللَّهُمَّ اجْعَلْ لِي ثُلُوثًا صَوَابًا

مسماۃ شایاں کی ملکہ مترکہ جائیداد کا چھٹا حصہ مسماۃ گاماں والدہ صاحبہ کے ہاں  
 دوڑوں بہنوں باقی چھپوں کا سب اور یہ مسئلہ چھپتے آگے اور تمام کے تیس جے ہیں  
 شایاں مسئلہ زر ۶ تیس جز ۱۸

گاماں والدہ فجاں بہن نورسین بہن غلام چچا دریا چچا بشایا چچا

$\frac{3}{18}$	$\frac{6}{18}$	$\frac{6}{18}$	$\frac{1}{18}$	$\frac{1}{18}$	$\frac{1}{18}$
----------------	----------------	----------------	----------------	----------------	----------------

مر اجیہ ص ۱۲ میں ہے او مع الاثنین من الاحود والاحواب نیز ص ۱۰ میں ہے  
 والثلثان للثنتین اور ص ۲۲ میں ہے ثم لعصبہ نیز ص ۱۱ میں ہے  
 ہی مخرج للسدس و لصعف و لصعف اور ص ۲۲ میں ہے  
 کل عدد رءوس من انکسرت علیہم لہام فی اصل المسند  
 و اللہ تعالیٰ اعلم و صل اللہ تعالیٰ علی حبیب و  
 آلہ وصحبہ و سلم۔

مترکہ الفقیر الی الخیر محمد نور الداعی غفرلہ

**الاستفتاء**

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و فقہان شریعتیں کہ بائیس کے لئے سے والدہ صاحبہ





و غیر محرم ہیں۔  
 یہ مسئلہ تین سے ہے درحقیقت چار سے ہے۔ حسب آئیں  
 فتا بمسلہ از فقہین از

از شیخ حقیقی بن محمد امین برادرزادہ وزیر تعلیم شاہ بکر خیرن  
 از جمیل محمد صادق شہاب و دیگران

سماعیل چونکہ فتا سے قبل فوت ہوئے ہیں اس کی وجہ فتا کی درجہ

مردم ہے بحکم الکتاب والنسب والفقہ

واللہ تعالیٰ اعلم وصلى اللہ تعالیٰ علی سید محمد

و اصحابہ و بارک وسلم۔

مترجم الفقہاء بکر خیرن از  
 بہر مفسر الفقہاء

# الاستفتاء

سوال ۱ زوجہ ۲ بنات ۳ اہل بیت ۴

سوال ۵ طوطا عدل ہے یا حرم باحوالہ

حضرت اکی مرتبہ الجاہلہ و ناخلفہ از رب العزت

متمم مدرسہ رضویہ عارفانہ

۱۰ رمضان المبارک ۱۳۸۰



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# الجواب

لِلَّذِينَ جَعَلُوا فِي النُّزُولِ الْقَوَابِ

① تجیزہ تکمیل وغیرہ سے باقی ماندہ ترکہ کا اٹھواں حصہ زوجہ اور دو بیٹیوں کے درمیان تقسیم ہوا۔  
 باقی کل بیٹوں کا ہے۔ قرآن کریم میں ہے: **فَإِنْ كَانَ لَكَ وَلَدٌ فَلِلْكَ وَشِدْ فَلِلْأُمِّهِنَ الشَّيْءُ نِزْفَرَامًا**  
 لہذا کرمش خط الاشیاء شریفہ ص ۲۱ میں ہے: **وَإِذَا مَاتَ مَرَاتِبُ الْاِخْتِلَافِ**  
**وَسَلَتْ فَلَا جِدَّ حِينَئِذٍ الشَّيْءُ بِالْاِتِّفَاقِ فَعَرَفَتْ بِهَذَا الْاِشَارَةِ أَنَّ الْبَنَاتِ**  
**لَهُمَا الشَّيْءُ فِي لُجْلُجَةِ الْوَدُودِ ج ۲ ص ۴۴، ترمذی ج ۲ ص ۳۰، ابن ماجہ ص ۲۰۰،**  
**مسندک ج ۴ ص ۳۲۲، دارقطنی ص ۴۵۸ وغیرہ** میں کلمات متقاربہ مرفوعہ ہے **اعطى ابنتی**  
**سعد الشَّيْءَ وَهُمَا الشَّيْءُ نِزْفَرَامًا ج ۲ ص ۹۹۸، ابوداؤد ج ۲ ص ۴۴، ترمذی**  
**ج ۲ ص ۳۰، ابن ماجہ ۲۰۰، مسندک ج ۴ ص ۳۲۵ وغیرہ** میں مرفوعہ ہے **وَمَا بَقِيَ فَلَا خُفَّ**  
**سراجیہ ص ۸، ہندیہ ج ۴ ص ۴۰۴ میں ہے** **وَالشَّيْءُ مَعَ الْوَلَدِ نِزْفَرَامًا ج ۸، ہندیہ ج ۴ ص ۴۰۴**  
**میں ہے** **وَالْبَنَاتِ فَمَاعَدُ الشَّيْءِ تَقْرِیرِ ظہری ج ۴ ص ۲۳ میں ہے** **وَعَلَيْهِ اِنْعَقَدُ**  
**الْجَسَدُ نِزْفَرَامًا ج ۱۰، ہندیہ ج ۴ ص ۴۰۴ میں ہے** **وَلِلَّهِ الْبَاقِی مَعَ الْبَنَاتِ تَوَیْسَرُ**  
**تسبب القواعد ۲۲ سے آئے گا: تفسیر ۹۶ سے ہوگی ہلکذا،**

مسئلہ از ۲۲ تفسیر از ۹۶

زوجہ	بنت	بنت	اخت	اخت	اخت	اخت
$\frac{۱۲}{۵۰}$	$\frac{۳۲}{۹۶}$	$\frac{۳۲}{۹۶}$	$\frac{۵}{۵۰}$	$\frac{۵}{۹۶}$	$\frac{۵}{۹۶}$	$\frac{۴}{۹۶}$

طوطا حلال ہے، قرین کریم میں ہے جسکو مکہ کی ادر جسد  
 عفی اللہ عنہا اور احادیث البراد اور ابن ماجہ، ترمذی، حاکم، بیہقی، غیر بات مرتبہ علیہما  
 اصلیا قاتب سے بھی زیادہ نمایاں ہے اور تصریحات قواعد و ضوابط فقہیہ متعلقہ خانہ بہت سی  
 سے بھی اس کا حلال ہونا روز روشن کی طرح واضح ہے بلکہ اس کی تصریح بھی موجود ہے میں تو  
 ج ۲ ص ۶۲، رحمۃ الامر ج ۱ ص ۱۷۱ والنظم من السیزن قول الله

والامام الاعظم والامام مالک والامام احمد فی نستہم عنہم  
 والی ان قال، والبیضاء والطاءوس، فتاویٰ برہنہ ج ۲ ص ۵۲ میں ہے وحنہ یفرغ  
 وعلیہ الفتویٰ تو اس شمس کی طرح ہے کہ طوطا حلال ہے و التخصیر فی لست و  
 ج ۱ ص ۱۶۱ (وفی المطبوعة ج ۳ ص ۳۵ - اربعہ)

والله تعالیٰ اعلم وصلى الله تعالى على حبيبہ زکرم و  
 واصحابہ ذوی الکرم۔

فتوہ الفقیر الراجح محمد زکریا لدی غفرلہ

۲۹ رمضان المبارک ۱۴۰۹ھ

مناسخ

# بَابُ الْمُنَاسِكَةِ

## الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین نذریں مسد کہ ولی محمدؐ گریزی دور میں فوت ہو گیا  
ان وقت وارث موجود اس کی والدہ مسماۃ تاحاں، بیوی مسماۃ فاطمہ، لڑکی مسماۃ راساں اور  
اس کے چچے کا بیٹا سید محمد علی ہے، شجرہ حسب نسب یہ ہے :

برہان

رحمت

احمد

ماہون

ایکس

ولی محمد متوفی

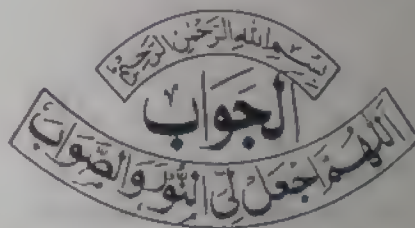
یے

محمد علی

دختر رائیں

و وفات ہو گیا اور اس کی بیوہ  
سماۃ موندان ورثہ فاضل ہے

تہ حسب دستور انگریزی ولی محمد کی کل جائیداد کا انتقال تاجاں والدہ کے نام ہو گیا۔  
بعد ازاں سماۃ تاجاں بھی فوت ہو گئی اور اس کے صرف دو بھائی محمد عبداللہ و محمد غلیب زندہ ہیں  
اور ولی محمد متوفی کی نڑکی اور بیوہ اور بھتیجا محمد علی زندہ ہیں تو اب از روئے قانون وراثت شریعہ  
تقسیم جائیداد کس طور پر ہوگی۔ آیا اب صرف تاجاں کو مورث قرار دیا جائے گا یا ولی محمد بھی  
مورث مانا جائے گا۔ بیسوا تو حبر دا۔



سماۃ تاجاں کے نام انتقال انگریزی دور میں برائے گزراؤفات بصورتِ امانت تھا  
کہ انگریزی قانون وراثت میں مستورات کے لئے حقوق مالکانہ نہیں تھے اور بعد از وفات باز  
سی ایک منصوبہ ہوتے تھے اور ان کے نام انتقال مستقل ہو جایا کرتا تھا تو اصل مورث ولی محمد ہے  
اس کی جائیداد نامذکورہ بالا چارہ ارثوں پر تقسیم کی جاوے گی۔ والدہ کا بچھا حصہ بیوی کا تھا

وکی کا نصف حصہ باقی کل بھتیجے کا ہے ہنگد

ولی محمد مستد از ۴۴

تاجاں والدہ فاطمہ بیوی رائباں خیر محمد علی بھتیجا

۵

۱۲

۳

۴

قرآن کریم میں ہے ۱۔ ولا یویہ لکل واحد مہما اندر

۲۔ فلین الشمن ۳۔ فلہا النصف ۴۔ للرجال نصیب لآبہ سود لندہ

اور تاجاں کے وارث دو بھائی اور پوتی مذکور ہیں۔ پوتی کا نصف اور باقی دو بھائیوں میں مساوی

طور پر تقسیم ہوگا ہنگد ۱۱

تاجاں مستد از ۲ تصحیح ۴

محمد خلیس برادر

محمد عبداللہ برادر

پوتی رائباں

۱

۲

للآیات المذكورة والاحادیث۔ یہ صورت مناسخ ہے۔

الحاصل محمد علی بھتیجا کے لئے ولی محمد متوفی کی کل جائیداد کے چوبیس حصہ ہیں

صرف پانچ حصے ہیں اور بیوی فاطمہ کے لئے تین حصے ہیں دریاں کے لئے چار حصے تین حصے

دو حصے رائباں کو ملے اور ولی محمد کی طرف سے رائباں کو ۱۲ حصے ملے تو رائباں کے پاس

کل چودہ حصے ہوئے، باقی ماں کے دو حصے اس کے بھائیوں کے ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلى الله تعالى على محمد وآله

د صاحب و بارک و سلم۔

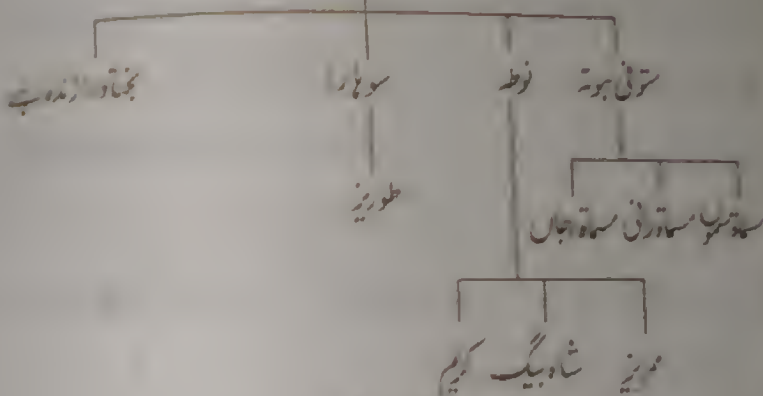
عزہ النعیرہ ابو الجحیم محمد زکریا النعمی غفرلہ

۱۹ تریں لکریں ۳۵

# الاستفہاء

نسب نامہ

ماہی



نوٹ : سائنس نے بیان کیا کہ تینوں حقیقی بھائی ہیں۔

نوٹ : ہوتہ کی ایک در لڑکی مانی شاہی شدہ تھی جو ہوتہ کے بعد چند ایام فوت ہو گئی ایک خاوند اور مرث ایک بڑا کامیاب ہے۔

ماہی علیہ الرحمہ فوت ہو چکا ہے جس کے چار وارث ہوتہ، نوطہ، سوار و نجات اور جس کے نام انتقال ہو چکا ہے۔ نوطہ بھی فوت ہو چکا ہے جس کے حصہ کے مالک عمریگ کریم ہے۔ سوار بھی فوت ہو گیا جس کے حصے کا مالک طوریز ہے، نجات و اس حصہ اور خود زندہ ہے۔ اس ہوتہ حصہ فوت ہو گیا ہے جس کا فیصلہ طلب ہے۔ ہوتہ حصہ ارکی تین لڑکیاں سہ ماہی سوارنی رجاں میں۔ سوارنی شاہی شدہ ہیں، اسلئے اہل کونواری ہے



سہ سہوں، انی بیان کرتی ہیں کہ ہمارا حصہ بھی مسماۃ جہاں جو کہ گنہگار بننے پر ہی تیار  
 ہے اس کو دیا جائے آپ اس کے متعلق فتویٰ شریعت تحریر کریں بہتر متونی ہر  
 کس کس کو اور کتنا کتنا ہر ایک کو ملنا چاہئے، مگر طور و نیلہ ۱۰۰ کا کھاتا ملک ہے باقی  
 مشن کہ ہے۔

السائل : بختاور ولد ماسی، سکس چک سٹا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
**الْجَوَابُ**  
 اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِیْ اَنْتُوْا خَیْرًا

بہتر متونی کی چاروں ٹرکیاں، جمینی، سہوں، رانی، جہاں دو سال کی دہ  
 میں، دسے بختاور کا باقی یک ہے، سہ بیس میں ہے و اللہ اعلم  
 صمدہ نیز ص ۴ میں ہے حرد اب اسی الاحود مسکنین سے تے ہر چہ  
 تصحیح ہوگی حسب ذیل :

بہتر متونی مسکن زمین تصحیح از چہ

جمینی رانی سہوں جہاں بختاور برابر تحقیق

$\frac{1}{4}$   $\frac{1}{4}$   $\frac{1}{4}$   $\frac{1}{4}$   $\frac{1}{4}$

مسلمان مرزید شاہ بیگ کریم طویر محمد م میں اور مسماۃ جہاں ٹرکی جوت ہوگی

اس کے ورثہ اس کا خاوند اور لڑکا ہیں، خاوند کا اپنی بیوی مسماۃ جمینی کے ترکہ سے ہے  
 ترکہ کے ۲ حصے میں دو جو ٹرکیاں عاقدہ الغدینا حصہ طور و نیلہ ۱۰۰ و عیبت سہ کریں تو ہر ٹرکی



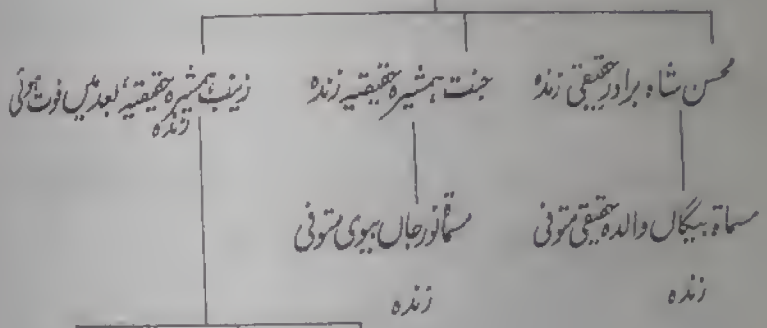
واللہ تعالیٰ اعلم وصلى الله تعالیٰ علی حبیبہ  
والہ وصحبہ وسلم۔

عنہ العقبہ ابو الحیثم محمد نور اللہ النعمی غفرلہ

# الاستفتاء

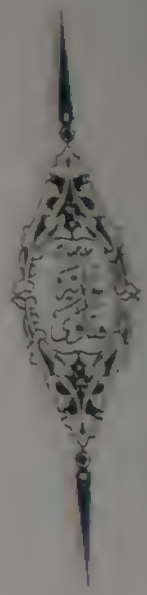
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اندریں مسئلہ کہ سنی عبدالخالق شاہ  
فوت ہوا، وراثت حسب ذیل میں :

متوفی عبدالخالق شاہ



سائل : محسن شاہ موضع ڈولو وال ضلع منٹگری  
نوٹ : سائل کی زبانی معلوم ہوا کہ مسماۃ زینب کا خاوند مسیح محمد نواز بھی

لاہور ہے۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
**الْجَوَابُ**  
 اللَّهُمَّ اجْعَلْ فِي الْقَوْلِ حَقًّا

والدہ کا  $\frac{1}{4}$  بیوی کا  $\frac{1}{4}$  باقی بھائی اور بہنوں کا، دوسرے بھائی کے اور ایک  
 بہنوں کا، مسئلہ ۱۲ سے اور تصحیح ۲۸ سے ہوگی حسب ذیل :

عبدالخالق مسئلہ ۱۲ تصحیح ۲۸

بیٹیاں والدہ نور بھائی بیوی محسن شاہ برادر جنت بشیر زینب بشیر

$\frac{8}{28}$   $\frac{12}{28}$   $\frac{12}{28}$   $\frac{6}{28}$   $\frac{6}{28}$

بعد ازاں مسماۃ زینب ہمشیرہ کا حصہ اس کے ورثہ میں تقسیم ہوگا۔ والدہ کا  $\frac{1}{4}$  خاوند کا  $\frac{1}{4}$   
 باقی کا نصف لڑکے کا اور چوتھائی چوتھائی لڑکیوں کی حسب ذیل ہے :

زینب مسئلہ ۱۲ تصحیح ۲۸

مسماۃ بیٹیاں والدہ محمد نواز خاوند منظر علی لکھا انور بی بی لڑکی حسنی بی بی لڑکی

$\frac{8}{28}$   $\frac{12}{28}$   $\frac{12}{28}$   $\frac{6}{28}$   $\frac{6}{28}$

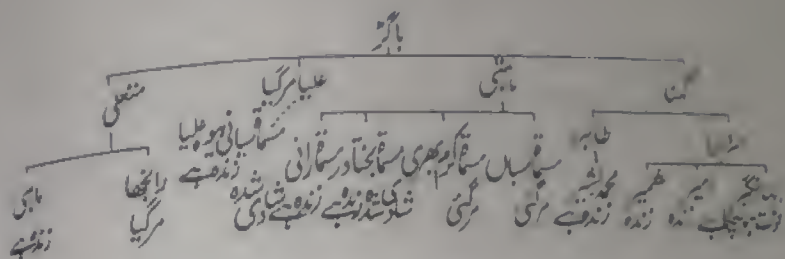
واللہ تعالیٰ اعلم وصلى الله تعالى على حبيبہ وآلہ

وصحبہ وبارک وسلم۔

ضوہ الغفران بحیرہ نور الشانعی غفرلہ

۲۸ سوال المکرم

# الاستفہاء



تہ ، مسماہ سماں کرم بھری دختران ماہی فوت ہو چکی ہیں ، ان کی وراثت کا فتویٰ بنکر  
 ماہی کی وراثت پہلے انکی دوسری لڑکیوں کے نام نہیں ہے کیونکہ شادی شدہ تھیں۔ آپ  
 پوری وصاحت کر دیوں کہ مسماہ سماں ، مسماہ کرم بھری کی وراثت کس کو ملے گی؟  
 فوت ہونے والی ظہر کرم بھری کی فوت پہلے ہی گنا فوت ہو گیا تھا اور مسماہ علیا بعد میں فوت ہوا  
 اور ایسے ہی مسماہ متعلیٰ بھی بعد میں فوت ہوا ، نیز بوقت وفات ماہی اس کی بیوی مسماہ جنڈال  
 زندہ تھی ، کل جائید حسب قانون انگریزی عارضی طور پر اس کے نام انتقال کی گئی  
 و جب وہ فوت ہوئی تو عارضی طور مسماہ سماں اور مسماہ کرم بھری کے نام انتقال ہوا نیز  
 مسماہ جنڈال کی چار لڑکیاں زندہ ہیں جو کہ ماہی کی لڑکیاں مندرجہ بالا ہیں اور کچھ رقم جنڈال  
 کے در کے عصبیات ہیں اور مسماہ سماں اور کرم بھری شادی سے پہلے ہی فوت ہو گئیں  
 اور اس وقت ان کے چچا زاد بھائیوں سے رائجھا اور ماہی ہی زندہ تھے ، سردار اور  
 ظہر پہلے فوت ہو چکے تھے اور ایسے ہی علیا اور متعلیٰ چچے تھے۔

اسات : امیر ولد سردار ایک ۵۳ تحصیل دیپال پور ضلع مظفرگڑی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
**الجواب**  
 اللَّهُمَّ اجْعَلْ لِي ثَوْبًا طَيِّبًا

انگریزی دور میں مستورات کے نام انتخابات عموماً محض باطنی کمال و ذات  
 تک ہوا کرتے تھے اور اصل ستم و بازگشت عصبیت ہی ہوا کرتے تھے۔ یہ ستم  
 میں یہ ضروری ہے کہ مورث کی وفات کے وقت جو لوگ شرعاً ستم وراثت سے  
 تقسیم کر دی جاتے اور جو ان میں سے فوت ہو گئے ان کے حصے ان کے اولاد میں تقسیم  
 کر دیے جاتے تو ستم ماہی کے وفات کے وقت اس کے وارث حسب ذیل میں بنا  
 سائل کے لحاظ سے ہمسایان علیا، متعلیٰ برادران، سمات جنڈاں، ہمسایات مبرا، کریم بھری  
 بختاورد، رانی، دختران، شہر عا جنڈاں کا  $\frac{1}{8}$  حصہ اور لڑکیوں کا  $\frac{1}{2}$  باقی کل ہمسایان علیا، مبرا  
 برادران، یہ مسئلہ چوبیس سے آٹھ اور تیس سے بڑی حسب ذیل۔

ماہی مسئلہ از ۲۴ تصبیح از ۲۸

میت  
 جنڈاں بیوی سباں دختر کرم بھری دختر بختاورد دختر رانی دختر علیا اور متعلیٰ برادر

$\frac{6}{28}$   $\frac{1}{28}$   $\frac{1}{28}$   $\frac{1}{28}$   $\frac{1}{28}$   $\frac{1}{28}$   $\frac{1}{28}$

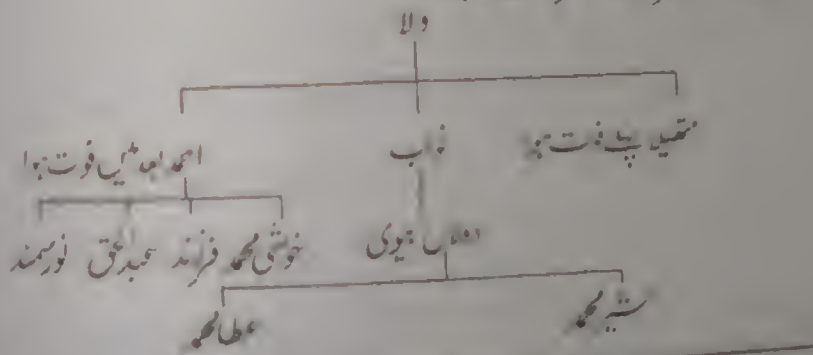
اب جبکہ سماء سباں اور کرم بھری فوت ہو چکی ہیں تو ان کے خاں اپنے حصے  
 حسب تقسیم مندرجہ بالا اور جو کچھ انہیں شرعاً اپنی اولاد جنڈاں کی جائیداد سے ملے اس مجموعے  
 کے وارث ان کی دو بہنیں بختاورد، رانی اور دچپار دجھان، بختاورد، مبرا ہیں۔ ہر ایک کا حصہ

۱۲ اور بجائیوں کا ۱۲ سیدھے آئے گانو ۲ بجتا اور بہن کے اور ۲ رانی بہن کے  
۱۲ رانجا بچا زاد کا اور ۱۲ مابی بچا زاد کا کہ فی السرحب وغیرہا  
واللہ تعالیٰ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ ووصفہ  
والہ وارت وسلم۔

عنه الفقيه ابو الخير محمد بن نور الله النعماني غفر له

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اندر یہ مسئلہ کہ مستے نوب فوت ہوا  
ایک جانی مستے محمد و بیوی مسودہ دوں چھوڑ گیا۔ شریزی قانون کے مطابق کل جائیداد محمد و بیوی  
کے نامہ ساز غنی طور پر انتقال کی گئی۔ بعد از دو دواں فوت ہو گئی اور دواں کے شیر محمد و بیوی  
چھوڑ گئی تو کیا احمد نہ کہ کو اس جائیداد سے جو غار غنی طور پر دواں کے نام غنی کچھ ملے گا یا  
نہیں؟ شجر و نسب حسب ذیل ہے :

[illegible]

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
**الجواب**  
 اللهم اجعل لي ابواباً مخرجاً

فرما دیا یعنی کافر پہم حقیقتاً باقی ہے احمد کا سبب تو فوت ہو گیا  
 کے بعد اس کے وارث دونوں بڑے صرف وہاں کا وہی پہ احمد کے سب سے ہیں  
 باقی احمد کا حق ہے اس کو ملے گا یہ سیدھا راستہ آنے کا۔ عرب میں کہا  
 فی سراجہ

ناب سلسلہ زم

تساؤ دو دلائل بیوی	میں سے محمد پرورد
$\frac{1}{4}$	$\frac{3}{4}$

والله تعالیٰ اعلم وصلى الله على سيدنا محمد  
 و آله و بارئ وسلم  
 مرقہ غفریہ ابو الخیر محمد بن محمد بن سیدی محمد

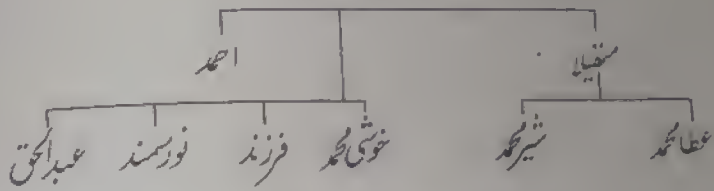
**الاستفتاء**

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ہفتیان شرع متین مذہبِ اسلامی کے سب سے فاضل

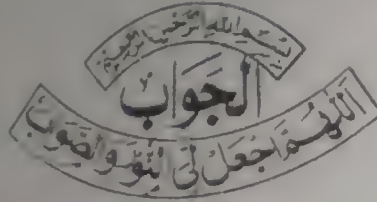


کے تین بڑے تھے: مسیان، متھیل، نواب۔ احمد سماءہ دولہاں متھیل کے گھر آباد تھی جن کے بطن سے  
 دولہ کے مسیان شیر محمد، عطا محمد تھے بعد میں متھیل فوت ہو گیا اور سماءہ دولہاں نے نواب کے  
 نکاح خانی کر لیا مگر نواب بعد فوت ہو گیا۔ نواب کی زمین سماءہ دولہاں کے نام انتقال ہو گئی  
 اب سماءہ دولہاں بھی فوت ہو گئی۔ اس کے فوت ہونے کے وقت احمد زندہ تھا۔ تین ماہ بعد  
 احمد بھی فوت ہو گیا جس کے چار لڑکے: مسیان، خوشی محمد، فرزند، عبدالحق، نور مسند ہیں۔ زمین  
 جو نواب کے حصہ کی سماءہ دولہاں کے نام تھی اب کس کس کو ملے گی۔ شجرہ نسب حسب ذیل ہے

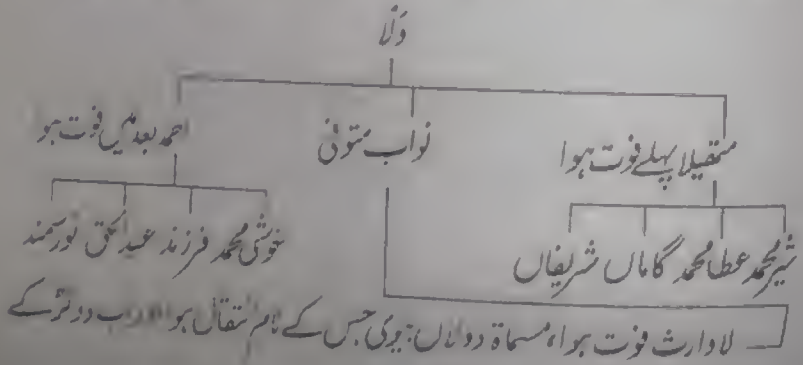
دولہ



یہ خیال رہے کہ سماءہ دولہاں پہلے متھیل کی بیوی تھی جس کے بطن سے شیر محمد،  
 عطا محمد ہیں۔ ان کی پیدائش کے بعد متھیل فوت ہو گیا اور سماءہ دولہاں نے نکاح خانی نواب کے  
 کر لیا۔ نواب کے فوت ہونے پر نواب کی ملکیت سماءہ دولہاں کے نام منتقل ہو گئی۔  
 اب سماءہ دولہاں بھی فوت ہو گئی ہے۔ اس کی فوتیگی کے وقت احمد زندہ تھا  
 اور متھیل کے شیر محمد، عطا محمد بھی زندہ ہیں مگر انتقال ابھی درج نہ ہوا تھا کہ احمد بھی فوت ہو گیا  
 مگر یہ فتویٰ اب احمد کو زندہ تصور کر کے لکھا جائے گا کیونکہ وہ بعد فوت ہوا مگر عرض آنکہ مسیان متھیل  
 اور نواب ہندوستان میں انقلاب سے پہلے فوت ہو گئے جس کی وجہ سے نواب احمد کے نام منتقل ہو گیا  
 سماءہ دولہاں اور احمد پاکستان میں فوت ہوئے ہیں۔ دولہاں کو چھ ماہ اور احمد کو فوت ہوتے



انگریزی دور کے انقلابات بیوگان کے نامخص عارضی تھے ان کے حق یادداشت کے بعد عصبیت بازگشت ہی مالک قابض قرار پاتے تھے یا بنو عبیدہ ان کے نام بھی حدیث مصنی عارضی تھا تو آب و فوات دولوں سے انتقال ٹوٹ گیا اور شرماس کا جو حصہ و حق تھا وہ اس کے دونوں لڑکوں ستمیان شیر محمد، عطا محمد پسرین متعین کو ملے گا مگر اس شیت سے نہیں کہ متعین کے لڑکے ہیں بلکہ اس شیت سے کہ دوایاں کے لڑکے اور وارث ہیں کہ متعین کا نواب کی وراثت میں قطعاً کوئی حق نہیں جو اس کے لڑکے اس کے وارث بن کر ہیں وہ تو پہلے ہی فوت ہو چکا تھا، قبر میں پڑا ہوا وارث بن گیا؟ اور دولوں کا شرعی حصہ فوت تھا حصہ ہے، باقی سب احمد کا ہے جو اس کے وارث ہیں گے، شجر حسب ذیل ہے :





چھوڑ کر فوت ہوئی جو تمہیل سے میں شیر محمد عطا محمد اور برود لڑکیاں گاماں شریفاں  
مسئلہ چار سے آئے گا :

نواب مسئلہ از ۴

مسئلہ احمد برادر	مسماۃ دولال بیوی
$\frac{3}{4}$	$\frac{1}{4}$

اور جب دولال فوت ہوئی تو دولال کا اصلی حق  $\frac{1}{4}$  اس کے دونوں لڑکے شیر محمد عطا محمد لیں گے۔  
اب جب احمد بھی فوت ہو چکا تو اس کے  $\frac{3}{4}$  اس کے وارث چاروں لڑکے اور دوسرے  
مقتدر بیوی اور لڑکیاں حسب دستور شرع لیں گے کذا فی السراجیۃ وغیرہا۔  
نوٹ : اس جواب کی تحریر کے بعد مسئلہ نے زبانی بتایا کہ مسماۃ دولال کی دو لڑکیاں  
گاماں شریفاں تمہیل کی پشت سے ہیں، تو مسماۃ دولال کے وارث اس کے دو لڑکے  
شیر محمد عطا محمد اور دو لڑکیاں گاماں شریفاں ہیں۔

یہ مسئلہ چھ سے آئے گا، حسب ذیل :

دولال مسئلہ از ۶

شیر محمد	عطا محمد لڑکے	گاماں	شریفاں لڑکیاں
$\frac{2}{6}$	$\frac{2}{6}$	$\frac{1}{6}$	$\frac{1}{6}$

دولال کے اصلی حق  $\frac{1}{6}$  کے چھ حصے بنا کر تقسیم کی جائے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلى الله تعالى على حبيبہ

والہ وصحبہ وبارک وسلم۔

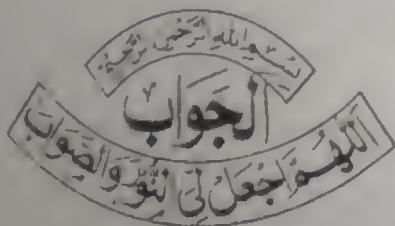
مذہب الفقیر البرا کثیر محمد نور اللہ النعمی غفرلہ

# الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین، نامہ ایسا مسدود ہے جسے  
جیل خاں عرصہ تقریباً ۳۵ سال ہوتے فوت ہو گیا۔ اس کی دو بیویاں تھیں۔ ہر ایک  
ایک بیوی مسماۃ جوانی جس سے دو لڑکے مسیحی و کبرناس پیدا ہوئے۔ بی بی جوانی  
کی جین حیات میں ہی فوت ہو گئی اور دوسری بیوی مسماۃ حیات بانو سے تین لڑکیاں  
مسماۃ سرداراں و فتح بی بی و نجاشی تھیں۔ سبھی جیل خاں کے برادر لڑکوں سے تھیں۔ بی بی  
سوتیلی والدہ مسماۃ حیات بانو کو اپنے باپ کی کل جائیداد کا  $\frac{1}{4}$  حصہ بطور معاش کے دے دیا اور  
کل جائیداد کے  $\frac{1}{4}$  حصہ کا انتقال بھی مسماۃ حیات بانو کے نام ہو گیا۔ اب حیات بانو فوت ہو گئی۔  
اس کے دربار میں سے تین لڑکیاں مذکورۃ الصدر اور ایک بجائی ہے۔ یہ مسماۃ حیات بانو  
کل جائیداد کے  $\frac{1}{4}$  حصہ کی شرعاً جائز وارث تھیں اور اس کے دربار کو متاکنہ حصہ نہ چاہیے،  
بینوا اتوجروا۔

السائل: مسیحی محمد علی لڑکیوں خاں ساکن ایسا تحصیل پاپوہ ضلع مظفر پور

۱۳ اپریل ۱۹۵۴ء



مسماۃ حیات بانو کا صرف  $\frac{1}{4}$  حصہ تھا، باقی لڑکوں اور لڑکیوں میں لکڑیوں میں

حصہ تیس تھائی برلکے کے دو حصے اور ہر ٹرکی کا ایک حصہ اور سلا آٹھ حصے  
یعنی کل مال کے آٹھ حصے کر کے تقسیم کیا جاتا ہے حسب ذیل :  
جہیں خاں سلا ۸

بیرونی	ٹرکا	ٹرکا	ٹرکا	ٹرکی	ٹرکی
حیات بانو	محب علی	اکبر خاں	سراراں	فتح بی بی	بخشاؤ
$\frac{1}{8}$	$\frac{2}{8}$	$\frac{2}{8}$	$\frac{1}{8}$	$\frac{1}{8}$	$\frac{1}{8}$

بہر حال حیات بانو کا شرعاً جائز حق صرف آٹھواں حصہ ہی تھا تو وہ آٹھواں حصہ نکال کر  
اس کا  $\frac{1}{8}$  تینوں ٹرکیوں کا حق ہے اور  $\frac{1}{8}$  حیات بانو کے بھائی کا حق ہے اور صوبہ مذکورہ  
میں جبکہ کل جائیداد کا  $\frac{1}{8}$  حصہ حیات بانو کے نام منتقل ہو چکا ہے تو آٹھواں نکالنے کے بعد جو بچے  
وہ صرف تینوں ٹرکیوں کو دے دیا جاتے کہ ان بیچاروں کا حق تو زیادہ ہے مگر انگریزی دور  
میں جو مستقل انتقال ٹرکوں کے نام ہو گئے وہ قانون مال کی رو سے فصیح نہیں کئے جاتے تو  
حق وہی ہے جو اوپر تحریر کیا گیا کذا فی السراجیۃ وغیرہا من کتب المذہب  
وانہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ و آلہ  
وصحبہ و بارک و سلم :

حقرہ الفقیر الی الخیر محمد نور اللہ النعمی غفرلہ

الاستفتاء

مال نے بیان کیا کہ جسے ملو کی زمین والا نہیں بخشتی صرف ایک ٹرکی مسلمان بی بی



اور ایک ہی سہارانی تھی تو مگر نیزیقہ فون کے سابق میں تین سہارانی کے ساتھ  
منقل ہوگی اور باز گشت لشکر سالم محرم و سناہ سیرانیوں کے متعلق تحقیق کرنا  
ہے مگر بعد ازاں لشکر سالم محرم ہر سہ فوت ہو گئے ہیں اور ۱۰ سالہ زندہ ہیں اس  
رانی مذکورہ بالا فوت ہو گئی ہے تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ مسٹر سالم محرم ہر سہ کے  
اور سہارانی سے پہلے فوت ہو گئے ہیں کی و دعوئی جائیداد منقلہ سالمانی سے حصہ کے  
مستحق ہیں یا نہیں؟

سائل : نور محمد

از علیک اہتر شاہ عداۃ میر سنگھ

۱۵ ذی القعدۃ المبارک ۱۳۶۳ھ



جب وہ جائیداد علو کی ہے اور علو کی وفات کے بعد لشکر سالم محرم زندہ نہیں تھا  
حق شرعاً ثابت ہو چکا اور عارضی طور پر ان کے نام منقل نہ ہو تو ان کی وفات کے بعد ان کی  
فرد بالضرور مستحق ہے کہ یہ جائیداد رانی کی نہیں بلکہ علو کی ہے۔ رانی صرف کھدائی  
ب بھی اس کے عصبے لیں گے اور لڑکی نصف کل جائیداد کی وراثت ہے۔ وہی شرعاً مرد ہیں  
تیل کا حق ہے۔ مسئلہ اٹھ سے آئے گا

پسران چیل لشکر و غیرہ چچا زاد بھائی	لڑکی سلطانہ	رانی بیوی
$\frac{3}{8}$	$\frac{2}{8}$	$\frac{1}{8}$

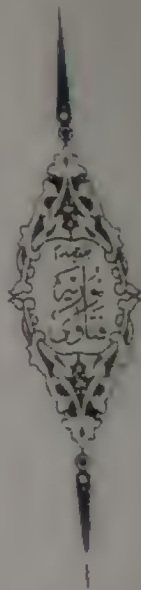
اور جب پسران چیل کا برابر حق ثابت ہو گیا تو ان میں سے جو بھی فوت ہوا، اس کی اولاد وارث دستہ رہے گی و من ادعی الخلاف فعلیہ البیان۔

واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و احکم و اصل  
اللہ تعالیٰ علی حبیبہ و آلہ و اصحابہ و یاربک و سلم۔

حزبہ الفقیر المولوا بحیر محمد نور اللہ النعمی مغفرلہ

## الاستفتاء

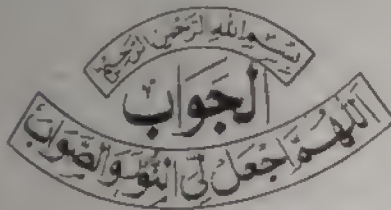
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اندر میں مسئلہ کہ سہیلی صاحب خاں کی تین بیویاں تھیں، ایک بیوی سے ایک لڑکا واحد خاں ہوا اور وہ بیوی فوت ہو گئی اور دوسری بیوی مسماۃ لال بی بی سے فلکاں بی بی لڑکی پیدا ہوئی اور تیسری بیوی مسماۃ نور بی بی سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ جب صاحب خاں فوت ہوا تو اس کی جائیداد کا  $\frac{1}{4}$  حصہ واحد خاں لڑکے کے نام پر منتقل ہوا اور  $\frac{1}{4}$  حصہ مسماۃ نور بی بی کے نام اور  $\frac{1}{4}$  حصہ مسماۃ لال بی بی کے نام پر تقسیم کیا گیا انگریزی قانون کے مطابق اور فلکاں بی بی لڑکی کو کچھ نہ ملا، بعد ازاں واحد خاں بھی فوت ہو گیا اور اس کا ایک لڑکا ہے۔



اب دریافت طلب بیمار ہے کہ مسماۃ لال بی بی اور نورسین کے فوت ہونے پر  
ان کے نام نقل شدہ اور انہی شریکوں کو دی جائے؛ سبب سوجہ و ۔

اساتل : محمد خاں ولد شکر خاں حیدر لکھنؤ مکان

ہر ذی الحجۃ المبارک ۱۲۳۵ھ



چونکہ لال بی بی، نورسین بیوگان صاحب خاں کے نام ۲۸ رضی محض بطور گوارہ  
انگریزی دور میں منتقل کی گئی تھی اور ان کے قانون کے مطابق بیوگان کی فوتی کے بعد باگتوں  
یعنی صاحب خاں کے ورثہ کو بھی ملنی تھی لہذا انہوں نے تصور کرنا چاہئے کہ صاحب خاں اب فوت  
ہوا ہے اور اس کے ورثہ ایک لڑکا واحد خاں، ایک لڑکی فلکاں بی بی اور دو بیویاں مسماۃ  
لال بی بی، نورسین ہیں تو شرعاً دونوں بیویوں کا حق ۱/۲ اور باقی ۱/۲ سے دو حصے ہر ایک کے ایک  
ٹرک کا ہے تو یہ مسئلہ اٹھ سے آیا اور تصحیح ۸۴ سے ہوگی کہ بلا تقسیم ہر ایک کے حصہ ۱/۲

صاحب خاں مسئلہ از تصحیح ۸۴

لال بی بی بیوی نورسین بیوی واحد خاں لڑکا فلکاں بی بی بیوی

$\frac{1}{2}$

$\frac{1}{2}$

$\frac{1}{2}$

$\frac{1}{2}$



درجب و مدخل کو تائی یعنی  $\frac{1}{2}$  پہلے مل چکے ہیں تو  $\frac{1}{2}$  اور دسے کر  $\frac{1}{2}$  پوسے کر کے باقی  
درجب و دفت جو چکے تو اس کے بڑے کے وغیرہ در ثا کو دسے دے جائیں اور باقی بل  
فت ہونے پر اس کے حصہ  $\frac{1}{2}$  کا نصف اس کی لڑکی خدکاں بی بی کو اور باقی دوسرے لڑکیوں  
اندر من و رعصبات کو حسب دستور شرع دیا جائے اور اگر نہ ہوں تو باقی بھی لڑکیوں کو دیا جائے  
ورنہ نہیں کے  $\frac{1}{2}$  اس کے ورثہ کو موافق حکم شرع دے جائیں سرزمیں میں سب  
والشیر مع الولد نیز کسی میں ہے ومع الاجر لولد کرم من حظ التمسیر  
ص ۸ میں ہے والشیر من شیرہ ص ۲۳ میں ہے فالجکومہ ص ۱۵  
حد راعد - فحسم - والزم - ص ۸ میں ہے نصف النواحدہ ص ۱۵  
ثم لرد علی ردی العروض لتسبیه لرد رحمہ فرم



دستور برطانیہ عارضی طور اس کی بنیادی مسماۃ فیہ اس کے نام انتقال کی گئی، جس سے یہیں  
 ہر لوگ پاکستان میں آگئے اور موضع انجمن تحصیل، سیال پور میں قبیلہ مسماۃ فیہ کے ہم  
 بھی حسب دستور موضع ناکوڑ میں راضی اسٹ برکسی، بعد ازاں وہ بھی راولپنڈی منتقل ہو گئی اور  
 اس کی حقیقی رو بہنیں مسماۃ سلطان اور راج بی بی، ایک حقیقی تیار و حبالی زرمحمد بنی محمد  
 متونی حقیقی بھائی بھی ہے اور حقیقی تیار و حبالی کا ٹرہ خوشی محمد متونی

اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ شرعاً اس راضی کا ورثہ کون ہے،  
 یہاں راضی خوشی محمد نے اپنے نام کسی حال سے منتقل کرا لی ہے۔ تیار و حبالی ہے

حرم

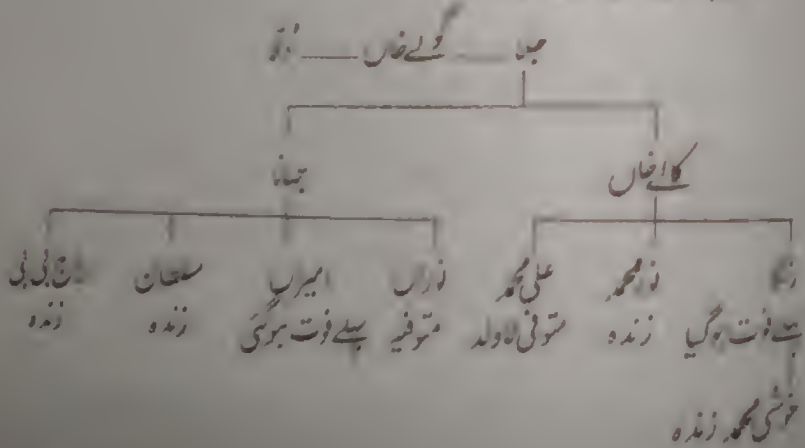
فدوی نور محمد ولد کالے خاں قور وڈو

سکنہ انجمن تحصیل سیال پور

ضلع منٹری

۵۷-۱-۳

شجرۂ نسب حسب ذیل ہے :



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
**الْجَوَاب**  
 اللَّهُمَّ اجْعَلْ لِي الْيُسْرَ وَالصَّوَابَ

مسماة نوراں کے نام کل اراضی کا انتقال محض عارضی بطور گزارہ تھا، و منتقل مالک نہیں ہوئی تھی، دراصل اس کا شرعی حق صرف  $\frac{1}{16}$  تھا باقی  $\frac{15}{16}$  صرف نور محمد برادر حقیقی کا حق ہے جو اب اس کے سپرد کرنا ضروری ہے البتہ نوراں کے اصل حق  $\frac{1}{16}$  کے وارث اسکی دو حقیقی بہنیں مسماة سلطان اور راج بی بی اور نور محمد تایا زاد ہیں،  $\frac{2}{16}$  بہنوں کے اور  $\frac{1}{16}$  تایا زاد کا اصل سلسلہ چار سے آئے گا اور نوراں کے ورثا میں تقسیم کرنے کے لئے بارہ سے آئے گا یعنی علی محمد کی جائیداد کے بارہ حصے مساوی بنائے جائیں جن سے  $\frac{9}{16}$  نور محمد کو علی محمد توفیقی کے بھائی ہونے کے لحاظ سے دئے جائیں اور  $\frac{1}{16}$  نوراں متوفیہ کے حق سے تایا زاد بھائی کی حیثیت سے تو اس کے کل حصے  $\frac{10}{16}$  ہو گئے اور سلطان کا  $\frac{1}{16}$  نوراں کے حق سے ہے اور ایسے ہی راج بی بی کا  $\frac{1}{16}$  ہے لہذا :

مسماة علی محمد سلسلہ از ۴ پھر میت نوراں سلسلہ از ۳ کل کی تصحیح ۱۲ سے ہے

نور محمد حقیقی بھائی علی محمد کا اور تایا زاد نوراں کا سلطان راج بی بی بشیر گن حقیقی نوراں

$$\frac{1}{16} \quad \frac{1}{16} \quad \frac{1}{16}$$

مسماة راج بی بی میں ہے السبع للواحدة ۷ ص ۴ میں ہے ثم بالعصبات ۷ ص ۱۰ میں ہے و الثلثان للامنتين ۸ ص ۱۸ میں ہے فمخرج كل فرض سبعة



مع ۲۰۰ ہیں جسے وہ ان کا سبب امایہ صاحب کل النسخہ الی  
فی کل الصحیح الاول فالسبیل معہم المستنیر

دہا خوشی محمد تو وہ نور محمد کی موجودگی کے سبب بالکل محروم ہو جاتا ہے کہ نور محمد  
علی محمد متوفی کا بھائی ہے اور بھائی کے ہوتے بھتیجا وارث نہیں ہو سکتا اور اسی طرح مرثیہ  
نورال کا تایا زاد ہے اور تایا زاد کے ہوتے تایا کا پوتا وارث نہیں ہو سکتا۔ مرثیہ میں  
میں ہے میں جہوں بقرب الدر جہ میں ہے، میں ہے والی الاقرب  
فالاقرب تو اس کے نام کل اراضی کا انتقال جائز نہیں بلکہ وہ تو محدث بھی نہیں تو یہ انتقال  
منع کر کے نور محمد کے نام کیا جائے۔

واللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیب و آلہ

و اصحابہ و بارئ وسلم۔

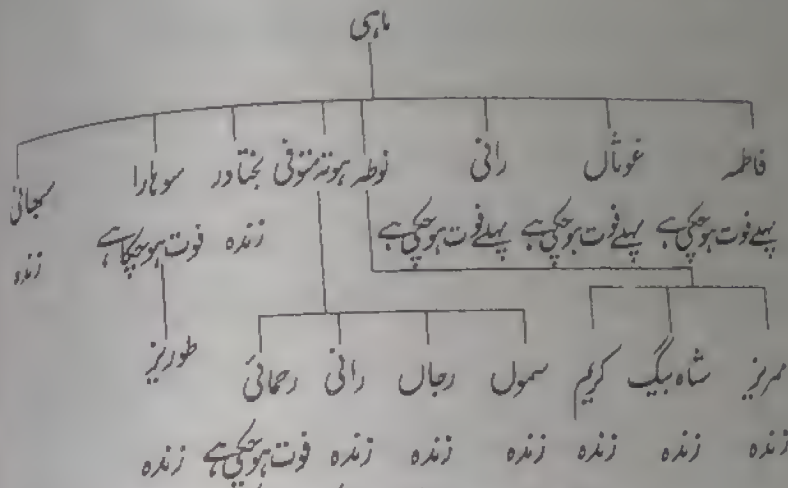
مذہب الغنیہ ابو یوسف محمد نورانی النبی غفرلہ

۲۲ ذی الحجۃ المبارک ۱۳۳۵ھ

## الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ میں نے ہوتہ فوت  
بعد ازاں اس کی لڑکی مسماۃ رحمانی جو سریز ولد لوطہ کی بیوی تھی فوت ہوئی اس کے پیٹے  
سریز کا لڑکا سوا ہمارا موجود ہے، بعد ازاں مسماۃ بھرو بیوہ ہوتہ و والدہ رحمانی سے مذکور فوت ہوئی

اور اس کے صرف تین بھائی ستیان بلوچ، سوجا، ششامدا موجود ہیں، شجرہ نسب ہوتے ہوئے  
ذیل ہے :-



اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ ہوتہ کی اراضی کس طرح تقسیم کی جائے؟  
صرف چار لڑکیاں ہی مذکورہ بالا اس کی ہیں، کوئی اولاد زیر نہیں۔

سائل : بختادور و شاہ بیگ از چیک پٹی تحصیل بیال پور ضلع مظفری  
نشان انگوٹھ شاہ بیگ نشان انگوٹھ بختادور



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِّی الْتَوْبَةَ وَالْصَّوَابَ

سستے ہوتہ کے وارث اس کی بیوی بھرہ اور چار لڑکیاں مذکورہ بالا اور بختادور  
بجائی اور سجانی نہیں ہیں، نوطہ وغیرہ جو فوت ہو چکے ہیں وہ وارث نہیں بن سکتے اور نہ ہی

ان کی اولاد کا ہوتے کی وراثت میں کوئی حق ہے اور سلسلہ چوبیس سے ۷۰ بھڑ بیڑہ  
 اکھواں حصہ اور چار لکھ بیوں کا دو تہائی ہے اور باقی بخت اور بھائی کے درمیان ہے  
 بخت اور کے اور تیسرا بھائی کا اور بیچ تقسیم کے لئے چوبیس کو تین میں حسب قانون فرض ضرب  
 دیگر تین سے جائیں گے اور جب رحمانی فوت ہوئی تو اس کے وارث اس کا لڑکا سوا اولاد  
 مرزا اور خاوند مرزا اور والدہ بھڑو میں والدہ کا چھٹا حصہ اور خاوند کا چوتھا باقی سب  
 لڑکے کا ہے اور جب بھڑو بھی فوت ہو گئی تو اس کے وارث اس کی تین لڑکیاں سوں  
 رجاں رانی مذکورہ بالا اور تین بھائی بلوچ، سوجا، شہاد میں دو تہائی تینوں لڑکیوں کے حق ہے  
 اور ایک تہائی تینوں بھائیوں کا حق ہے اور چونکہ بھڑو کے پاس خاوند کی طرف سے ۹/۱۶ اور  
 لڑکی کے حصہ سے ۲۲/۱۶ جو درحقیقت ۲۲/۱۶ ہے میں جن کا مجموعہ ۱۱/۱۶ ہے اور انکی صحیح تقسیم مذکورہ  
 لڑکیوں اور بھائیوں میں نہیں ہو سکتی لہذا حسب دستور ۹ کو بہتر میں ضرب دیگر ۲۳۸  
 حصے بنا کر صحیح تقسیم کیا جائے گا۔ اب بھڑو کے گیارہ حصے مندرجہ بالا ۹۹ ہو گئے پس اس  
 سلسلہ مناسبت کی تصحیح صورت حسب ذیل ہے :

میت ہوتہ ولد باہی سلسلہ از ۲۲ تصحیح از ۷۲ آئندہ تصحیح کیلئے حسب قانون ۹ ضرب دیگر کل تصحیح ۲۳۸  
 سوا بھڑو بیوی سمو لڑکی رجاں لڑکی رانی لڑکی رحمانی لڑکی بخت اور بھائی سبجانی بہن

$$\frac{9}{42} \quad \frac{10}{42} \quad \frac{12}{42} \quad \frac{12}{42} \quad \frac{12}{42} \quad \frac{12}{42} \quad \frac{9}{42}$$

$$\frac{25}{238} \quad \frac{90}{238} \quad \frac{108}{238} \quad \frac{108}{238} \quad \frac{108}{238} \quad \frac{108}{238} \quad \frac{81}{238}$$

میت سوا رحمانی سلسلہ از ۱۲ مانی الیہ ۱۱۲

سوا لڑکا

مرزا خاوند

بھڑو والدہ

$$\frac{4}{12}$$

$$\frac{3}{12}$$

$$\frac{2}{12}$$

$$\frac{13}{108}$$

$$\frac{26}{108}$$

$$\frac{18}{108}$$

بھروسہ مسند از ۳ تصحیح از ۹

مافی الہد ۹۹  
۱۱

سموں رکی رجاں رکی رانی لکی بلوچ بھائی سوجا بھائی شہا بھائی

$\frac{1}{9}$	$\frac{1}{9}$	$\frac{1}{9}$	$\frac{2}{9}$	$\frac{2}{9}$	$\frac{2}{9}$
$\frac{1}{9}$	$\frac{1}{9}$	$\frac{1}{9}$	$\frac{22}{99}$	$\frac{22}{99}$	$\frac{22}{99}$
$\frac{1}{99}$	$\frac{1}{99}$	$\frac{1}{99}$	$\frac{22}{99}$	$\frac{22}{99}$	$\frac{22}{99}$

سموں	رجاں	رانی	بھٹادر	سجانی	مرزب	سودارا	بلوچ	سوجا	شہا
ازد	ازد	ازد	ازد	ازد	ازد	ازد	ازد	ازد	ازد
۱۰۸	۱۰۸	۱۰۸	۱۰۸	۱۰۸	۱۰۸	۱۰۸	۱۰۸	۱۰۸	۱۰۸
۲۲	۲۲	۲۲	۲۲	۲۲	۲۲	۲۲	۲۲	۲۲	۲۲
۱۳۰	۱۳۰	۱۳۰	۱۳۰	۱۳۰	۱۳۰	۱۳۰	۱۳۰	۱۳۰	۱۳۰

دستہ حق علم

مترود الفقیر ابوالکیر محمد نور اللہ النعمی غفرلہ

الاستفتاء

ولیا ولہ بایست موتی کو فوت ہوتے تین چار سال گزر چکے ہیں ولیا مذکور نے اپنی وفات کے بعد چار لڑکیاں اور ایک لڑکا محمود باقی چھوڑا اور جب ولیا مذکور کی وراثت کا انتقال ہونے لگا لڑکیوں کو حقوق وراثت دینے کے لئے بلایا گیا تو انہوں نے عدالت کے سامنے بیان علفی دیا کہ ہم اپنی محسوس وراثت اپنے بھائی محمود کو دینا چاہتی ہیں۔



اس کے بعد الت نے فیصلہ کیا اور محمود کے نام پر وراثت منتقل کر دی۔ اب سب  
 متوفی محمود بھی فوت ہو گیا ہے اور اس کو کوئی بڑھاپا نہیں ہے۔ اب سب متوفی  
 باقی اس کے ایک بیوی اور چار بہنیں ہیں، ایک حقیقی بیوی، چار بیویاں ہیں  
 سوال کیا جاتا ہے کہ اب محمود متوفی کی وراثت کے حقدار کون ہیں، کتنے حصہ کے  
 حقدار ہیں، اتنے بانی جواب سے خود فرما، منہ فرماتیں

ذوالحق، اہل جہاں خاں، بی بی ملک، بی بی ملک، بی بی ملک، بی بی ملک  
 تھیں چھپتے چھپتے



و علیکم السلام ورحمۃ وبرکاتہ

آپ کا جوابی کارڈ مل، جواب سہ لکھا جاتا ہے۔

وہاں کی چار لڑکیاں اپنے حق وراثت سے اپنے بھائی محمود کے حق میں دست بردار ہیں  
 تو محمود ہی مالک ہو گیا۔ اب جب محمود لا وند فوت ہو گیا ہے تو وہ بہنیں بھی سب وراثت  
 کی حقدار ہیں اور اسکی بیوی اور حقیقی چچا بھی اور چچا زاد بھائی محمود میں چاروں بہنیں  
 وہ تہائی ترکہ کی حقدار ہیں اقرآن کریم سورۃ النساء اور بیوی جو تھان لہ قرآن کریم تہا  
 اور باقی سب حقیقی چچا کا ہے اقرآن کریم اور حدیث متفق علیہ یہ سہ ماہ سے آنے کا



صورت حسب ذیل ہے :-

محمّد مسکّر از ۱۲

بیوی	بہن	بہن	بہن	بہن	بہن	حقیقی چچا	چچا زاد بھائی
$\frac{1}{4}$	$\frac{1}{4}$	$\frac{1}{4}$	$\frac{1}{4}$	$\frac{1}{4}$	$\frac{1}{4}$	$\frac{1}{4}$	$\div$

نوٹ : یہ فتوے کس صورت میں ہے کہ چاروں بہنیں محمّد بی کی حقیقی بہنیں یا سب سوتیلی باپ سے ہوں اور اگر بعض حقیقی اور بعض سوتیلی یا کل سوتیلی صرف ماں سے ہیں تو شکم بدل جائے گا۔ دوبارہ سوال کیے دریافت کریں۔

واللہ تعالیٰ اعلم و صلّی اللہ علی حبیبہ و آلہ  
صاحب و رت و سلم

عزّہ الغفر الہ الخیر محمد نور اللہ العی غفرلہ  
۲۸ ربیع الاول شریف ۱۳۷۲ھ

## الاستفتاء

جناب مولانا مولوی صاحب حسب ذیل مسئلہ کا جواب دیکر مشکور فرمادیں :-

سوال مسئلہ حسب ذیل ہے :

یکہ ولیدہ ثانی نے اپنے مرنے کے بعد چار لڑکیاں اور ایک لڑکا اور ایک حقیقی بھائی چھ لڑائے۔ اس کی وراثت کے حقدار کون کون ہیں؟ از روئے شریعت جواب دے کر مشکور فرمائیں۔ اس کی بیوی بھی زندہ ہے۔ اس کا جواب علیحدہ دیوں

یہ محمود بنی نے اپنے مرنے کے بعد ماں تھپا کر لیا۔ یہی ایک چچا چچو  
 بنا اور اس کی جو چار بہنیں تھیں انہوں نے پتہ بھی نہ دیا کہ وہ کون سی وراثت سے جوہر اور کون سی  
 ہانی تھی اپنے باپ کی طرف سے حصے چکی تھیں اور ان کو اور اس کی وراثت کا  
 وراثت ہوتا ہے یہ وراثت جو اب تقسیم ہو رہی ہے یہ محمود کے باپ کی ہے۔ یہ  
 سدرجہ ذیل طریقہ سے تقسیم ہوئی ہے، کیا یہ عید ہے، اس کا جواب شیخ ذیل  
 محل وراثت سے بیوی کو ۱/۲ حصہ، باقی ۱/۲ حصہ یہ محمود کو دینا  
 حصہ سکی چار بہنوں کو دیا گیا۔ اب محمود اور اس کی والدہ کا انتقال ہو گیا ہے ان دونوں  
 کی وراثت کس طرح تقسیم ہوگی، وارثان منہ جبہ بالا میں چار بہنیں، ایک بیوی اور  
 ایک چچا محمود کا خلیق ہے اور اس کے والد کے بھی یہ وارثان میں اس کی والدہ محمود سے  
 بیسے فوت ہوئی تھی، تقریباً ایک سال بعد وہ سدرجہ ذیل جواب میں دیکھیں کہ  
 یہ ہانی و نواز شش ہوں۔

اس میں : ذوق و تہجد و تہجد



السلام علیکم :-

قبس از بنی محمود کی وراثت کا فتوہ آپ ہمیں سے لے چکے ہیں مگر پہلے اپنے  
 محمود کی والدہ و سیا کی بیوہ کا ذکر ہی نہیں کیا، یہ تمہاری سخت غمی تھی پھر دوسری سخت غمی بسبب

آپ نے لکھا تھا کہ لڑکیوں کے صفی بیان پر عدالت نے تمام وراثت محمود کے نام منتقل کر دی ہے  
 حالانکہ اب لکھا ہے کہ ولیا کی بیوی کو اور لڑکیوں کو بھی حصے دئے گئے ہیں۔ شرعی فتوے  
 حاصل کرتے وقت غلط بیانیوں سے کام لینا مناسبت ہی بر اکام ہے اب آپ ہی بتاؤ کہ تھارے  
 کس بات کا اعتبار کر کے فتوے دیا جائے؟

ہر ماں جو صورت آپ نے لکھی ہے اگر وہ صحیح ہے اور ولیا کی کوئی اور بیوی یا  
 ماں باپ یا دادا دی نانی بھی زندہ نہیں ہے اور محمود اور لڑکیوں کے ماسوا کوئی اور اولاد بھی  
 نہیں تھی تو یہ فیصلہ جینی ۱/۲ حصہ بیوی اور ۱/۲ حصہ ۱/۴ حصہ محمود کو اور ۱/۴ اسکی چاروں بہنوں کو  
 دیا جائیگا۔ یہ درست ہے مگر اس کی تفسیر زرورے قواعد یوں ہوگی کہ ولیا کے ماں کے ۱/۴ حصے  
 کے جائیں اور حسب ذیل تسمیہ ہوں :

ولیا مسند ازہ تصحیح از ۴۸

بیوی	محمود	لڑکی	لڑکی	لڑکی	لڑکی
۲/۸	۱/۴	۱/۸	۱/۸	۱/۸	۱/۸

کد فی السراجۃ بعد از ان ولیا کی بیوہ اور محمود اور ان چاروں لڑکیوں کی مانت ہوئی  
 اور اس کے وراثت بھی ہی تھی یعنی کسی نے کسی اور مرد سے نکاح بھی نہیں کر لیا تھا اور اس کے  
 ماں باپ دادا دی نانی نہ فوت تھے ورنہ بی کوئی اور اسکی اولاد تھی پھر اسکے ترکہ تسمیہ کرنے سے پہلے  
 محمود بھی فوت ہو گیا اور اس کے وراثت صرف ایک بیوی چار تھیں بہنیں اور ایک چچا ہے اور  
 دادا دی نانی نہ فوت تھے اور وہ اولاد فوت ہوا تو اب ان ۱۰۰ نوں ماں بیٹا کا ترکہ یوں صحیح طور پر  
 تسمیہ ہو گا کہ ولیا کی وراثت سے جو ۱/۴ حصے وہ اسکی ماں کو حصے تھے یہ کل بیسٹھ حصے  
 ہوتے ہیں ان کے ساتھ باقی حصے جائیں اور حسب ذیل حصے جائیں

نیز دولیا ۶ سے اور دوسرا میت نمبر ۳۰، ۲۱، ۲۲ تین گھنٹہ پہلے

محمود کی بیوی بہن بہن بہن

15

من السراج و غيرها

ملوث، محمڈ کا چچا اور بیوقوف صرف محمڈ کے دوست ہیں اور اس کی ساری بات  
نہیں، محمڈ کی بہنیں ماں اور محمڈ دہائی دونوں کی دوست ہیں یہ سب سنا کر ہوتے

اللہ تعالیٰ اعلم وصلى الله تعالى على محمد وآله

صحبہ راجک وسلم

محمود الفقيه ابو حنیفہ محمد بن اسماعیل بن خالد

۴۲ جمادی الثانی ۱۲۸۵

الاستفتاء

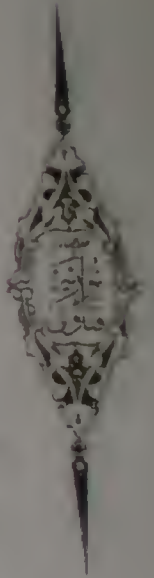
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کس مسئلہ میں کہ ایک شخص  
خان محمد نامی جو شکار میں فوت ہو چکا ہے اس کی زمین جو اس کو اپنے باب سے بدریغ ورثہ  
ملی تھی وہ یہاں پاکستان میں انہیں مل گئی، اس وقت اس کے مسکنین میں سے بے فرزند تھا  
اس کی بیوی جو اس کے فوت ہونے کے بعد دوسری جگہ شادی کر چکی ہے اس کا کدوا  
جس کی وفات کے بعد تین ماہ کو کسی بیوی کے پیٹ سے یہ بچہ پیدا ہوا، فوت ہو چکا ہے  
اس کا بھتیجا حقیقی زندہ ہے، اس کی قبر بنیں نہیں جن سے وہ فوت ہو چکی ہیں نہ کہ وہ اس کے

ایک کے تین لڑکے ہیں اور ایک کا ایک لڑکا ہے، باقی ایک بہن خان محمد مذکور کی زندہ بہن یا وارث  
 اس کے موجود ہیں۔ شریعت حقہ کے مطابق ان میں جائداد (زمین) کی تقسیم کس طرح ہوگی۔ بیوی کا  
 نام فاطمہ درنومولود متوفی لڑکے کا نام عبدالعزیز تھا اور حقیقی بھتیجے کا نام قاسم ولد چراغ ہے ورنہ  
 بہن کا نام جیو ہے۔

سائل: قاسم ولد چراغ از بہن ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۶۲ء نشان ایچ اے



یہ مسئلہ مناسخت ہے۔ خان محمد میت کا مسئلہ آٹھ سے ہے۔ آٹھواں حصہ بہن فاطمہ کا  
 اور باقی سات عبدالعزیز نومولود کے ہیں اور خان محمد کی وراثت سے حقیقی بھتیجے قاسم اور بہن  
 جیو اور دو متوفیہ بہنوں کی اولاد کو کچھ نہ ملے گا۔ پھر عبدالعزیز کا مسئلہ تین سے آئے گا یعنی کو  
 اپنے باپ کی وراثت سے جو سات حصے آئے ہیں ان کا تیسرا حصہ اسکی ماں فاطمہ کا ہے اور  
 باقی دو حصے قاسم جیو اور جانی کے ہیں اور جیو بھٹی اور دوسری دو بھٹیوں کی اولاد کو کچھ نہ ملے گا  
 اور جو سات تین پر تقسیم نہیں ہو سکتے تو حسب القواعد تین سے کو خان محمد کے مسئلہ کے آٹھویں  
 حصہ دے کر جو بیس نہایت جاہیں گے تو ان چوبیس سے آٹھواں حصہ تین ذلہ کو خان محمد  
 خانہ کی وراثت سے ملیں گے اور اکیس حصے باقی عبدالعزیز کو، پھر ان کیس سے تیسرا حصہ  
 سات فاطمہ کو اپنے لڑکے کی وراثت کے ملیں گے اور باقی چودہ قاسم جیو اور کو بوجہ مصب



ہوئے کے ملیں گے تو خان محمد کی جائداد کے چوبیس حصوں سے اس حصہ کے  
 اور چودہ قاسم کے حسب تفصیل مندرجہ بالا ہیں :  
 ہکدا

خان محمد مسداز ۱۲۲۰		
فاطمہ بی	عبدالغزیز	قاسم
$\frac{3}{24}$	$\frac{21}{24}$	بیم وغیرہ
عبدالغزیز مسداز ۳۰ فی لیہ زرا		
فاطمہ	قاسم چپرا و بھائی	بیم وغیرہ
$\frac{4}{21}$	$\frac{17}{21}$	
الاح		
فاطمہ	قاسم	بیم وغیرہ
$\frac{11}{24}$	$\frac{13}{24}$	

مرجیس میں ہے والنس مع الولد میں ہے وھم بعد  
 صاف جزء المیت : ان قال : الاقرب وارث : میں ہے  
 و سوا العمل والعدالت کلام یسقطون : میں ہے و حرہ  
 حصہ میں ہے و ان کال سببہ مباہت و ضرب کال صحیح  
 توفی کل الصحیح الاول والنسب مع مخرج المستبر  
 و انہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ و آلہ و صحبہ

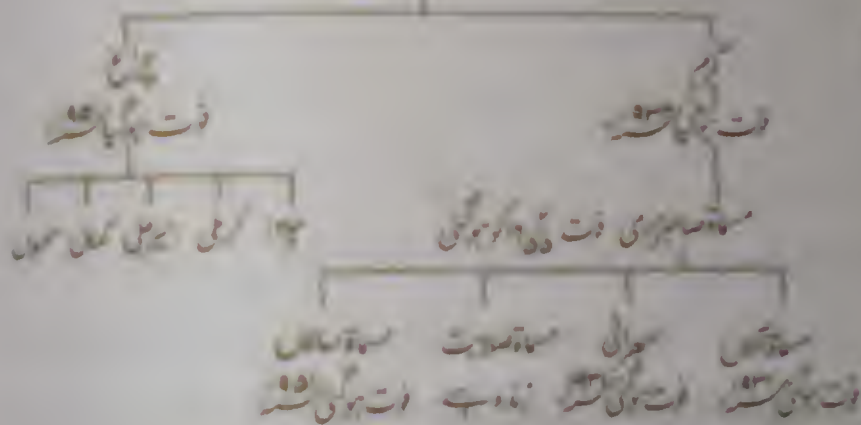


مولا الفقیہ ابو الحسین محمد زکریا العینی رحمہ اللہ  
۲۰۰۰ ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ

# الاستفتاء

شجرہ نسب

نبت



بہ سخی کرم فت بہ قاتل کی تمام زمین ہستال اس کی بی بی سہ ماہی  
کے ہم چہ گدہ بہ قاتل سہ ماہی سہجری وڈا کوہنگی بہ قاتل سہ ماہی سہجری  
نعت بہ سہجری سہجری سہجری سہجری

مائی کوئی سکھ خٹہ واپس بہ سہجری سہجری





یہ جواب کس صورت میں ہے کہ ہمارا صاحبزادی کا حق یہ تھا کہ جہاں وہ چاہے  
 کوئی درہن یا جہاں میں ہا پے کرنی تھی نہ خود نہ یہ حکم نہیں ہے کہ  
 لوٹ اور یہ تو عام دستور ہے جس میں ہے کہ حق و حق و وصیت سے پہلے  
 ترک کے وقت سستی ہو کر تے میں سرخسہ وغیرہ

و الله تعالى اعلم و الله اعلم و الله اعلم و الله اعلم و الله اعلم  
 تعالیٰ عو حسیہ و اللہ و اللہ و اللہ و اللہ و اللہ

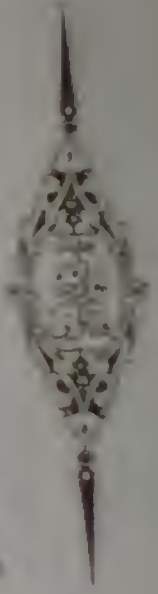
الحق تعالیٰ کی عفو و اللہ و اللہ و اللہ و اللہ و اللہ

۲۰ باب الفوائد

# الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت کے کہ ایک شخص ماہنامہ رسالہ  
 فوت ہو گیا کہ وہ تین حصے ایک ہوتا ہے وہاں بی بی ملکہ کی وہ جگہ میں فوت ہو  
 اور دوسری سہ ماہیہ جو کہ اب فوت ہو چکی ہے جس کے نام ماہنامہ کی زمین تھی سہ ماہیہ فوت  
 دو تریاں ماہتے میں وہاں بی بی سے ایک لڑکی سہ ماہیہ فوت ہو چکی ہے کہ ان  
 بی بی کے نام بہت بستن میں زمین تھی نہ وہ لڑکیوں کے نام نہ وہ میں انوں بی بی  
 وہاں بی بی ایک جہاں بنی و فاسی میں نہ وہ ہے سہ ماہیہ فوت ہو چکی ہے کہ ان کے  
 مستحق نہیں

رسالہ محمدیہ قلم خود از جہاں تحصیل ہوا پالہ ضلع فٹوری ۲ شعبہ علم





تو سمیت کل مال سے پہلے قرضہ پر اکیا جائے گا اور جو بچے وہ وارثوں کا ہے اور ایسے ہی تجزیہ تکفین اور وصیت حسب دستور شرع پہلے پورے کئے جاتے ہیں، بعد میں وارث اپنے حق لیتے ہیں، سراجیہ وغیرہ۔

واللہ تعالیٰ علیم وعلیم جل مجدہ اتم و احکم و صلی  
للہ تعالیٰ علی حبیبہ والہ واصحابہ وبارک وسلم۔

مترجم الغفر ابو الجحیم محمد نور الشانعی غفرلہ  
۲ شعبان المعظم ۱۳۷۲ھ

نوٹ ، سائل کہتے ہیں کہ مانا، بھانا دو بھائی تھے، بھانا پہلے فوت ہو گیا اور اس کی دو لڑکیاں اور کل جائداد انگریزی قانون کے تحت مانا کے نام منتقل ہو گئی، اب مانا کی جائداد سے ان لڑکیوں کو کچھ ملتا ہے یا نہیں؟  
تو شرعاً جواب واضح ہے کہ بھانا کی لڑکیاں بھانا کی دو تنہائی جائداد کی وارث ہیں اور مانا کی ذاتی جائداد کی وارث نہیں۔

ابو الجحیم الراعی غفرلہ  
۲ شعبان المعظم ۱۳۷۲ھ

## الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اندر اس صورت کہ سنی بھانا فوت ہوا اور اس وقت اس کا ایک لڑکا سنی اکبر اور دو لڑکیاں عیجاں اور ہامچاں اور ایک بھائی مانا موجود تھے



و لہذا کانت الثنتین فلمہما الثلثان مما سترک اور حدیث شریف میں ہے  
 فما ابقتہ الفرائض فلا فی رجل ذکر - استدک ۴۴ ص ۸۳، کنز العمال ج ۱ ص ۱۳  
 یہ مسئلہ اکثرین سے ہے، سب کا ایک ایک حصہ بنا اور چونکہ پہلے مسئلہ سے  
 اکبر کے دو حصے تھے اور دو تین پر تقسیم نہیں ہو سکتے تو حسب القواعد تین کو چار میں ضرب دیں  
 بارہ بنائے جائیں گے یعنی بھانا کے ترکہ (زمین) کے بارہ حصے برابر بنائے جائیں گے جن سے  
 عیجاں اور ہاچیاں کو تین تین حصے بھانا باپ کے ترکہ سے آئیں گے اور دو حصے اکبر بھائی  
 کے ترکہ سے تو ان کے مجموعی طور پر پانچ پانچ حصے بن گئے اور مانا کا حق اپنے بھتیجے اکبر کے  
 ترکہ سے صرف دو حصے تھے حسب ذیل (یہ مسئلہ مناسخہ ہے)۔

یہ بھانا مسئلہ از ۴ اور بوجہ وفات اکبر مناسخہ ہوا تو تصحیح از ۱۲

عیجاں	ہاچیاں	مانا
$\frac{۵}{۱۲}$	$\frac{۵}{۱۲}$	$\frac{۲}{۱۲}$

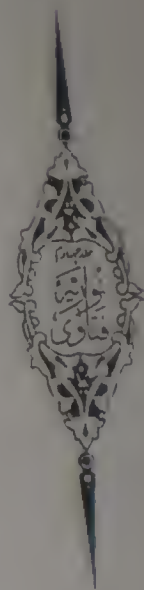
سراجیہ وغیرہ۔

رہا تخریزی و ستور سے اکبر، ہاچیاں، مانا، بختا ور کے نام تمام زمین کا بالتسریع انتقال  
 تو وہ محض ظلم اور غصب تھا اور جب یکے بعد دیگرے وہ سب فوت ہو چکے ہیں اور عیجاں اور  
 ہاچیاں جائز مقرر اور وارث زندہ ہیں تو بھانا کی اراضی کے برابر برابر بارہ حصوں سے دس حصے  
 حسب تفصیل مندرجہ بالا ان کے ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلى اللہ تعالیٰ علی حبیبہ والہ

واصحابہ وبارک وسلم۔

نوٹ: قبل ازیں دوسرے فریق نے صرف مانا کے ترکہ کا سوال کیا اور جب شرعی جواب  
 لکھا گیا تو بھانا کی لڑکیوں کا ذکر کیا اور لڑکے اکبر کا ذکر کیا بلکہ ظاہر یہ کیا کہ اور کوئی وارث نہیں تھا





تو نوٹ کی صورت میں یہ لکھا گیا کہ بھانا کی لڑکیاں بھانا کی جائداد سے روٹیاں کھاتے ہیں۔  
اب اس سائنہ نے ظاہر کیا کہ بھانا کا لڑکا بھی تھا تو اس صورت میں حسب تفصیل مندرجہ بالا کا من  
بڑھ گیا۔ ایسے مسائل میں مسائل بعض دفعہ ایر پھیر سے مفاد حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن  
بھارا کا فرض ہے کہ خوب غور سے کام لیں۔

ضد الفقیر ابو الخیر محمد زوالہ الداعی غفرلہ  
مہر شعبان معطرہ شریح

## الاستفتاء

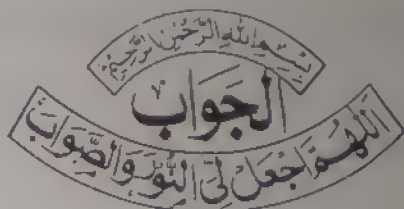
واضح رائے تشریف ہو کہ مسٹے نیاز احمد کی وفات کے بعد جب چھ مہینے گزرے تو  
اس کی بنت امیراں فوت ہو گئی، اب بغیر لڑکی کے اس کے پانچ وارث موجود ہیں، ایک بھائی سردار  
اور دو بہنیں ایک نظراں دوسری سرداراں، ایک عورت الہی سین اور ایک والدہ مہر۔ ترکہ  
کیسے تقسیم کیا جائے؟ بتیو اتوجہ روا۔

مستوفی نیاز احمد لدیل

ایت  
اخخت اخخت بنت زوجہ والدہ  
مردارا سردارا نظراں امیراں الہی سین مہراں  
پدري پدري پدري



اس کی تصدیق کے لئے محمد حیات ولدہ بالاقوم ہمارے دار قلم کے ہمارے  
محمد حیات بقلم خود مستفی محمد اسماعیل بقلم خود



متوفی نیاز احمد کی لڑکی امیراں کا حصہ نصف اور والدہ مہراں کا چھٹا حصہ اور ثروت الہی سین  
کا آٹھواں، باقی سب سردار امجدانی اور سرداراں نظر ان بہنوں کا ہے۔ حسب قواعد یہ مسئلہ ۱۲ سے  
اسکا اور تصحیح ۹۶ سے ہوگی ہکذا :

نیاز احمد مسئلہ از ۲۲ تصحیح از ۹۶

لڑکی امیراں والدہ مہراں زوجہ الہی سین برادر سرداراں بہن سرداراں نظر ان

۴۸ ۱۶ ۱۲ ۱۰ ۵ ۵

پھر جب امیراں فوت ہوئی تو اس کے وارث صرف اسکی ماں الہی سین اور چچا سرداراں بہن ماں کا  
تیرہ حصہ باقی سب چچا کا۔ اس کا مسئلہ ۲ سے ہی صحیح ہے ہکذا :

امیراں مسئلہ از ۳

والدہ الہی سین چچا سرداراں

درچونکہ میراں کا کل مال ۴۸ حصہ ہے تو اس کا قیر احمد ۱۸ حصہ و چوبیس حصہ و سبب ۱۸ حصہ  
 مال کے کل حصے مع سابقہ ۲۸ حصے اور سزا کے مع سابقہ ۴۲ حصے تو بھوں کی ریاست  
 نیاز احمد ۹۶ حصے مع اناسخ

یت والدہ مہراں بیوی الہی سین بھائی سزا بہن سزا سزا

۱۶ ۲۸ ۴۲ ۵ ۵

کذا فی السراجیۃ وغیرہا۔

واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و حکمہ صل

اللہ تعالیٰ علی حبیبہ و آلہ و صحبہ و بارک و سلم۔

مترجمہ الفقیر البرکات محمد نور علی غفرلہ

۱۶ جمادی الاول ۱۳۵۰

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اندر اس مسئلہ کہ جس شخص نے فوت ہو

اس کے فوت ہونے کے وقت اس کی والدہ مسماہ ساماں ایک بیوی مسماہ کرم بھری، ایک لڑکے مسماہ خورشید، تین حقیقی بہنیں مسماہ مریم، سلوں، جنت موجود تھیں اور اس کا کوئی لڑکا اور بھائی نہیں ور بعد از چھ ماہ اس کی والدہ ساماں بھی فوت ہو گئی، اب اس کا ترکہ کس طرح تقسیم کیا جائے اس پر کوئی قرض نہیں اور نہ ہی اس نے کوئی وصیت کی ہے۔

نوٹ: مسماہ ساماں کے حقیقی بھتیجے اور تین لڑکیاں جنت وغیرہ موجود ہیں۔  
مستفتی: سائے علاول بھٹہ

ساکن رشتہ کھنہ نزدیکیاں پور



اگر سوال صحیح ہے تو سائے شیخ محمد کے کفن و دفن سے بچے ہوئے کل ترکہ کا چھٹا حصہ والدہ کا ہے اور اٹھواں حصہ بیوی کا اور آدھا لڑکی کا باقی سب تین بہنوں کا ہے حسب القواعد (اصل مسئلہ ۲۴ سے اور تصحیح ۲ سے ہے یعنی کل ترکہ کے ۲ حصے برابر بنا کر حسب تفصیل ذیل دئے جائیں)

شیخ محمد مسدّد زمّت ۲

والدہ ساماں بیوی کریم بھری لڑکی خورشید بہن مریم بہن سوں بہن جنت

$\frac{12}{42}$   $\frac{9}{42}$   $\frac{36}{42}$   $\frac{5}{42}$   $\frac{5}{42}$   $\frac{5}{42}$

پہر جب سماء ساماں والدہ فوت ہوئی تو اس کے کفن فن وغیرہ سے بچے ہوئے گل بڑکے کی  
دوہٹائی تھی اس کی تینوں لڑکیوں کے میں اور باقی تیسرا حصہ بھتیجیوں کا ہے۔ سر بی بی بے  
السدس مع الولد، والضمن مع الولد، النصف للوحدة، ولبن لساؤ  
مع البنات، والثلثان للثنتين فصاعدا، ثم بنوهم۔

واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ جل مجدہ تتم حکم وصلی اللہ

تعالیٰ علی حبیبہ والہ واصحابہ وبارک وسلم۔

حضرت انصاریہ لکھنویہ رحمۃ اللہ علیہ

دار تہذیب لکھنویہ

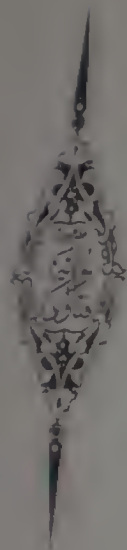
یہ اہل سکتین سے آئے گا۔

ساماں مسدّد زمّت

بھتیجی

۳ لڑکیاں

اور اس کی تعجب اس لئے نہیں کی گئی کہ بھتیجیوں کی تعداد کم کر نہیں۔





بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

# الجواب

اَللّٰهُمَّ جَعَلْ لِّیْ اَنْتَ وَوَصُوْبِ

حسب بیان سائیں علاول خان وغیرہ متوفی احمد خاں کے ورثہ اس کا ایک حصہ  
محمد امین خاں، دولڑکیاں فجاں بی بی، رجاں بی بی اور والدہ صاحبہ بی بی، دو بیٹیاں روشن بی بی  
اور صاحبزادی بوقت وفات احمد خاں زندہ تھے، بعد ازاں محمد امین خاں بچپن میں ہی فوت ہوا  
اس وقت روشن بی بی مذکورہ اسکی والدہ اور فجاں بی بی، رجاں بی بی نہیں درندول خان نے خاں  
سجاد خان پسران ماہی خاں محمد امین خاں کے پردادے صاحبے خاں کے پوتے جو اس کے دے  
کے تھے بھتیجے تھے، موجود تھے پھر روشن بی بی فوت ہوئی اور اسکی دونوں لڑکیاں فجاں بی بی رجاں  
بی بی اور ایک بھائی علاول خاں مذکور تھے۔ صاحبہ بی بی والدہ احمد خاں قس از وفات روشن بی بی  
فوت ہوئی اور اس کی دو پوتیاں فجاں بی بی، رجاں بی بی اور کچھ بھتیجے وغیرہ زندہ تھے یا کسی خاں  
مند خان وغیرہ پسران صاحبے خاں محمد امین خاں کی وفات سے پہلے فوت ہو چکے تھے تو دریافت کیا  
کہ اس صورت میں مذکورہ بالا ورثہ کے کیا کیا حصے آتے ہیں۔ جو شجرہ نسب منسلک بیوں میں  
دیکھیں تو متوفی احمد خاں کی والدہ کا چھٹا حصہ اور دونوں بیویوں کا آٹھواں حصہ باقی حسب  
دستور لڑکے اور لڑکیوں کا۔ یہ سلسلہ ۲۴ سے آئے گا اور صحیح ۹۶ سے ہے حسب ذیل،

سہ فجاں بی بی روشن بی بی سے قبل فوت ہو چکی تھی۔ یہ علاول خاں نے صحیح بیان دیا ہے۔

صنف سدا از ۲۴ تصحیح از ۹۶ جوئی تقسیمات کے لئے حسب القواعد ۸۶۴ بن گئے  
والدہ صبا بی بی بیرونی روشن بی بی بیرونی صبا بی بی بیرونی صبا بی بی بیرونی  
۱۶ ۶ ۶ ۳۲ ۱۶ ۱۶  
۱۳۴ ۵۴۰ ۵۴۰ ۳۰۶۰ ۱۵۳۰ ۱۵۳۰

در متوفی محمد امین خاں کی والدہ کا چھٹا حصہ اور بہنوں کا تیسرا تیسرا حصہ اور باقی علاول خاں وغیرہ  
پر ان باہمی خاں کا جو زندہ تھے۔ یہ سدا ۶ سے آئے گا اور تصحیح ۱۸ سے ہوگی مگر حسب القواعد ۸۶۴ سے  
محمد امین کا حصہ لے کر تقسیم صحیح ہوگی، حسب ذیل :

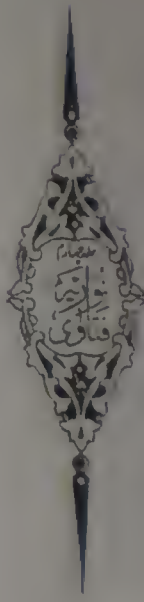
یہ محمد امین خاں سدا از ۱۸ تصحیح از ۱۸ اور والد کی وراثت سے اس کے مافی الید ۳۰۶۰ تھے۔  
والدہ بہن بہن پردہ سے کا پوتا پردہ سے کا پوتا پردہ سے کا پوتا  
روشن بی بی فجاں بی بی رجاں بی بی علاول خاں انور خاں سجاد خاں  
۵۰ ۱۰۲۰ ۱۰۲۰ ۱۴۰ ۱۴۰ ۱۴۰

بعدہ صبا بی بی کی دونوں پوتیوں کا تیسرا تیسرا حصہ اور باقی بھتیجے وغیرہ کا سدا ۳ سے آئیگا  
حسب ذیل :

صبا بی بی سدا از ۳ اور اس کے قبضے میں ۴۴۰ تھے  
پوتی فجاں بی بی پوتی رجاں بی بی بھتیجے وغیرہ  
۴۸۰ ۴۸۰ ۴۸۰

اور جب فجاں بی بی فوت ہوئی تو اس کا سدا ردیہ از ۵ ہے، ۲ حصے اس کی والدہ روشن بی بی کے  
اور تین حصے اس کی بہن رجاں بی بی کے اور اس کے پاس مافی الید ۳۰۳ تھے حسب ذیل :-

یہ فجاں بی بی سدا از ۵ مافی الید ۳۰۳  
والدہ روشن بی بی بہن رجاں بی بی  
۱۲۱۲ ۱۸۱۸





آخر میں جب روشن بی بی فوت ہوئی تو اس کے مال سے نصف اس کے مال  
 رجاں بی بی کا اور باقی نصف اس کے بھائی مدلول خاں کا ہے اور کل اس کے مال یہ ہیں  
 حسب ذیل :

روشن بی بی مسئلہ ۲ مالی ای ۲۲۲	
لڑکی	برادر حقیقی
رجاں بی بی	مدلول خاں
۱۱۳۱	۱۱۳۱

اب حسب بیان سائلین جو زندہ در ثار ہیں ان کے حصص یوں ہیں :

الاحیہ					زنده در ثار
رجاں بی بی	صاحبزادی	مدلول خاں	انور خاں	سجاد خاں	مصاب کے بھتیجے و بیٹے
ازور اشت والد	ازور اشت خاوند	ازور اشت محمد خاں	ازور اشت محمد خاں	ازور اشت محمد خاں	ازور اشت محمد خاں
۱۵۳۰		بھتیجا	بھتیجا	بھتیجا	
ازور اشت بھائی		۱۴۰			
۱۰۲۰		ازور اشت			
ازور اشت دای		سہمشیر روشن بی بی			
۴۸۰		۱۱۳۱			
ازور اشت ہمشیر					
۱۸۱۸					
ازور اشت والدہ					
۱۱۳۱					
۵۹۰	۵۴۰	۱۳۰۱	۱۴۰	۱۴۰	۴۸۰

مرتد ہو چکا ہے مثلاً عیسائی وغیرہن چکا ہے تو وہ حصہ وراثت نہیں پاسکتا اور محروم رہتا ہے  
تو اگر ان مذکورہ بالا میں سے کوئی ایسا ہو تو محروم رہے گا اور دوسرے اس کے ہم درجہ  
کے حصے بھی بدل جائیں گے کذا فی السراجیۃ وغیرہا۔

واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتمہ واحکم و صلی  
اللہ تعالیٰ علی حبیبہ والہ واصحابہ وبارک وسلم۔

حقہ الفقیر البواخیر محمد نور اللہ العباسی رحمہ اللہ

۸ رمزی العقدہ المبارکہ ۸۸۸ھ

بروز اتوار

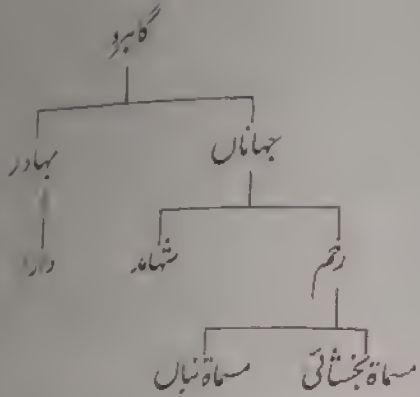
## الاستفتاء

بجنوب جناب حضرت مولانا ابوالخیر محمد نور اللہ صاحب نعمتی رحمہ اللہ العلوم خفیفہ فیہ بصیرۃ شریعت منکرہ  
درخواست برادر یافت حکم شرع نسبت تقسیم جائیداد منقولہ بصورت ذیل

جناب عالی !

ما : یہ کہ تسمین بہادر، جہانناں پسران گہر و حقے، بہادر کا ایک لڑکا سٹے دار انامی ہے اور جہانناں  
کے وہ لڑکے مستیان رحم و شہادہ تھے۔





۲ : یہ کہ رحم مذکور شادی شدہ تھا اور اس کے نطفہ سے دو لڑکیاں مسماۃ بخشتائی و مسماۃ نبال تھیں جو کہ ان دو لڑکیوں اور اپنی بیوی کو تقویاً آٹھ راس بکریاں چھوڑ کر فوت ہو گیا اس وقت اس کا بھائی شہادہ کنوارہ تھا مگر اپنے بھائی متوفی سے علیحدہ تھا۔

۳ : یہ کہ رحم کے فوت ہو جانے کے بعد شہادہ مذکور نے اپنی بیوہ بھانجی کا نکاح کر لیا۔ بھتیجی اور جائیداد منقولہ کو بھی حاصل کر لیا اور کچھ عرصہ بعد خود بھی فوت ہو گیا۔ اس کے پتی کوئی اولاد نہ ہوئی۔ جائیداد میں پچانوے راس بھیر و بکری چھوڑ کر فوت ہو جس میں رحم متوفی کی مذکورہ بکریاں اور ان کے بچے جن کی تعداد کا علم نہیں شامل ہیں۔

۴ : شہادہ کی وفات سے پہلے اس کی بیوی جو کہ لڑکیوں کی والدہ تھی دو بھی فوت ہو چکی تھی۔ اب شہادہ کی وفات پر تین بچیوں کو معہ جملہ جائیداد مذکورہ ان کے نانکے اپنے پاس لے گئے اور وہ مع جائیداد اپنے حقیقی نانا دوسا کے پاس ہیں اور ان کی نانی ان کی من و زبیر سے پہلے فوت ہو چکی تھی۔

۵ : یہ کہ اب دار اند کو جو کہ مسماۃ بخشتائی و مسماۃ نبال بہتر ان رحم متوفی کا رشتہ میں تالیف ہے اور ایک جدی ہے۔ جائیداد مذکورہ دو لڑکیاں مذکورال کی واپسی کا مطالبہ کر رہا ہے۔

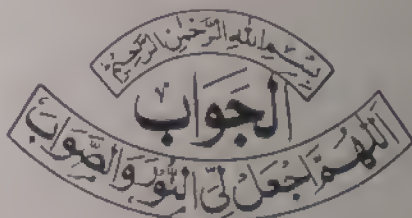
دونوں لڑکیاں نابالغ ہیں۔

بذریعہ درخواست ہذا متسبب ہوں کہ اندر کی حالات مذکورہ جائیداد اور لڑکیوں پر مسمیٰ دار اندک اور لڑکیوں کے نام مسمیٰ دوسرے مذکور کا کہاں تک حق ہے؟ واضح فرمایا جاوے  
حضور کی عین نوازش ہوگی۔

نوٹ: مسمیٰ بہادر رحم سے پہلے فوت ہو چکا تھا اور رحم اور شہادہ کی کوئی بہن نہیں تھی۔

المرقوم ۹ جون ۱۹۵۹ء

سائل، فلک شیر ولد محمد قوم ہریکی وٹو ساکن ہریکی نو آباد تحصیل سیالپور ضلع مظفر  
نشان انگٹھ سائل مذکور



مسمیٰ رحم کے وارث اس کی دو لڑکیاں اور ایک بیوی اور ایک بھائی شہادہ تھے  
اور دار رحم کا وارث نہیں تھا اور وارثوں کے حصے رحم کے ترکہ میں حسب ذیل تھے، دونوں  
لڑکیاں  $\frac{1}{2}$  اور بیوی  $\frac{1}{4}$  اور بھائی سب بچہ حسب و زیاں فوت ہوئی تو اس کے وارث اس کی  
دونوں لڑکیاں اور اس کا باپ اور دوسرا خاوند شہادہ تھے لڑکیوں کے  $\frac{2}{3}$  اور باپ کا  $\frac{1}{3}$  اور خاوند  
کا  $\frac{1}{2}$  اور دارا کا کوئی حق نہیں تھا تو سماء و زیاں کے فوت ہونے پر مسمیٰ رحم کی چھوڑی ہوئی  
کل جائیداد کے حصے و بقدر حسب ذیل تھے حسب قواعد اسکی کل جائیداد کے  $\frac{3}{4}$  حصے

## مستی رحم بعد از اسکس کی بیوقوفی

بخشائی بناب دختران رحم اور وزیران دوسالہ وزیریں شہادہ برحق کی بیوقوفی

$\frac{116}{312}$	$\frac{116}{312}$	$\frac{42}{312}$	$\frac{4}{312}$
-------------------	-------------------	------------------	-----------------

سماء بخشائی اور بناب تہنیم بچیوں کے یہ ۱۱۶ اور ۱۱۶ کل ۲۳۲ حصے خالص ان دونوں کا حق ہے اس میں سے کوئی نما یا چچا ایک پیسہ بھی اپنے لئے نہیں لے سکتا اور دوسرے چھ حصے بھی اسی کا حق ہیں اور شہادہ کے یہ ۴۷ حصے جو رحم کی جائداد سے اسے ملے اور اس کی دوسری کل جائداد منقولہ اور غیر منقولہ ان سب کا وارث بعد از وفاتش دارا ولد بہادر بنا۔ شہادہ کے ترکہ سے بخشائی اور بناب بختیجیوں کو کچھ نہیں ملے گا (کسافی السراجیہ وغیرہا)۔

جب یہ سب حق واضح ہوئے تو معلوم ہوا کہ دارا ولد کو شہادہ کے کل ترکہ جس میں رحم کی جائداد سے ۴۷ حصے بھی شامل ہیں، کا حقدار ہے اور اپنے اس حق کی واپس کا مطالبہ کر سکتا ہے مگر لڑکیوں کی واپسی کا مطالبہ نہیں کر سکتا کہ وہ لڑکیوں کی پرورش نہیں کر سکتا بلکہ یہ دوسرا نانا کا ہی حق ہے ہر ایف فتح القدیر۔ غنایہ ج ۲ ص ۱۸۷، شرح الوقایہ ج ۲ ص ۱۶۹۔ تبیین الحقائق، تہذیب ج ۳ ص ۴۸، ملتقی البحر، مجمع الزہر، در المستفی ج ۱ ص ۴۸۲، بحر الرائق ج ۲ ص ۱۶۹، شامی ج ۲ ص ۸۷۹، عقود الدریہ ج ۱ ص ۶۲، ہندیہ ج ۲ ص ۱۴۱ میں ہے والسطم منها والمصغیر لا تدفع الیہم۔ یعنی چھوٹی بچی غیر محرم عصبات جیسے چوں کے لٹکے کے پر لڑکی جائے نیز فتاویٰ عالمگیری کے اسی صفحہ میں ہے لاحق لغیر المحرم فی حضانتہ الجاریۃ یعنی غیر محرم کے لئے لڑکی کی پرورش میں کوئی حق نہیں۔

فتاویٰ قاضیخان ص ۱۹۲ میں ہے لاحق لابن العماد حصد الحاد

عنہ ونحوہ فی البدائع ج ۲ ص ۲۳ ونحوہ وان کان حارہ فلا تسول الیہا

محرم منها لانہ بجور لہ نکاحا فلا یؤمن علیہا۔ سعید

حقوق لایہ ج ۲ ص ۶۲ میں ہے لاحیو از سیر العمد و انفع الحال فی کمال العباد  
 شامی ۲ ص ۸۷۹ میں ہے فاحیو از سیر العمد فی الحجاب مطبوعہ  
 اس ب کا ص ۱ کہ عجب کا کار و کوشش نہیں کر سکتا کہ غیر محرم سے خواب کے  
 چپے کا رکھا اور وہ بہار کیونکر پرورش کر سکتا ہے کہ وہ بھی غیر محرم سے ورنہ دو کا دشت بہار  
 ورنہ چو کہ محرم سے تو پرورش کر سکتا ہے شامی ۲ ص ۸۷۹ حقوق لایہ ج ۲ ص ۶۲ میں ہے  
 والنص ص ۱۰۰ لخصت لندہ رحمہ ربہ رحمہ ص ۱۰۰ موت ملک میں  
 نالے با حق ہے کہ وہ یہ اس کا ب جو محرم ہے

حاصل یہ کہ ہر حرکتیں کا محرم ہے اور کس کے ساتھ کس کا ہے نہ کس  
 کی پرورش کا حق نہیں رکھتا و نانا محرم سے ورنہ نالے سے قرب کئی و محرم سے نہ تو کماں  
 حقد اب ہڈیوں کی کے پاس ہیں

والله تعالیٰ اعلم و علمہ محمد و آئمہ و حجتہ و صلواتہ

معنی علی حسد و التی و صحت و ہرک و حسد

محمد ختمہ ہر غیر محمدی نہ سدا فیہی غفرلہ

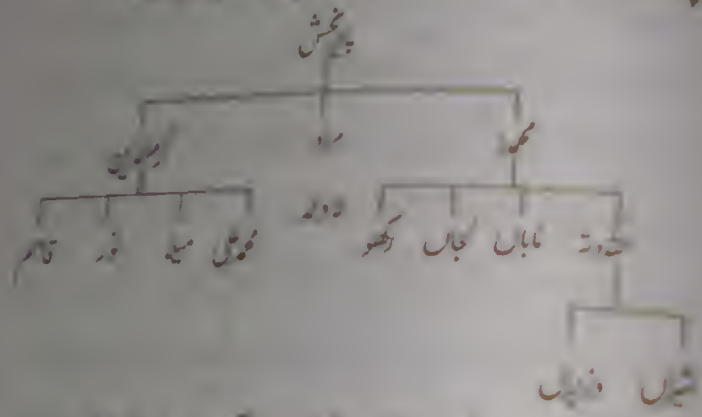
و ای الہ مبارک شہید ہر ہر



## الاستفتاء

مسئلہ اول: جب فوت ہو اس وقت تکلیفی بیوی ان بخت اور جنتی نہیں  
 ہیں اور کھانا دینا اور بھائی بھائی کا کھانا دینا اور قادم و دو لڑکیاں ماہ لڑکیاں اور بھائی

سے بعد اس کی لڑکی بشری فوت ہوئی اور محمد علی کی فوت ہوئی اس کے بعد  
 کس طرح تقسیم ہوگی؟ نیز اس کی ایک بہن بابا بھی تھی جو اس سے فوت ہوئی اور اس کے  
 چچا محمد علی بھی اس سے پہلے فوت ہو چکا تھا۔ شجرہ نسب حسب ذیل ہے۔



اس کی خوشی محمد علی کے پاس ہے جس کی یہ ساری چیزیں



اشارہ دے کر کہ سے راج نحت میوی کا کھنڈ حصہ ہے اور اس کی لڑکیوں کیلئے  
 دو تہائی اور باقی سب دونوں بہنوں کا ہے۔ دھچا زاد بھائیوں کے لئے ان دتہ کے ذکر میں  
 کوئی حصہ نہیں۔ پھر جب لڑکی بشری فوت ہوئی تو اس کے وارث اس کی ماں اور اس کی بہن  
 اور میا، نور، قاسم جو اس کے والد کے چچا زاد ہیں ان کا تیسرا حصہ اس کا نصف وارث



تینوں چچوں کا حق ہے۔

بعد ازاں جب دوسری لڑکی وزیراں بھی فوت ہوئی تو اس کے وارث سبکی  
 ماں راج بخت اور میاں نور، قاسم چچے ہیں، ماں کا تیسرا حصہ سہا اور باقی سب چچوں کا ہے  
 تو حسب القواعد دہ کے ترکہ کے کل حصے چار سو تیس گنیں گے جن میں سے ان بخت  
 ایک صد چوتھے حصے ملیں گے و رسما نہاں اور رکھو کو پینا تیس پینا تیس حصے اور میاں نور  
 قاسم کو چھپن چھپن حصے ملیں گے رسما راج بخت، اللہ دہ خونا اور بشیراں وزیراں کیوں  
 وارث ہے لہذا اس کا حق تین طرح ثابت ہو گیا اور نہاں کھوٹ اپنے عیال کے وارث  
 وارث میں تو ان کا حق ایک ایک مرتبہ ہے و رسمیاں سہا، نور، قاسم رسما راج بخت و وزیراں  
 دونوں کے وارث ہیں جن کے لئے دو دو مرتبہ حق ثابت ہوا ہے لہذا مناسبہ کا ہے۔ تو اب  
 مراجعہ وغیرہ سے ہے جو مذہب حنفی کی معتبر کتابیں ہیں تقسیم کی صورت حسب القواعد مذہب  
 ذیل ہے:

اللہ دہ مسکذا ۴۴ فصیح ۴۴ بعد ازاں بشیراں فوت ہوئی تو اس کا مسکذا فصیح ۴۴ اور جب حسب قاعدہ  
 ۴۴ سے ضرب کی گئی تو ۴۴۲۲ ہوئے پھر جب وزیراں فوت ہوئی تو اس کا مسکذا فصیح ۴۴۲۲  
 رسما راج بخت بیوہ سہا نہاں شادی ہن رکھو اللہ دہ کی بن میاں نور قاسم اللہ دہ کے چچا اور نہاں

۱۵۴	۴۵	۴۵	۵۶	۵۶	۵۶
۴۳۲	۴۳۲	۴۳۲	۴۳۲	۴۳۲	۴۳۲

نوٹ: وارث دو ہوتا ہے جو بوقت وفات میت زندہ ہوا لہذا رسما نہاں، میاں نور اور لکھن  
 وارث نہیں

نوٹ: میت کے کفن دفن کے اخراجات اور لونی مگر قرض ہو تو اس کا لکھنے  
 کے بعد وارثوں کا حق بنتا ہے لونی مگر میت کے وصیت کی ہو تو ایک تہائی تک پوری کہنے



کے بعد جو مال بچے اس میں وارثوں کے حصے ہوا کرتے ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلى اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ و آلہ

و صحبہ و بارک و سلم

عز و اختیاریہ الخیرات الخیرات الخیرات

و مغفرت علیٰ عاصی ۱۰۰۰

## الاستفتاء

کیا فوات میں عدا وین مذکور سے منہ جانویں میں فوت ہو کر  
اس کو کوئی ہکایا بانی نہیں تھا اور ایک بن بنی رانی تھی جو پیسے فوت ہو چکی تھی اور بن بھی  
پیسے فوت ہو چکے تھے ہاں منہ کے حقیقی دو چھوٹ گن اور گنا کے ٹکے مسین کر مہر و سندہ جو  
تھے اور اب بھی ہیں اور باقی دو چھوٹ ہمارے ورجن کے ٹکے سب فوت ہو چکے تھے ہاں ان کے  
پت سلطان وغیرہ زندہ تھے اور اب بھی ہیں تو عزیز قنون کے مطابق منہ کی گنا جہاں رکا  
انتقال اس کی بیوہ جنہاں کے نام ہو گیا اور پھر جنہاں کے فوت ہونے پر اس کی مرنی عمری  
کے نام انتقال ہو گیا بس سماء عمری بھی فوت ہو گئی ہے و سندہ اس کی بھی کوئی و سندہ ہیں  
خانہ سے محبت موجود ہے اور باپ کے ٹکے کر مہر و سندہ اور چھوٹ کے پت سلطان وغیرہ  
بھی موجود ہیں نیز جنہاں فوت ہوئی تھی تو اس کی صرف ایک مرنی عمری و ایک بھائی گراوا  
ایک بہن سیانی موجود تھے۔ شجرہ نسب حسب ذیل ہے



اور سلطان وغیرہ جو چچوں کے پوتے ہیں وہ چچا زاد بھائیوں کی موجودگی میں مصالحت نہیں  
اور وارث نہیں۔ بعد ازاں جب جنڈاں فوت ہوئی تو اس کے وارث اس کی رکن مری  
کریم بھائی اور سیانی بہن ہے، لڑکی کا نصف، اور باقی نصف کی دو تہائی جان، اور ایک تہائی  
بہن کا حق ہے پھر جب سماء ٹھری فوت ہوئی تو اس کے وارث اس کا خاوند محبت اور  
کریم اور اللہ دتہ باپ کے چچا زاد مصالحت قریب ہیں۔ خاوند کا نصف اور باقی کریم و اللہ دتہ  
کا بھٹہ مساوی ہے اور حسب القواعد یہ مسئلہ ۱۹۲ سے آئے گا یعنی سب سے مناسبت جائے  
کے کل ۱۹۲ حصص مساوی بنانے سے تقسیم صحیح ہوگی حسب ذیل :-

پہلے لانا فوت ہوا تو مسئلہ از ۸ تصحیح از ۱۶ پھر جنڈاں فوت ہوئی تو مسئلہ از تصحیح از ۴۲  
پھر ٹھری فوت ہوئی تو مسئلہ از ۴۲ اور تصحیح از ۹۲

کریم	اللہ دتہ	سیانی	محبت	سلطان وغیرہ
$\frac{۱}{۱۹۲}$	$\frac{۶۳}{۱۹۲}$	$\frac{۳۲}{۱۹۲}$	$\frac{۵۲}{۱۹۲}$	مردم

کما فی السراجیۃ وغیرہا حسب احکام القرآن لکریم و الاحادیث  
الشریفة۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلى الله تعالى على حبيبہ والہ و

اصحابہ وبارک وسلم۔

ضو الفقیر البرا کھیر نور التمدین غفرلہ

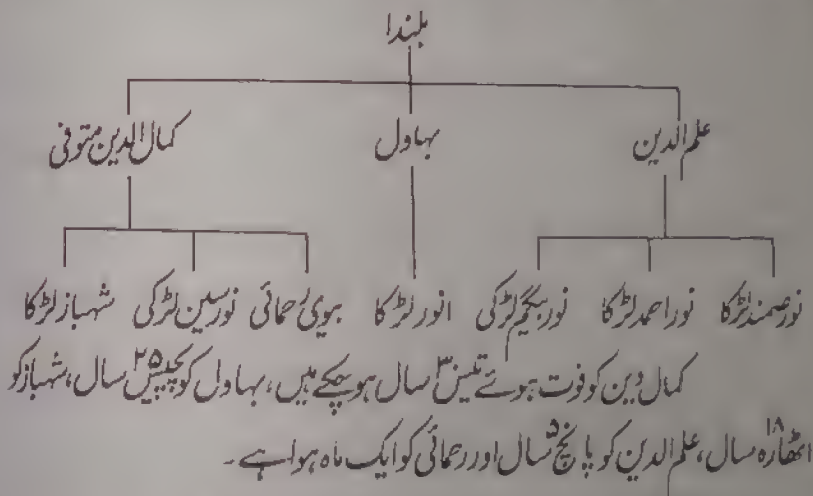
۲۸ ماہ رمضان المبارک ۱۳۷۱ھ

مطابق ۱۰ مئی ۱۹۵۰ء

# الاستفتاء

باسمہ بھانہ و تعالیٰ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اندر یہ مسئلہ کہ کمال الدین متوفی کی جائیداد کو کس طرح تقسیم کیا جائے گا جب وہ فوت ہوا تو اس کا ایک لڑکا شہباز، ایک لڑکی نورسین، بیوی مسماۃ رحمانی، دو بھائی بہاول و علم الدین چھوڑ کر فوت ہوا۔ اس کے بعد اس کا بھائی بہاول فوت ہو گیا اور ایک لڑکا نور چھوڑ گیا۔ اس کے بعد شہباز فوت ہو گیا اور ماں رحمانی، بہن نورسین، چچا علم الدین اور چچا زاد بھائی نور چھوڑ گیا۔ اس کے بعد علم الدین دو لڑکے نور محمد، نور احمد اور ایک لڑکی نور بیگم چھوڑ کر فوت ہو گیا، اس کے بعد رحمانی فوت ہو گئی ہے بشجرۂ نسب حسب ذیل ہے :-

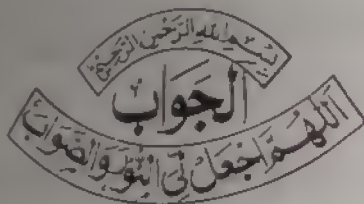


نوٹ: سال نور محمد نے زبانی بیان کیا کہ متوفی شہباز شادی شدہ نہیں تھا اور مسماۃ رحمانی کا صرف ایک بھائی اور ایک بہن سوتیلے میں یعنی اس کے باپ کے ہیں اور اس نے کسی اور سے



بیجا نہیں کیا۔ بیینواتوجبر وا۔

استفتی: العبد یغیرہ برل غفران الذین کما بر الذین  
نشان کوٹھانورمند



پسند مناسخ کا ہے یعنی تقسیم سے پہلے ہی ورثہ کیے بعد دیگر سے فوت ہو گئے تو  
حسب القواعد اس کی تصحیح سات سو بیس سے ہوگی۔ متوفی اول کس دین کی جائیداد کے ساتھ  
بیس حصوں سے اس کی بیوی کا آٹھواں حصہ  $\frac{1}{10}$  اور باقی کی دو تہائی  $\frac{2}{3}$  لڑکے کے اور  
ایک تہائی  $\frac{1}{3}$  لڑکی کے ہیں۔ بعد ازاں شہباز فوت ہوا تو اس کے پاس اپنے باپ  
کی جائیداد سے شرعاً  $\frac{2}{3}$  تھے تو اس کی ماں کا تیسرا حصہ  $\frac{1}{3}$  اور بہن کا نصف  $\frac{1}{2}$  اور باقی کس  
 $\frac{1}{6}$  چچا علم الدین کے ہیں۔ بعد ازاں رحمانی فوت ہوئی تو اس کے پاس اس جائیداد سے خاوند  
اور لڑکے کی وراثت سے کل  $\frac{2}{3}$  تھے تو اس کی لڑکی کا نصف  $\frac{1}{2}$  اور باقی اس کے سوتیلے  
بہن اور بھائی کا ہے، بھائی کے دو حصے اور بہن کا ایک حصہ ہے اور جب علم الدین فوت ہو  
تو اس کے پاس اس جائیداد سے  $\frac{1}{6}$  تھے جو اس کے دو لڑکوں اور ایک لڑکی کا حق ہے لڑکی  
لڑکے کو  $\frac{2}{3}$  اور لڑکی کو  $\frac{1}{3}$  ملیں گے حسب ذیل :-



تصحيح رسالت صديہ

جگہ اور سن ارمائی کے بھائی بن نور محمد، نور احمد، نور سید

۱۲/۶۲۰ ۲۸/۶۲۰ ۲۸/۶۲۰

۱۵/۶۲۰ ۵۳۵/۶۲۰

نور محمد سے محمد ہے اس کا باپ بھاول شہباز سے پہلے فوت

ہو گیا تھا۔ مصلحت یہ تھی کہ اس کا

والدہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ والہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

نوٹ: سائل نے کی بار دریافت کرنے کے باوجود بھی بعد میں جا کر بتایا کہ مسماہ رحمانی

سے بن بھائی بھی ہیں لہذا ان دونوں کے حصے شتر کہ لکھے ہیں۔ اگر ان کے الگ الگ حصے

حصے مقرر نہ ہوں تو تین کوسات صدیس میں ضرب دے کر حصے بنا لئے جائیں تو

کل وہ بڑا حصہ ساٹھ حصے بنیں گے جن میں سے رحمانی کے حصے تین صد پنیا تیس ہونگے

اور اس کے بھائی جگہ کے ۲۳/۱۱۹ اور جن سنی کے ۱۱۹/۱۱۹ بنیں گے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

حدیث الغفر البواکیر محمد نور النعمانی غفرلہ

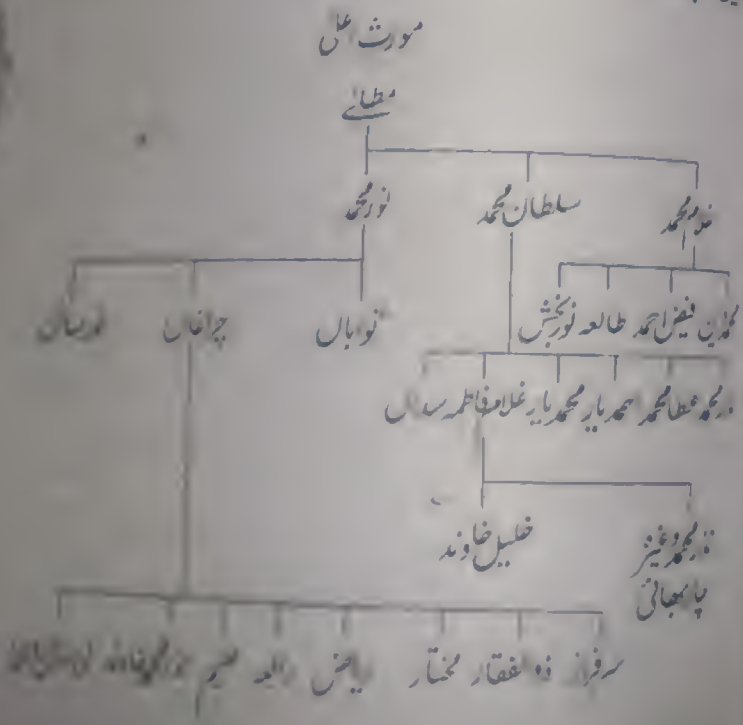
۲۱ ماہ رمضان المبارک ۱۳۹۳ھ ۱۸-۱۶۲

الاستفتاء

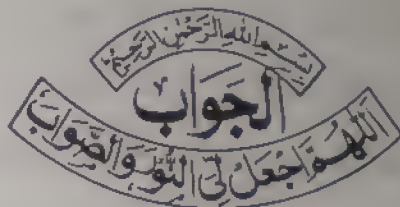
یہ فرماتے ہیں ملا سہ دین و غنیان شیعہ متین اندر میں مسئلہ کہ مستی نور محمد ولد



علی فوت ہوا اس کی ایک بیوی اور دو لڑکیاں اور دو بیٹے تھے۔ ایک بیٹے کا نام محمد فخر تھا۔ اس کے دو لڑکے ایک لڑکی تھے۔ ایک بیٹے کا نام محمد مستوفی کی لڑکی دواں فوت ہوئی جس کی ایک بیوی اور دو لڑکیاں تھیں۔ سلطان محمد براء در نور محمد فوت ہوا۔ اس کے چار لڑکے اور ایک بیوی تھیں۔ بعد ازاں اس کی بیوی سداں، چار لڑکے اور ایک بیوی تھیں۔ بعد ازاں اس کی لڑکی غلام فاطمہ، چار بیٹیاں اور خاندان چھوڑ کر فوت ہوئی۔ اس کی بیوی نے ایک بیٹے اور ایک لڑکی چھوڑ کر فوت ہوئی۔ اس کے دو بیٹے تھے۔ ایک فوت ہوئی، اس کی والدہ اور خاندان سے انھیں دو لڑکے، چار بیٹیاں اور دو بیٹے تھے۔



تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ متونی نور محمد کا ترکہ شجرہ مندرجہ بالا کے موجود افراد  
میں کس طرح تقسیم کیا جائے۔ بینوا توجہ و  
السلامت، نذر محمد ولد سلطان محمد کے موضوع بلا رو کا خانہ کلیاۃً تحصیل پاکستان شریف سے سبیل  
دستخط جروف اردو نذر محمد ۲۴/۲



نور محمد کی لڑکیاں نواباں اور چراغاں دوستانی کی مالک تھیں اور نور سائن ۱۶ ہجرت  
کی اور باقی غلام محمد و سلطان محمد بھائیوں کا تھا حسب ذیل :

نور محمد سہ از ۲۴ تصحیح از ۲۸

نور سائن بیوی	چراغاں	نواباں لڑکیاں	غلام محمد	سلطان محمد
۶	۱۶	۱۶	۵	۵

بعد ازاں غلام محمد فوت ہوا تو اس کی بیوی کا ۱/۵ حصہ اور باقی لڑکی کا ایک حصہ اور لڑکوں کے  
دو دوسرے حصے حسب ذیل :

غلام محمد سہ از ۸ تصحیح از ۲۰

نور بخش بیوی	محمد دین	فیض احمد لڑکے	طلالہ لڑکی
۵	۱۳	۱۳	۷

بعد ازاں مسماۃ نواباں فوت ہوئی تو اس کی ماں کے لئے ۱۰ روپے عمارت کا نصف مقرر  
 سلطان محمد چچا کا حق تھا حسب ذیل :

نواباں مسئلہ تصحیح از ۶

نوربان والدہ ۲  
 چلغاں بہن ۳  
 سلطان محمد چچا

بعد ازاں سلطان محمد فوت ہوا تو اس کی بیوی کا حق آٹھوں حصہ اور باقی سنی کی یک حصہ  
 اور چار لڑکوں کے دو دو حصے حسب ذیل :

سلطان محمد مسئلہ از ۸ تصحیح از ۲

سداں بیوی ۹  
 نذر محمد ۱۲  
 عطا محمد ۱۲  
 احمد یار ۱۲  
 محمد یار لڑکے ۳  
 غلام فاطمہ لڑکی ۱

بعد ازاں مسماۃ سداں فوت ہوئی تو اس کی لڑکی کا ایک حصہ لڑکوں کے  
 دو دو حصے حسب ذیل :

سداں مسئلہ تصحیح از ۹

نذر محمد عطا محمد محمد یار احمد یار لڑکے غلام فاطمہ لڑکی  
 بعد ازاں مسماۃ غلام فاطمہ فوت ہوئی تو اس کے خاوند کا حق نصف ہے  
 اور باقی چار بھائیوں کا حسب ذیل :

غلام فاطمہ مسئلہ از ۲ تصحیح از ۸

نذر محمد عطا محمد احمد یار محمد یار برادران غلیل خاوند  
 ۲ ۱ ۱ ۱ ۱



اور جب مسماۃ نور بخش فوت ہوئی تو اس کے وارث دو لڑکے اور ایک لڑکی

حسب دستور ہیں، حسب ذیل :  
مسماۃ نور بخش مسدہ تصحیح از ۵

محمد دین فیض احمد لڑکے طالبعہ لڑکی  
اور جب چراغاں فوت ہوئی تو اس کی والدہ کا حق چھٹا حصہ اور خاوند کا حق  
چوتھا حصہ اور باقی سب لڑکوں اور لڑکیوں کا حق ہے، حسب ذیل :  
چراغاں مسدہ از ۱۲ تصحیح از ۹۶

نور سائن والدہ نذر محمد خاوند سرفراز ذوالفقار لڑکے ممتاز ریاض رابعہ حلیمہ لڑکیاں  
۱۶ ۲۴ ۱۴ ۱۴ ۷ ۷ ۷ ۷

ایسا پیچیدہ مسئلہ جس میں تقسیم سے پہلے یکے بعد دیگرے ورثہ مرتے جاتے  
اس کو مناسخہ کہا جاتا ہے اور تصحیح کے لئے فرضیں دے کر ترکے کے حصے بنائے جاتے  
میں چنانچہ قواعد فقہیہ کے رو سے سستی نور محمد کی جائداد کے حصے ۱۰۳۶۸ بنائے جائینگے  
اور تفصیلات مندرجہ بالا کے رو سے زندہ اور موجود افراد کے حصے جو ان کو اپنے اپنے  
مورثوں سے ملتے ہیں، اس کی تفصیل حسب ذیل ہے :

نور محمد کی جائداد کے کل حصص ۱۰۳۶۸ ہیں۔

الاحیاء  
نور سائن محمد دین فیض محمد طالبعہ نذر محمد عطا محمد محمد یار احمد یار غلیل سرفراز

۳۳۱۲	۴۳۲	۴۳۲	۲۱۶	۱۶۸۷	۳۹۱	۳۹۱	۳۹۱	۹۲	۷۵۶
ذوالفقار	ممتاز	ریاض	رابعہ	حلیمہ					
۷۵۶	۳۷۸	۳۷۸	۳۷۸	۳۷۸					

واللہ تعالیٰ اعلم وصلى الله تعالى على حبيبہ وآلہ

و صاحب و باریک وسلم۔

نوٹ: یہ جواب فتاویٰ عالمگیری اور سرابیتہ سے ہے۔

فتاویٰ الفقیر الی الخیر محمد نور الدینی رحمہ اللہ

۲۰ شمال لکھنؤ ۱۳۳۷ھ

## الاستفتاء

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

کیا فرماتے ہیں علماء دین سبین و نفعیان شرع متین اندریں مسئلہ کہ سسٹے محمد شریف ولد سوجا فقہار الہی سے فوت ہو گیا اور اپنے چچے سندر جہ ذیل وارث چھوڑ گیا،

۱۔ سماء فیضال، بیوہ ۲۔ زینب الہی، دختر ۳۔ بھری، دختر چھوٹی ۴۔ محمد نور، بھائی

۵۔ زینب، بہن ۶۔ زہرہ، بہن۔

سماء فیضال نے جائیداد مکان مسکنہ کو بیٹی کے رجسٹر تائے میں اپنے اور دونوں بھائی

کے نام نقل کروالی، بعد ازاں ہر دونوں لڑکیاں ایک ماہ کے اندر فوت ہو گئیں اور اب وارث

سماء فیضال، بیوہ۔ محمد نور، بھائی۔ سماء زینب، بہن اور سماء زہرہ، بہن رہ گئے۔ جائیداد کی تقسیم

کس طرح ہوگی؟ سبینواتوجس و ا۔

استفتی: محمد نور ولد سوجا قوم سن سکھ جی کھاٹن صاحب ساہیال

اس کے جواب میں حضرت فقیر اعظم نے سائل کے نام تحریر فرمایا: (مرتب)

یہ وصاحت کریں کہ دونوں لڑکیاں بیک وقت فوت ہوئیں یا یکے بعد دیگرے،

تو پہلے کو کس فوت ہوئی؟

براہِ بخیر انعمیٰ غفرلہ ۶ ردی الحجۃ المبارکہ ۱۳۸۹ھ ۲۰۰۷-۲۰۰۸

اس پر اس نے یہ وضاحتی تحریر بھی کی

پہلے بھری چھوٹی لڑکی فوت ہوئی در تقریباً ایک ماہ بعد زیب الہی بڑی لڑکی فوت ہوئی معاً

محمد نور



یہ سلسلہ سناؤنہ کتاب ہے، حسب قواعد محمد شریف کا وہ مرکز جو کھن، دفن و قضا کی

ہمیت ہے اس کے درتہ پر حسب ذیل تقسیم ہوا

محمد شریف مسئلہ ۲۴۲ صحیح از ۳۰۹ ۲۸۹

فیضانِ بھری زیب قادی بھری لڑکی محمد نور بھائی زینب بن زہرہ بن

۱۵۱۳۰۵ ۱۵۱۳۰۵ ۳۰۱۳۰۱۰ ۵۶۱۳۰۳۲ ۵۶۱۳۰۳۲ ۳۶۱۳۰۳۲

بعد ازاں بھری فوت ہوئی تو اس کا سلسلہ حسب ذیل ہے

بھری ماہی ۳۲ مسئلہ ۲۴۲ صحیح ۵۶۱۳۰۳۲، حسب قواعد محمد شریف کے ورثہ کے حصوں کو گنتی میں

منزل دے کر پھایا جائے گا

فیضال والدہ زیب الہی بن محمد نوحا زیب میری بہن میری  
۳۲ ۳۸ ۱۶ نورم

بہن ذیل زیب الہی فوت ہوئی تو اس کا سہرہ حب زیارت

زیب الہی مانی لیا از حساب ۹۶ و از حساب ۷۸ و ۳۳ و ۳۳

فیضال والدہ محمد نوحا زیب الہی میری بہن میری  
۳۸ ۹۶ نورم

و اب ذفرہ و ثا کے حصے حب ذیل بن از ۸۸ حصص :

فیضال ۳۶۱ ۲- محمد نور از ترکہ برادر ۳۰ ۳- زیب از ترکہ برادر ۵

ترکہ حبس خیر ۳۲۱ از ترکہ حبس خیر ۱۱ ۴- از ترکہ برادر ۵

از ترکہ زیب الہی ۳۸ از ترکہ زیب الہی ۹۱

۱۱۶ ۱۳۲ ۲۱۱

کذا فی السراجۃ و التہذیب و عن عبد اللہ بن عبد اللہ

یہدب الحنفیۃ

وانہ تعالیٰ علمہ و علہ حل محمد و سلم و حکمہ و صلی اللہ

تعلیٰ علی سیدنا و مولانا محمد و علی و صاحبہ و اولادہ و سلم

منہ نفیقہ برائے خیر محمد نور از ترکہ زیب الہی

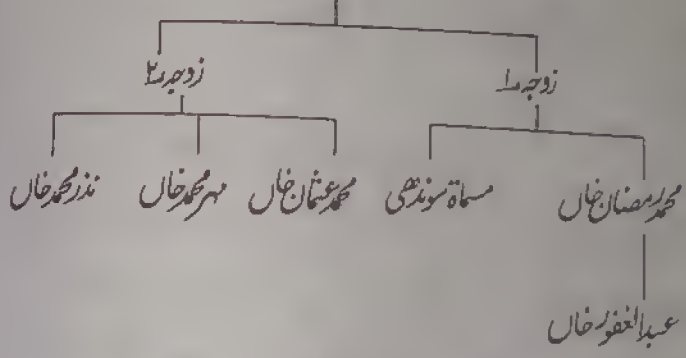
۳۸ از ترکہ زیب الہی ۹۱



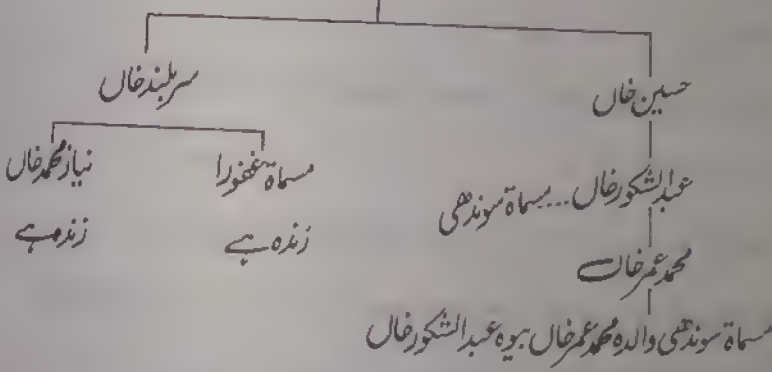
# الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ذیل میراث میں جس کا شجرہ نسب ذیل میں درج ہے  
مسماۃ سونڈھی متوفیہ کے بازگشت حق داران۔ جواب یا ثواب کے بحوالہ کتب ارشاد فرمائیں۔

محمد حیات خاں

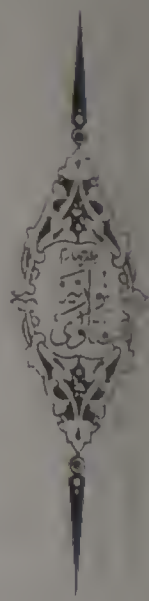


حیدر خاں



نوٹ: ۱۔ عبدالشکور ۱۹۲۶ء میں مقام ٹولمانہ میں فوت ہوا۔

محمد عمر خاں ۱۹۳۶ء میں مقام ٹولمانہ میں فوت ہوا۔



مسماۃ سونڈھی مسلمانہ میں مقام حوٹلی ضلع ساہیوڑ میں فوت ہوئی  
 محمد رمضان خاں مسلمانہ میں مقام حوٹلی ضلع ساہیوڑ میں فوت ہوا۔  
 مسماۃ سونڈھی کے خاوند عبدالشکور خاں کے بازداشت تھانہ داران کی عمر بی ضمانت کی جائے۔  
 سر بلند خاں عبدالشکور خاں سے پہلے فوت ہوا۔  
 العارض

سعید اختر خاں ولد عبدالغفور خاں مورخہ ۴۴



عبدالشکور خاں کے وارث مسماۃ سونڈھی زوجہ اور مسکنی محمد عمر خاں لڑکا ہیں۔  
 حسب ذیل :

عبدالشکور خاں مسلمانہ از ۸ تصحیح بعد از مناسبتہ از ۴۴  
 سونڈھی زوجہ محمد عمر خاں لڑکا

$\frac{4}{8}$

$\frac{1}{8}$

$\frac{21}{22}$

$\frac{2}{22}$

بعد ازاں محمد عمر خاں فوت ہوا تو اس کے جائز وارث اسکی والدہ سونڈھی اور بیار محمد خاں  
 جو اس کے والد کے چچا کا لڑکا ہے۔

مسئلہ از ۳۱ تصحیح حسب القواعد از  $\frac{۲۱}{۲۳}$  ہے، حسب ذیل :

محمد سمر خاں مسئلہ از ۳۱ تصحیح از  $\frac{۲۱}{۲۳}$   
 سونڈھی والدہ  
 نیاز محمد خاں عصبہ

$\frac{۱۲}{۲۳}$

$\frac{۷}{۲۳}$

بعد ازاں مسماۃ سونڈھی فوت ہوئی تو اس کا وارث اس کا بھائی محمد رمضان خاں ہے حسب ذیل :

مسماۃ سونڈھی مافی الیہ ۳۱ از خاوند اور ۷ از لیسر کل ۳۸ ہے  
 محمد رمضان خاں عصبہ

لہذا عبد الشکور خاں کی کل ملکہ جائیداد کی تقسیم حسب ذیل کی جلتے :

عبد الشکور خاں کی جائیداد کے کل ۳۸ حصے الاحیاء (زندگان) نیاز محمد خاں اور  
 محمد رمضان خاں میں از روئے قواعد یوں تقسیم ہوں گے کہ سہی نیاز محمد خاں کے  $\frac{۱۲}{۲۳}$  ہیں اور محمد رمضان خاں  
 کے  $\frac{۲۶}{۲۳}$  میں کما فی السراجیۃ وغیرہا۔

واللہ تعالیٰ اعلم وصلى الله تعالى على حبيبہ وآلہ

و اصحابہ و بارک وسلم۔

حضرتہ الفقیر الباقیہ محمد نور اللہ النعمی غفرلہ

اربع الثانی ۱۳۹۶ھ ۱۱-۴-۷۶

الاستفتاء

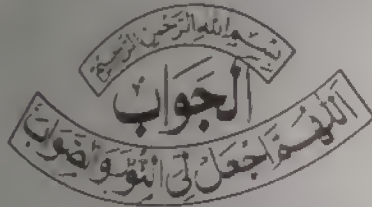
سائل مظهر کہ ایک عورت فوت ہو گئی ہے جس کا ایک بچہ اور خاوند اور والدہ والدہ



اور بہنیں بھائی زندہ و مسجود تھے، بعد ازاں وہ بچہ بھی فوت ہو گیا تو اس کی درشت کس طرح  
تقسیم کی جائے زلیور، کپڑا، برتن وغیرہ

سائل

مستمع محمد شریف ولد شیر احمد، سکندریہ کپڑوں کی فروخت



یہ مسئلہ نسخہ کا ہے تو اصل میں خاوند کا حصہ کل ماں سے چوتھائی ہے اور باپ  
اور باپ کا چھٹا چھٹا حصہ اور باقی نیچے کا ہے اور جب بچہ بھی فوت ہو گیا ہے تو بچہ کا کل حصہ  
بھی باپ کا ہے جو اس عورت متوفیہ کے خاوند ہے۔ حسب القواعد یہ مسئلہ ۲ سے ہے جو  
صحیح ہے حسب ذیل :

عورت مسئلہ از ۱۲

میت	خاوند	بچہ	ماں	باپ	بہن	بھائی
	۳	۵	۲	۲	×	×
	۱۲	۱۲	۱۲	۱۲		

پھر جب بچہ بھی فوت ہو گیا تو اس کا کل حصہ بھی اس کے باپ کا حق ہے، تو مسئلہ حسب ذیل :

عورت پھر اس کا بچہ مسئلہ از ۱۲

میت	خاوند جو بچے کا باپ ہے	ماں	باپ	عورت کے بہن بھائی
	۸	۲	۲	×
	۱۶	۱۶	۱۶	×

کتاب القرآن الحکیم والسراجیۃ  
واللہ تعالیٰ اعلم وصلى اللہ تعالیٰ علی حبیبہ والہ  
وبارک وسلم۔

عزہ الفقیر البائس محمد نور الدین غفرلہ  
۱۵ رذی القعدة المحرم ۱۳۹۶ھ ۲۹/۴

## الاستفتاء

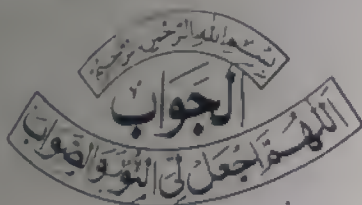
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اندر یہ مسئلہ کہ پیر نظام الدین صاحب جب فوت ہوئے تو انہوں نے پندرہ ایکڑ زمین وراثت میں چھوڑی اور متوفی کے دو لڑکے (ہدایت محمد محمد علی) اور ایک دختر مسماۃ امیرنشاں تھی، اپنے باپ کی وراثت سے مسماۃ مذکورہ کو کتنا حصہ ملا اور پھر پیر ہدایت محمد صاحب جب فوت ہوئے تو مسماۃ مذکورہ اپنے بھائی متوفی کی وراثت سے کتنے حصہ کی حقدار ہوگی اور بعد میں مسماۃ مذکورہ کا بھائی محمد علی فوت ہوا تو اس متوفی کا ایک لڑکا اور ایک لڑکی اور ایک پوتا تھا۔ محمد علی متوفی کی جائیداد سے ان کی بہن مسماۃ مذکورہ کا کتنا حصہ ہوگا، مسماۃ امیرنشاں کتنی زمین کی حقدار ہے؟

پوچھاری کہتا ہے کہ مسماۃ امیرنشاں کو اپنے بھائی ہدایت محمد جو کہ لا ولد فوت ہوا اس سے تو حصہ ملے گا اور محمد علی چونکہ صاحب اولاد ہے اس لئے اس کی وراثت سے کوئی حق نہیں رہا بانی فرما کہ قرآن و حدیث سے مدلل جواب تحریر فرمادیں اور مدرسہ کی ہر



بھی خبت کریں۔

اساں، پیر محمد شریف چشتی، موضع شریف پور دروہ پور تحصیل بنارس، وضع ہوا ہے



ہاں پٹواری سچا ہے، مسماۃ امیر نشان کو سنیے محمد علی کی وراثت سے حصہ نہیں دیا۔  
 اس کے لڑکا اور لڑکی ہے اور اپنے باپ سے اسے حکم للذکر مثل حظ الانثیین  
 تین ایکڑ ملیں گے اور سنی ہدایت محمد کو چھ ایکڑ اور سنی محمد علی کو بھی چھ ایکڑ میں گئے درج سنی ہدایت  
 فوت ہوا تو اس کے وارث صرف ایک بھائی اور بہن ہیں تو مسماۃ امیر نشان کو اس کی وراثت سے  
 حکم وان كانوا اخوة سرجالا و نساء فللذکر مثل حظ الانثیین "ایکڑ ملیں  
 اور سنی محمد علی کو چار ایکڑ ملیں گے اور جب سنی محمد علی فوت ہوا تو اس کے وارث صرف ایک لڑکا  
 اور ایک لڑکی ہے تو پہلی آیت کی رو سے لڑکے کو ۶ ایکڑ دکاناں ۲ مرلے اور ۶ سہاہی لڑکی  
 کو ۳ ایکڑ ۲ کناں ۱۳ مرلے اور ۳ سہاہی ملے گا۔

میں نسخہ کا ہے ہنذا :

نظام الدین مسدا زہ و تصحیح از د

میر نشان  
 $\frac{3}{5}$

محمد علی  
 $\frac{6}{15}$

ہدایت محمد  
 $\frac{6}{15}$

ہدایت محمد مسئلہ و صحیح از ۶

امیر نشان بہن

$\frac{۲}{۶}$

محمد علی بھائی

$\frac{۲}{۶}$

محمد علی مسئلہ از ۳

پوتا

لڑکی

لڑکا

x

۱

۲

یہ تمام مسائل اس صورت میں ہیں جبکہ کوئی اور وارث نہ ہو اور اگر سب سے نظام الدین کی بیوی اس کی وفات کے وقت موجود تھی یا ہدایت محمد کی بیوی یا محمد علی کی بیوی یا والدہ تو حکم بدل جائے گا۔

واللہ تعالیٰ اعلم و صلی اللہ علیٰ خیر خلقہ محمد

والہ و اصحابہ اجمعین۔

حزقہ الفقیر الی الخیر محمد نور اللہ النعمی غفرلہ

۲۸ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ

۸۲-۳-۲۵

الاستفتاء

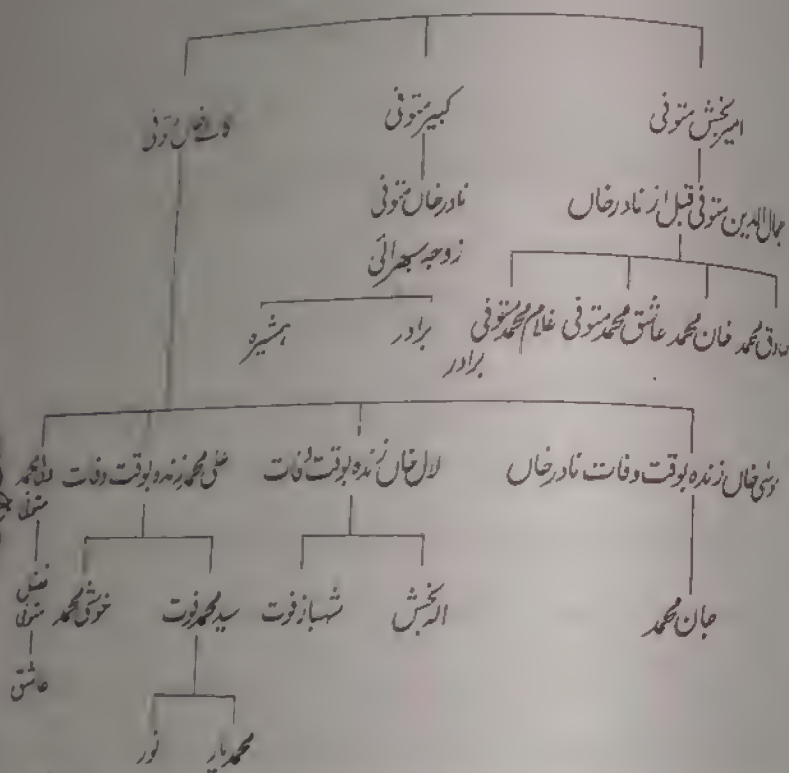
کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اندر اس مسئلہ کہ ستمی مادر خال لاولد





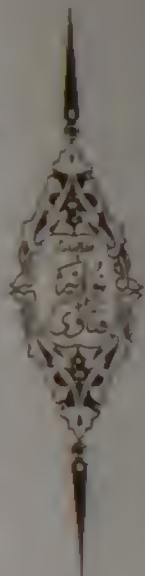
فوت ہوا اور شجرہ نسب اس کا حسب ذیل ہے۔

### نقشہ خاں



انگریزی قانون کے مطابق کل جائیداد نادر خاں کا اس کی بیوی بھائی کے ہمنشاں  
 اب بھائی مذکور بھی فوت ہو گئی اور اس کا ایک بھائی اور ایک بہن حقیقی زندہ ہیں لہذا دریافت غالب  
 یہ ہے کہ نادر خاں کی جائیداد کس طرح تقسیم کی جائے اور اس کے جدی رشتے داروں کے کوکن  
 تکل ہیں اور بھائی کے بہن بھائی بھی کچھ حق رکھتے ہیں یا نہیں؛ بینو تو جبرور  
 سائل؛ خوشی محمد از صاخر وال

سہ ماہ سہ ماہی بری ستونی کے گل مال مویش کی چوتھی کی تھی ہے نہ رب ملین کا  
 ارشاد ہے و لھو نہ مع مہ ترکم ا نہ سکن لکم و نہ دین کم  
 چارم اور ستین مہ سے خاں دل خاں علی محمد خاں باقی تین حصوں کے بارہ حصہ ہیں قرآن  
 میں ہے لہذا جل صلب مقدس نہ الدرد و اندھوں اور دھوا  
 کیونکہ وہ خاں کے قربوں یعنی زیادہ فریبی رستہ دار اس کی وفات کے وقت ہی تھے مہ  
 شریف و مذہب ہیں سنت و انجاعت کی فتح مبارک کا یہی فیصلہ ہے حدیث صحیح بخاری و  
 صحیح مسلم میں ہے فافوف حول دکنہ مہر جہ میں ہے لہ مع لہ حد حصہ  
 عدد عدم لہ لد و ولد الاس مہ ۱۰ فیض مہ ۱۰ میں ہے و جزء حد  
 الا ضرب فاضرب اور جب سہ ماہی و مہ سے خاں وغیرہ فوت ہو چکے ہیں تو ان کے وارث  
 ہی حقہ میں نہیں بلکہ ان کو باہر سے سہ ماہی کا چہارم حصہ بن اور بھائی کا ہے چہارم کو تیسرا  
 بن اور دو حصے بھائی کے ہیں اور مہ سے خاں علی محمد خاں مال خاں کے وارث بن لہ  
 زینہ و مادہ حسب دستور یعنی لڑکے کے وہ حصے اور لڑائی کا ایک حصہ اور ان کی بیویوں کا  
 آٹھواں آٹھواں حصہ وغیرہ وارث کی وفات کے وقت جو زندہ ہو وہی وارث ہوتا ہے  
 مردہ وارث نہیں ہو سکتا لہذا اول الدین خاں علی محمد خاں مال خاں کے وارث



ہیں ہو سکتے اور جب وہ وارث نہ ہوئے تو ان کی اولاد غیر ہو گئی۔ ایش بن کر  
واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اسم و احدہ و صل اللہ  
تعالیٰ علی حبیبہ و آلہ و صحبہ و بارک و سلم

عزہ الغفریہ یا بزم محمد زراعت شنبی قرعہ

۱۰ این سال شدت ۱۰

---





# بَابُ مَسَائِلِ الشَّتَى

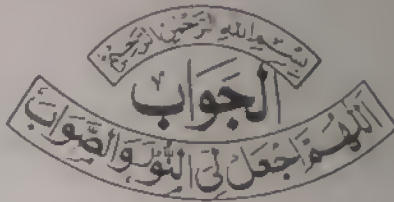
## الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اندر اس مسئلہ کہ دربار حضرت خواجہ عبد الحکیم صاحب کے  
مجاوریاں محمد دین متونی کے تین بھائی مجاوری سے بے دخل ہیں۔ باب ن کے نوٹنگی کے بعد  
محمد فاضل پشیر مجاور اور خادم ہے مگر ایک چچا کی لڑکی تنگ کرتی ہے در حق در اشتہار گئی ہے  
اس کا باپ فوت ہو چکا ہے اور دو چچے محمد فاضل کے زندہ ہیں جنہوں نے تحریر کر دیا ہے کہ باپ  
کوئی حق نہیں اور نہ ہی ہمارے بھائی احمد دین لڑکی مدعیہ کے باپ کا کوئی حق تھا۔ جامہ دین غیر  
کوئی شے نہیں صرف چرائی اور کچھ غلہ لوگ بطور خود دے دیتے ہیں در دیتے کبھی محمد فاضل کو

ہیں ان کی انہیں صورت محمد بن متوفی چچ محمد فاضل کی لڑکی کا دعویٰ حق وراثت صحیح ہے یا نہیں؟

— سوال نمبر ۱۰ —

سائل: محمد فاضل از دربار خواجہ عبد الکریم صاحب دہلی ۳۲ بجھیل پکینین ضلع ملتان



اگر سوال صحیح اور واقعی ہے تو بچہ کی لڑکی کا دعویٰ غلط ہے اور اس کا کوئی حق نہیں کہ حق وراثت ترکہ میں ثابت ہوتا ہے اور ترکہ اس مال کو کہتے ہیں جو مرنے والا چھوڑے اور کسی دوسرے کا حق اس پر نہ ہو، تعریفات ص ۲۹ میں ہے ہوالمال الصافی عن ان يتعلق حق الخیر بعینہ تو ثابت ہوا کہ یہ حق چراغی وغیرہ چونکہ مال نہیں تو ترکہ بھی نہیں لہذا لڑکی کا کوئی حق نہیں اور بالخصوص جب اس کے والد احمد دین کا بھی اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تھا تو لڑکی کا کیسے حق ہو سکتا ہے، پھر جب لوگ اپنا مال تین غلہ نقدی دیتے ہی محمد فاضل کو ہیں تو لڑکی کیوں مانگتی ہے، بہر حال لڑکی کا کوئی حق نہیں۔

والله تعالى اعلم وعلمه جل مجدہ اتمم واحکم وصلی اللہ

تعالیٰ علی حبیبہ والہ واصحابہ وسلم۔

عزیز الفقیر ابوالخیر محمد نور اللہ العباسی غفرلہ

اروی القعد المبارکہ



# الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سید علی شاہ صاحب دہلی  
اہم شاہ صاحب نے اپنے تین بیٹوں مستیان سید حیدر شاہ، سید زمان شاہ، سید میر شاہ  
اپنی جائداد منقولہ و غیر منقولہ ہر ایک کو روبرو گواہوں کے بحضور اقرار کیا، مالک قبض بنایا  
اور آپ اپنے بڑے بیٹے سید حیدر شاہ کیساتھ گزر گئے رجبہ اور ربیعہ سید حیدر شاہ کو چھ مہر  
کے بعد قضاء الہی سے فوت ہو گیا پھر بھی سید سردار شاہ صاحب حیدر شاہ کی وراثت میں ان کے  
اپنے پوتے جن کے ساتھ گذر اوقات کرتے رہے جس طرح اپنے پنے بڑے کوہ لک بنایا  
اسی طرح پوتوں کو بھی جائداد کا مالک بنایا گیا اور پوتوں کے ساتھ گذر اوقات کرتے رہے  
حتیٰ کہ سید سردار شاہ صاحب کی اہلیہ محترمہ کا انتقال بھی پوتوں کے ہاتھوں میں ہی ہوا  
اور سید سردار شاہ صاحب کا انتقال بھی ان ہی پوتوں کے ہاتھوں میں ہوا اور پوتوں نے  
ان کا کفن و دفن اچھے رسم و رواج سے کیا جنکے نام مندرجہ ذیل ہیں۔  
احمد علی شاہ، فرزند علی شاہ، نادر علی شاہ وغیرہ

غرضیکہ ان تینوں کو روبرو گواہوں جس طرح اپنے بڑے کے سید شاہ کوہ لک بنایا تھا اسی طرح ان کی  
اولاد کو بھی اسی جائداد کا مالک قابض بنایا اور تصور کیا، گواہوں کے نام حسب ذیل ہیں:

۱۔ میاں سردار علی ولد میاں محمد دین محب علیکا

۲۔ میاں سرفراز ولد میاں احمد بخش میانہ

۳۔ سید حامد حسین ولد سید شہباز حسین

۴۔ سید ذاکر حسین ولد سید خادیم حسین نمبردار



۵۔ سید محمد عباس شاہ ولد سید محمد حسین شاہ، سجادہ نشین شیر گڑھ

۶۔ سید فیض علی شاہ ولد سید محمد علی شاہ

۷۔ قاضی غلام علی ولد قاضی قائم الدین انصاری

۸۔ حافظ محمد دین ولد مولوی غلام حسین صاحب بھٹی وغیرہ

ان کے علاوہ تمام خلع منگڑی کے زمینداروں اور رعایا لوگوں کو بھی ملزم معلوم

کرتیہ سردار شاہ صاحب اپنے پوتوں کو ملک بنا گئے ہیں۔

العبد

سید محمد علی شاہ ولد سید سید شاہ، قصبہ شیر گڑھ ۴۵۹

گواہ شد

گواہ شد

گواہ شد

سید محمد علی شاہ نمبر ۱۰

حامد حسین بختلہ خود

غلام علی ولد قائم الدین بختلہ خود

گواہ شد

گواہ شد

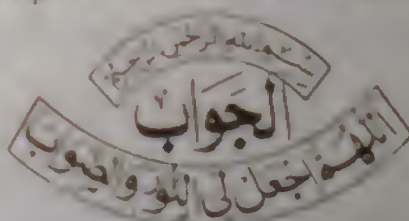
سید فیض علی شاہ بختلہ خود

حافظ محمد دین بختلہ خود

نوٹ : سائل نے زبانی بیان کیا کہ سید سردار شاہ صاحب نے اپنی صحت و درستی

توش و حواس میں پوتوں کو ملک و قابض بنایا اور کئی سال اپنے پوتوں کے پاس رہ کر

فوت ہوئے تو کیا ایسی صورت میں سردار شاہ صاحب کے بڑے پوتوں کو بے دخل کر سکتے ہیں،



شرمایہ میر ہے جو قبضے مکمل ہو گیا فتاویٰ مالک ج ۲ ص ۴۸۲ میں ہے قول



هدهد الد نك ، هدهد الاصل لك هدهد فيق لسان بنار يتيقيت اس  
له جايه زرين تيره ته جب بهر جب . انما في كل ما كشته ، سكه سكه  
صلى الله على من صلى ، ولى و اصحب و ركب مسير

منہا غنیہ: یومئذ منہا غنیہ

نہایت بڑی اور شہر: مجموعہ مبارک

33

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و شرعائیں اس مسئلہ کے بارے میں یا یہ محمد بن حنفیہ  
نے ترک میں بیس یکر ارضی جس میں ثوب دیں لگو ہوتا چھوڑ دیتی اس کو بدعت ہو تین  
ڈکے اور در لڑکیاں تھیں جن میں مذکورہ ارضی بھائی و نون شریعت تفسیر کوئی ہے جس  
دو قاضی ہیں مگر ترکے کہتے ہیں کہ ثوب دین میں بیوہ و لڑکیاں تھیں ان میں حدیث  
ثوب دین بھی سید احمد شاہ مذکور نے خود لگو یا تھا۔ اس کے متعلق حدیث قرآن و روایت  
میں طالع فرماتیں کہ بیوہ و لڑکیاں ثوب دین میں حدیث میں کہیں؟ آپ کی

میں نوازش ہوگی۔ فقط

مخانب: سمات بیوہ سید احمد شاہ مرحوم اور لڑکیاں  
کئی پیر احمد شاہ داخلی مابین تحصیل دیپ پیر ضلع ساہیوال

۲۱-۱۱-۷۹



از روئے قرآن کریم اور حدیث پاک ترکہ کی ہر ایک چیز میں تمام وارثوں کا  
حق ہے جبکہ قرض اور وصیت نہ ہو، اگر قرض و وصیت ہو تو ادائیگی قرض و وصیت  
حسب دستور شرع اطہر کے بعد بھی باقی ترکہ میں سب وارث حقدار ہیں۔ قرآن کریم میں ہے  
یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین اور یونہی حدیث پاک  
صحیح بخاری وغیرہ کتب فقہ میں مصرح و مشرع ہے۔

واللہ اعلم بالصواب و صلی اللہ علی سیدنا محمد و  
آلہ و اصحابہ و بارک و سلم۔

عزہ العقیقہ ابو النجیر محمد نور اللہ النعمی غفرلہ

۳۰ ذوالحجۃ المبارک ۱۴۰۹ھ

۲۱-۱۱-۷۹



# الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین بجز اس مسئلہ کے سوائے  
امیر بی بی کی شادی سے قبل محمد سے عرصہ تقریباً ۳۵ سال قبل ہوئی تھی۔ شادی کے بعد  
سے فضل محمد خاوند نے اپنی بیوی کو اپنی زمین ملک کے کام کے لئے بطور تملیک زبانی واسطے گزارہ  
تاحیات منتقل کر دیا۔ اب مسیحی امیر بی بی عرصہ دس بارہ سال سے عدم پتہ ہے۔ جس کی  
فوتیگی کی تصدیق نہیں ہو سکتی اور فضل محمد کو بھی ۱۹۶۱ء میں فوت ہو گیا تھا جس محمد کے ہم بھائی  
زندہ ہیں اور مسماۃ امیر بی بی کا ایک بھائی اور بہن زندہ ہے لہذا مذکور جائیداد (تملیک زبانی  
واسطے گزارہ) کے برائے شرع محمدی کون کون حقدار ہیں۔

السائل

سید محمد عبدالغفار شاہ غفرلہ

سکنہ ساہو کا تحصیل لریوٹا

ضلع دہلی



اگر یہ سوال صحیح ہے تو امیر بی بی کی وفات کے بعد ہی اس کا فیصلہ ہو سکتا ہے

در اگر شہادت سے وفات ثابت نہ ہو سکے تو اس کی پیدائش سے پورے نوے سال گزر جائے  
 موت کا حکم ہو گا تو اس کی ملکیت اراضی وغیرہ کے وارث اس کے بہن بھائی بنیں اور ہم بطور  
 گزارہ ہفتی اس کے وارث فضل محمد دارالخبرہ میں کما فی مکتب المحدثہ میں لکھوا  
 وغیرہ

و اللہ تعالیٰ علیم و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ الرحمہ

دارت و سلم

مرہ خفیہ البرکۃ محمد زکریا عین علیہ

۵ شعبان ۱۲۷۴ھ ۲۹-۶-۸۰





# فهرست آیات مبارکه

12/41	وَأَنذِرْ بِعَذَابِ الْغُلَّاقِ
124/2	وَمَنْ جَاهِلٌ بِمَا نَزَّلْنَا مِنْ كِتَابٍ فَإِنَّ رَبَّنَا عَلِيمٌ خَبِيرٌ
8/23	وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهَوْنَ
1/5	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْإِسْلَامُ
9/4	وَاللَّهُ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَتَّقُوا الْأَهْلَ الْإِسْمَاءِ
275/2	إِنَّ اللَّهَ الْبَاقِعُ
29/4	وَالَّذِينَ آمَنُوا وَتَقُوا اللَّهَ وَنَزَّلُوا
101/5	إِنَّ عَلَى اللَّهِ عِندَهُ
278/2	وَالَّذِينَ آمَنُوا وَتَقُوا اللَّهَ وَنَزَّلُوا





٢٠. قال لم تعملوا فادعوا الحرب على الله ،

١٨٩ 276 / 2

١٩٩ 279 / 2

2١0 128 / 4

١٩١- لا تعلمون ولا تعلمون -

١٩٢- و تصحح هو

١٩٣- وضحكم انهم في ذلك انكم تتكلمون

خط لا يدر

١٩٠ 235 / 4

١٩١ 235 / 4

١٩٢ 235 / 4

١٩٤- الرجال صلبت فيهم في الحرب و

لا يدر و يدر في الحرب فيهم في الحرب و

لا يدر و يدر في الحرب فيهم في الحرب و

١٩٥ 235 / 4

١٩٦ 235 / 4

١٩٧ 329 - 320

١٩٨ 350 - 356

١٩٩ 368 - 364

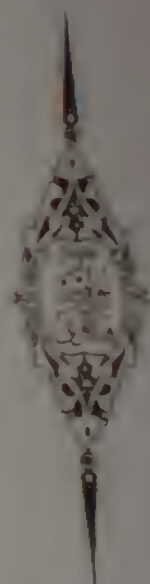
٢٠٠ 381 - 374

٢٠١ 443 - 390

٢٠٢

٢٠٣ 254 / 4

٢٠٤- من بعد و في الحرب فيهم في الحرب و



١٦ - ولا يوتي لكل واحد منهما السبق

١١/4 200'28

١٧ - فحينئذ يقر لكم

12/4 200'28

200'30

200'35

200

١٨ - والى مكان واحد فيها السبق

11/4 200'28

200'30

200'35

200'40

١٩ - من فرغ مما تركه لا يترك

11/4 200'28

200'30

200'35

200'40

٢٠ - ولا يثبت

11/4 200'28

200'30

٢١ - ولكم نصف ما لم يتركه حكمه

11/4 200'28

٢٢ - من ترك

٢٢- وان كن لساء فوق اثنتي فبهما الثلث ما

ترك

٢٣- هو الذي حتى لكم ما في الارض جميعا

٢٤- لا يعلى لكم ان ترثوا النساء كرها

٢٥- وان كان له اخوة فلامه السادس

٢٦- ان امراء هلك ليس له ولد وله اخوات

فبها نصف ما ترك و هو يرثها ان لم يكن لها

ولد فان كانت اثنتي فبهما الثلث مما ترك



# فهرست احادیث مبارکه

۱- ایهاکم و الطل فان الطل آداب الحديث

۲- من قال عرفا فبانه من نبي له يقبل له

صمه اربعه ليله

۳- طهر الله ما حدث حتى تباري

۴- لا ضرر ولا ضرار

۵- اني انا

۶- يهيى عن بيع الذهب بالذهب

۷- لا تبعوا الذهب بالذهب

۸- يهيى رسول الله ﷺ عن بيع الدوق بالدوق

۹- ايها المنافق ثلاث اذا حدث كذب و اذا

وعد اخلف و اذا اؤتمن خذل

۱۰- ايها المنافق ثلاث وان صام و صلى و

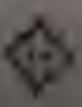
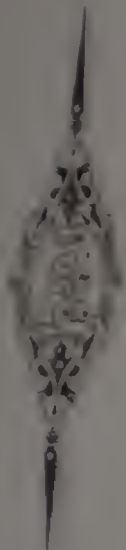
اعلم انه مسلم لا حدث كسب

(الحديث)

۱۱- الا لا اله الا الله لا اله الا الله لا اله الا الله

عهد له

۱۲- ما راو السموول حسنا لهم عند الله



146

151

١٤٨- البراءة بعد حرق السمها في مكعب

190

١٤٩- ابن ابي رصاص عن علي بن فاه يقضي من

190

لها ١٠٠٠٠ حج

233

١٥٠- ابن ابي عمير عن

278

١٥١- ابن ابي عمير عن الوصية

296'293'278

١٥٢- احمد الاحداث مع البناات غصنة

١٥٣- احمد الله انص باهلهما فما بقي فهو

'350'305'303

لاولى رجل ذكر

'364'362'353

490

٢٠٠- والترك ابن اس ولم يترك البنا فاس الاس

350

له لة لاس

286'282

٢٠١- ولم يكن له يومئذ الا استه

٢٠٢- لاسه النصف و لاسه الاس السدس

283

الاصح حديث

'381'320'290

٢٠٣- ما جبهه له الله ولاولى رجل ذكر

546'383



٢٥ - لا وصة له / ت

٢٦ - من ترك مالا فليورثه

٢٧ - احقروا النمل والنس - هبها لغيره

ليرض ولاوى رجل ذكر

٢٨ - وان اعياك شئ الام بكسر لونه

العلات الرجل يرت احاد لايه واهه دون احاد

لايه

٢٩ - الحلال ما احل الله و الحرام ما حرم الله

و ما سكت عنه فهو مما عفى عنه

٣٠ - و ما سكت عنه فهو عافية فاقبلوا من

الله عافيته فان الله لم يكن بسا

٣١ - انظروا اكبر رجل من نمرعة

٣٢ - وما بقى فلا تحت

٣٣ - النصف للابنة والنصف للاخت

٣٤ - من رأى ملكم منكرا فليعده سده واد

يستطع قبلسانه

٣٥ - يسمونها (على اللحم) عرا

فيستحلونها

٣٦ - لا ربوا بين المسلمين و بين أهل الحرب

189

١٨٩- ان يخلص من الله فهو ربا

189

١٨٩- ان يخلص من الله فهو ربا

١٨٩- ان يخلص من الله فهو ربا

189

١٨٩- ان يخلص من الله فهو ربا

١٨٩- ان يخلص من الله فهو ربا

189

١٨٩- ان يخلص من الله فهو ربا

١٨٩- ان يخلص من الله فهو ربا

١٨٩- ان يخلص من الله فهو ربا

189

١٨٩- ان يخلص من الله فهو ربا

١٨٩- ان يخلص من الله فهو ربا

190

١٨٩- ان يخلص من الله فهو ربا

199

١٨٩- ان يخلص من الله فهو ربا

257

١٨٩- ان يخلص من الله فهو ربا

١٨٩- ان يخلص من الله فهو ربا

366

١٨٩- ان يخلص من الله فهو ربا

503

١٨٩- ان يخلص من الله فهو ربا

412

١٨٩- ان يخلص من الله فهو ربا





# مآخذ و مراجع

01 القرآن الکریم

## احادیث

02 صحیح بخاری ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری 'م 256ھ

اصح الطابع 'دہلی' 1397ھ

03 صحیح مسلم مسلم بن حجاج قشیری 'م 261ھ

اصح الطابع 'دہلی' 1349ھ

04 سنن ابو داؤد ابو داؤد سلیمان بن اشعث حسلی 'م 275ھ

مجیدی 'کانپور' 1341ھ

05 سنن ترمذی ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی 'م 279ھ

علیمی 'دہلی' 1350ھ

06 سنن ابن ماجہ ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ 'م 273ھ

اصح الطابع 'دہلی' 1372ھ

07 موطا امام مالک امام مالک بن انس اصمعی 'م 279ھ

دارالاشاعت 'کراچی' 1372ھ

ابو محمد عبد الله بن عبد الرحمن سمرقندی داری، م  
255ھ

08 سنن داری

نظامی، کانپور، 1293ھ

ابو الحسن علی بن عمرو دارقطنی، م 385ھ  
فاروقی، دہلی، 1310ھ

09 سنن دارقطنی

10 مستدرک

ابو عبد الله محمد بن عبد الله حاکم، م 405ھ  
دائرة المعارف، حیدر آباد، 1334ھ

علی الصحیحین

11 السنن الکبریٰ (سنن  
بیہقی)

ابو بکر احمد بن حسین بیہقی، م 458ھ  
دائرة المعارف، حیدر آباد، 1344ھ

ابو عبد الله محمد بن عبد الله خطیب بغدادی، م 740ھ  
اصح المطابع، دہلی

12 مشکوٰۃ المصابیح

ابو محمد محمود بن احمد حنفی عینی، م 855ھ

13 عمدة القاری (عینی)

دار الطباعة، عامرة، مصر، 1308ھ / منیریہ، بیروت،  
1348ھ

شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی، م 852ھ  
بہمن، مصر، 1348ھ

14 فتح الباری

علامہ احمد بن محمد قسطلانی، م 923ھ  
بولاق، مصر، 1285ھ

15 ارشاد الساری

شیخ عبد الحق بن سیف الدین محدث دہلوی، م  
1052ھ

16 اشعة اللمعات



17 کنز العمال فی سنن  
الاقوال و الافعال

علاء الدین علی متقی ہندی، م 975ھ  
دائرة المعارف، حیدر آباد، 1312ھ تا 1344ھ

تفاسیر

18 معالم التنزیل

ابو محمد حسین بن مسعود فراء بغوی، م 516ھ  
تجاریہ کبریٰ، مصر، 1357ھ

19 مفاتیح الغیب، تفسیر کبیر

امام فخر الدین بن محمد بن عمر رازی، م 606ھ  
بہار، مصر، 1357ھ

20 انوار التنزیل و اسرار

التاویل، (بیضاوی)  
ابو سعید عبد اللہ بن عمر قاضی بیضاوی شافعی، 685ھ  
692ھ

نولکشور، لکھنؤ، 1282ھ

21 مدارک التنزیل و

حقائق التاویل  
ابو البرکات عبد اللہ بن احمد محمود نسفی، م 710ھ  
عمسی بابی حلبی، مصر، 1357ھ

22 لباب التاویل فی معانی

التنزیل (خازن)  
علی بن محمد بغدادی صوفی خازن، م 741ھ  
تجاریہ کبریٰ، مصر، 1357ھ

23 ارشاد العقل الى مزایا

الکتاب الکريم (ابو سعور)

علامہ ابو سعور بن محمد عمادی، م 982ھ

ج 1 تا 3، طبع اول، حینیہ، مصر

ج 4 تا 8، طبع ثانی، عامرہ شرقیہ، مصر

جلال الدین محمد بن احمد محلی شافعی، م 864ھ /

جلال الدین عبد الرحمن بن ابو بکر سیوطی شافعی، م

911ھ

مجیدی، دہلی

ابو سعید شیخ احمد ملا جیون، م 1130ھ

علیمی، دہلی، 1349ھ

25 تفسیرات احمدیہ

26 روح البیان فی تفسیر

القرآن

شیخ اسماعیل حق، م 1137ھ

عثمانیہ، 1330ھ

27 الفتوحات اللہیہ

(تفسیر جمل)

سلیمان بن عمرو عجیلی شافعی، م 1204ھ

عیسیٰ بابی حلبی، مصر

قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی، م 1225ھ

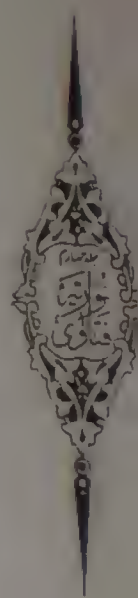
ندوة المصنفین، دہلی

28 تفسیر مظہری

شیخ احمد بن محمد صاوی مالکی، م 1241ھ

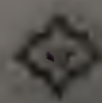
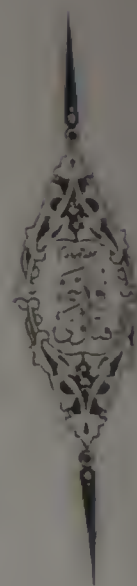
مطبع ازہریہ، مصر، 1348ھ

29 تفسیر صاوی



- 30 مبسوط سرخسی محمد بن احمد بن ابو سهل سرخسی، م 483هـ  
السعلاة، مصر 1331هـ
- 31 مختصر القدوری ابو الحسن احمد بن محمد قدوری بغدادی، م 428هـ  
اصح المطالع
- 32 هداية برهان الدين علي بن ابو بكر مرعشي، م 593هـ  
مجتبائی، دلی، 1350هـ / میمنه، مصر 1307هـ
- 33 كفاية مولانا جلال الدين خوارزمي، م 711هـ  
میمنه، مصر 1307هـ
- 34 عینی علی الهدایه (بنایه) علامه بدر الدین محمود عینی، م 855هـ  
نولکشور، دلی، 1293هـ
- 35 فتح القدير كمال الدين ابن همام محمد بن عبد الحميد محقق علی  
الاطلاق، م 861هـ / میمنه، مصر 1307هـ
- 36 عنایه محمد بن محمود بابرقي، م 786هـ / میمنه، مصر 1307هـ
- 37 قاضی خاں (خانیه) حسن بن منصور بن محمد اوزبندی، م 592هـ  
نولکشور، لکهنؤ، 1344هـ
- 38 جوهره نیه ابو بکر بن علی حدادی عبادی خفی یمنی، م 800هـ  
محمود بک، آستانه، 1301هـ
- 39 غرر الاحکام منلا خسرو محمد بن فراموز، م 885هـ  
در سعادت، مصر 1329هـ

- 40 درر الحکام  
ملا خسرو محمد بن فراموز، م 885ھ  
در سعادت، مصر، 1329ھ
- 41 ملتقى الآخر  
شیخ ابراهیم بن محمد حلبی، م 956ھ  
عامره، مصر، 1319ھ
- 42 مجمع الانهر  
محمد بن سلیمان شیخ زاده، م 1078ھ  
عامره، مصر، 1319ھ
- 43 در المنتقى  
علاء الدین محمد بن علی حصکفی، م 1088ھ  
عامره، مصر، 1319ھ
- 44 تبیین الحقائق  
فخر الدین ابو محمد عثمان بن علی زبلعی، م 743ھ  
امیریه، مصر، 1313ھ
- 45 جامع الفصولین  
محمود بن اسرائیل ابن قاضی سمانه، م 823ھ  
کبری امیریه، مصر، 1300ھ
- 46 برزازیہ  
محمد بن محمد بن شهاب ابن بزاز کردری، م 828ھ  
کبری امیریه، مصر، 1310ھ
- 47 سراجیه  
سراج الدین علی بن عثمان الفرغانی اوشی، تمیل  
کتاب، 569ھ  
نولکشور، لکهنؤ، 1344ھ
- 48 بدائع صنائع  
ملک العلماء علاؤ الدین ابو بکر بن مسعود کاسانی، م  
587ھ  
جمالیه، مصر، 1328ھ
- 49 خلاصه الفتاوی (مجموعه الفتاوی)  
طاہر بن احمد بن عبد الرشید بخاری، م 542ھ



ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمد سلفی، م 710ھ  
اسلامیہ، لاہور، 1345ھ

51 بحر الرائق

زین الدین بن ابراہیم بن نجم، م 970ھ  
دار الکتب العربیہ، مصر، 1333ھ

52 تکملہ بحر الرائق

محمد بن حسین بن علی طوری، م 1137ھ  
دار الکتب العربیہ، مصر، 1334ھ

53 فتاویٰ خیریہ

شیخ خیر الدین بن احمد رٹی، م 1081ھ  
در سعادت، 1312ھ

54 فتاویٰ برہنہ

نصیر الدین میناکی  
نولکشور، لکھنؤ، 1914ء

55 میزان شعرانی

سیدی عبد الوہاب بن احمد شعرانی، م 973ھ  
مصطفیٰ البابی حلبی، مصر، 1354ھ

56 رحمہ امامہ

شیخ محمد بن عبد الرحمن (دمشقی شافعی)، تکمیل کتاب،  
780ھ

مصطفیٰ البابی حلبی، مصر، 1354ھ

57 عالمگیری

ملا نظام الدین برہان پوری وغیرہ  
مجیدی، کانپور، 1350ھ

58 تنویر الابصار

محمد بن عبد اللہ ترمذی غزی، م 1004ھ  
عثمانیہ، در سعادت، مصر، 1324ھ



59 تنویر الابصار

محمد بن عبد اللہ ترمذی، م 1004ھ

احمدی، دہلی، 1280ھ

60 در المختار

علاء الدین حصکفی، م 1088ھ

عثمانیہ، در سعادت، مصر، 1324ھ

احمدی، دہلی، 1280ھ

61 رد المحتار (شامی)

سید محمد امین ابن عابدین (شامی)، م 1252ھ

عثمانیہ، دار سعادت، مصر، 1324ھ

62 طحطاوی علی الدر

سید احمد بن محمد طحطاوی، م 1231ھ یا 1237ھ

عامرہ، مصر، 1252ھ

63 شرح وقایہ طبع مع

عبید اللہ بن مسعود بن تاج الشریعہ، م 747ھ

چلپی

نولکشور، لکھنؤ، 1326ھ

64 العقود الدریہ (فتاویٰ)

علامہ شامی، م 1252ھ

حامیہ

میمنہ، مصر، 1310ھ

حضرت فقیہ اعظم مولانا ابو الخیر محمد نور اللہ نعیمی، م

65 فتاویٰ نوریہ

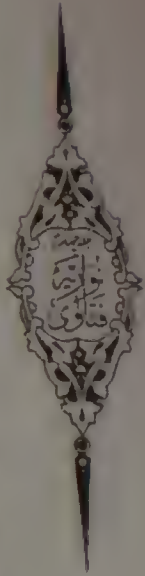
1403ھ

## فرائض

66 سراجی (فتاویٰ سراجیہ) سراج الدین محمد بن عبد الرشید سجاوندی حنفی، م

590ھ

سعید، کراچی، 1375ھ



سید میر شریف جرجانی، م 810ھ  
کاشن آمدی، 872ھ، معجانی، ری، 1341ھ

## متفرقات

68 التعریفات سید میر شریف علی بن محمد جرجانی، م 816ھ

شرک ملتبه، مصر، 1357ھ

69 الاشباہ والنظائر زین الدین ابراهیم ابن نجیم، م 970ھ

نولکشور، کعبنو، 1915ء

70 ثلاثین شامی غلامہ شامی، م 1252ھ

در سعادت، مصر، 1325ھ

71 نشر العرف فی بناء بعض

الاحکام علی العرف غلامہ شامی، م 1252ھ

در سعادت، مصر، 1325ھ

